اسلامی قانونِ سزا

(حُدود - قِصاص - دِیات)

فقہِ استدلالی

از نظرِ خاصّہ وعامّہ

مُؤلّف
اُستاد سیّد صادق نبی حُسینی

جامعہ تعلیماتِ اسلامی پاکستان
پوسٹ بکس ۵۴۲۵ - کراچی - پاکستان

اسلامی قانونِ سزا

(حُدود - قِصاص - دِیات)

فقہِ استدلالی

از نظرِ خاصّہ و عامّہ

مُؤلِّف
اُستاد سیّد صادق نبی حُسینی

جامعہ تعلیماتِ اسلامی پاکستان
پوسٹ بکس ۵۴۲۵ - کراچی - پاکستان

کتاب ——— قوا[illegible]فکری در اسلام

تألیف ——— اُستاد سیّد صادق [illegible]ی

ترجمہ ——— سیّد علی رضا

نظرِ ثانی ——— کاظم علی گجراتی

کتابت ——— شیخ اشرف راحت

تصحیح ——— شاکر علی سرور

مطبع ——— شاہین پیکجر کراچی

طبعِ اوّل ۱۹۹۳ء / ۱۴۱۳ھ

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ

فہرست

حصّۂ چہارم

پہلا باب

دوسرا باب

تیسرا باب

حصّۂ پنجم

پہلا باب

دوسرا باب

تیسرا باب

چوتھا باب

پانچواں باب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشرَفِ الاَنبِیَاءِ وَالمُرسَلِینَ وَاٰلِہِ الطَّاہِرِینَ وَاَوصِیَائِہِ المَرضِیِّینَ وَلَعنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی اَعدَائِھِم اَجمَعِینَ اِلٰی یَومِ الدِّینِ۔

کتابِ وجود کے صفحۂ اول صحیفۂ رسالت کے ورقِ آخر اور راہِ دین و دانش کے روشن چراغ، پیغمبرِ اکرم و نبیٔ معظم محمّد بن عبداللہ صلوات اللہ و سلامہ علیہ وآلہٖ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر کوئی مومن مرتے وقت اس دنیا میں علم و دانش سے معمور ایک ورق چھوڑ جائے تو روزِ قیامت وہ ورق اس شخص کے اور جہنم کے درمیان ڈھال بن جائے گا۔ نیز اس ورق پر لکھے ہوئے ہر ایک حرف کے عوض اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں ایک شہر عطا فرمائے گا جو اپنی وسعت

کے لحاظ سے اس دنیا سے سات گنا بڑا ہو گا۔ [1]

اسی ضمن میں عبدالسلام ہروی نے امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ امام نے فرمایا:

خدا رحمت کرے اس شخص پر جو ہمارے مقصد کو زندہ کرتا ہے۔

راوی نے پوچھا کہ وہ آپ کے مقصد کو کس طرح زندہ کرتا ہے؟

آپ نے فرمایا: وہ ہمارے بتائے ہوئے احکام اور مسائل کو سیکھتا ہے اور پھر لوگوں کو ان کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر لوگ ہمارے اقوال کی خوبیوں سے آگاہ ہو جائیں تو ضرور ہمارے فرمانبردار بن جائیں۔ [2]

اگرچہ یہ بندۂ ناچیز مختلف علوم کے بارے میں کئی کتابوں کی تدوین کر چکا ہے، جو انشاءاللہ اپنے وقت پر شائع ہوں گی۔ اس کے باوجود میں نے علم فقہ کی عظمت اور احادیث کے پیش نظر یہ ضروری سمجھا ہے کہ خاصہ و عامہ ہر دو مکاتب فکر کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک ایسی کتاب مرتب کروں، جس سے تمام مسلمان استفادہ کریں اور میں اس خیر و برکت سے محروم نہ رہوں جس کا وعدہ مذکورہ بالا احادیث میں کیا گیا ہے۔

چنانچہ مراجع عظام اور اساتذہ کرام کی اجازت سے بعض رفقاء اور برادران ایمانی کی خواہش پر میں نے ابواب فقہ میں سے کتاب حدود، دیات و قصاص کا انتخاب کیا ہے۔ تاکہ ان تینوں کتابوں کے احکام و مسائل

---

[1] و [2] وسائل الشیعہ

کو اختصار کے ساتھ اس طرح مرتب کروں کہ فقہائے خاصہ کے فتاویٰ سے فقہائے عامہ نے جہاں جہاں اختلاف کیا ہے اس کا تذکرہ بھی کرتا چلا جاؤں۔ اس موضوع کو منتخب کرنے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ اسلامی معاشرے میں ان حدود کا اجراء نہ صرف یہ کہ عملی طور پر معطل ہو چکا ہے بلکہ یہ احکام پڑھنے پڑھانے کی حد تک بھی متروک قرار پا چکے ہیں۔ کیونکہ علماء اعلام نے اپنی تالیفات میں ان پر بہت ہی کم توجہ فرمائی ہے۔ بہر حال مجھے امید ہے کہ میری یہ کوشش حضرت امام العصر علیہ السلام کی بارگاہ اقدس میں مقبول ہوگی۔ وہی حقیقی معنوں میں ان حدود الٰہی کے جاری کرنے والے ہیں۔ یہ کتاب تین ابواب اور بہت سے ذیلی عنوانات پر مشتمل ہے تاکہ مسائل کو سمجھنے میں سہولت ہو۔

علاوہ ازیں زیر بحث آنے والی تمام آیات و احادیث کے اردو ترجمے پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔ تاہم کتاب کے آخر میں ان کے عربی متون بھی دے دیئے گئے ہیں، تاکہ صاحبِ نظر حضرات ان کو دیکھ کر اطمینان حاصل کرسکیں۔

الحاج سید صادق نبی حسینی

حصّہ اوّل

حُدود کے احکام

مُقدّمہ: "حُدود" حَدّ کی جمع ہے۔ لُغت میں حَد کے معنی روکنے کے ہیں۔ لیکن شریعت میں اس سے مراد وہ جسمانی سزا ہے جو کسی گناہ کے ارتکاب کے نتیجے میں گناہ کرنے والے کو دی جاتی ہے۔ ایک خاص مقررہ سزا کو "حَدّ" اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ جرائم کے مقابل پر سزاؤں اور حدود کے تعین کی غرض و غایت یہ ہے کہ امورِ زندگی کا نظم وضبط اور معاشرے میں برائیوں کی روک تھام انہیں حدود و تعزیرات جاری کرنے اور قِصاص و دِیَت لینے پر منحصر ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس مقصد کے حصول کے لیے صرف اَمر و نہی ہی کافی نہیں بلکہ حدّ جاری ہونے اور سزا ملنے کا خوف بھی اَوَامِر و نَواہی کے قِیام اور بَقاء کا سبب ہے۔ اس لیے

ہم کہہ سکتے ہیں کہ عادلانہ انداز میں حدود کا اجراء معاشرے میں گناہ اور فساد کو پھیلنے سے روکتا ہے اور حیات انسانی کی بقاء اور رحمت الٰہی کا موجب ہوتا ہے۔

چنانچہ فروع کافی، کتاب حدود میں آیت شریفہ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا کی تفسیر میں امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت ہے:

آپ نے فرمایا:

زمین کے زندہ کرنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ خداوند عالم زمین کو بارش سے زندہ کرتا ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسے افراد کو پیدا کرتا ہے جو دنیا میں عدل و انصاف کا نظام قائم کرتے ہیں۔ گویا عدل و انصاف کے قائم ہونے سے زمین زندہ ہو جاتی ہے اور حدود الٰہی میں سے ایک حد کو جاری کرنا زمین پر چالیس دن کی بارش سے زیادہ مفید ہے۔

اسی کتاب کی ایک اور روایت میں رسول خداؐ فرماتے ہیں:

"امام عادل کی ایک ساعت کی حکومت ستّر سال کی عبادت سے افضل ہے اور از روئے عدالت ایک شرعی حد جاری کرنا چالیس دن کی بارش سے زیادہ سود مند ہے۔"

امام کی موجودگی میں حدود تعزیرات کا اجراء خود امام یا ان کے نائب خاص کے ساتھ مخصوص ہے۔ لیکن غیبت امامؑ میں یہ مجتہدین جامع شرائط کا فریضہ ہے۔ کیونکہ قول مشہور کی بنا پر وہ امامؑ کے نائب ہیں۔

حد: خداوند عالم کی جانب سے شارع مقدس اسلام نے اس دنیا میں کسی گناہ کے لیے جو سزا بطور خاص معین کر دی ہے اسے "حد" کہتے ہیں

تعزیر: کسی گناہ کی وہ سزا جو شارع نے معین نہیں کی اسے تعزیر و تادیب کہا جاتا ہے البتہ چند مقامات ایسے ہیں جن کی معینہ تعزیر فقہا نے بیان کی ہے اور اس سلسلہ میں کچھ روایات بھی موجود ہیں۔ اگر خداوند عالم کی توفیق شامل حال رہی تو انشاءاللہ ہم اس کتاب کے حصہ اول کے آخر میں تفصیل سے اس بارے میں بیان کریں گے۔

پہلا باب

شرابی کے لیے حدود و تعزیرات اور ان کی شرائط

اس باب میں شراب اور دوسری نشہ آور چیزوں کے استعمال کرنے کے لیے حدود و تعزیرات کو تیرہ قوانین کی شکل میں بیان کیا گیا ہے۔

شریعت کی نظر میں شراب نوشی

شریعت مقدس اسلام نے شراب نوشی کو پوری شدت کے ساتھ حرام قرار دیا ہے۔ پیغمبر اسلامؐ اور ائمہ طاہرینؑ نے شراب کو بے حیائی کا بیج، بدی کی جڑ، گناہ کی بنیاد اور ہر برائی کی کنجی قرار دیا ہے۔

چنانچہ زید شحام سے منقول ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: رسول خداؐ کا ارشاد ہے کہ شراب تمام گناہوں اور معصیتوں کا سرچشمہ ہے۔ [1]

---

[1] وسائل الشیعہ۔ باب اطعمہ واشربہ

نیز امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: شراب پینا تمام برائیوں کی کنجی ہے۔[1]

اسی طرح ایک اور حدیث کے ضمن میں امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک زندیق نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ خدا نے شراب کو کیوں حرام قرار دیا ہے؟ حالانکہ کوئی اور چیز اس سے بڑھ کر لذیذ اور نفیس نہیں ہے۔

امام علیہ السلام نے حرمت شراب کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: شراب تمام برائیوں کی ماں اور ہر بدی کا سرچشمہ ہے۔ شرابی پر ایک ایسا وقت آتا ہے جب اس کی عقل زائل ہو جاتی ہے اور وہ اپنے خدا کو بھی نہیں پہچانتا۔ پھر کوئی گناہ ایسا نہیں جس کو وہ نہیں کر گزرتا اور کوئی حرمت ایسی نہیں کہ جسے وہ پامال نہیں کرتا۔ وہ قطع رحم کرتا ہے اور تمام برے کاموں اور بری باتوں کا مرتکب ہوتا ہے۔ کیونکہ جو شخص بدمست ہو جاتا ہے وہ اپنی باگ ڈور شیطان کے ہاتھ میں دے دیتا ہے۔ اگر شیطان اسے کسی بت اور مورتی کو سجدہ کرنے یا اپنی ماں یا بہن اور بیٹی سے زنا کرنے کو کہتا ہے تو وہ یہ سب کچھ کرتا ہے۔ پس شیطان جو چاہتا ہے اس سے کرواتا ہے اور جہاں چاہتا ہے اسے لے جاتا ہے۔ کیونکہ وہ ہر طرح سے اس کا مطیع ہو جاتا ہے۔[2]

---

[1] وسائل الشیعہ۔ باب اطعمہ و اشربہ

[2] وسائل الشیعہ۔ باب اطعمہ و اشربہ۔ کتاب الاحتجاج

قانون ۱:

شراب پینے یا کسی مست کر دینے والی چیز کھانے اور پینے کی سزا اسّی کوڑے ہے۔[1] بشرطیکہ اس شخص میں مکلّف ہونے کی مندرجہ ذیل شرائط پائی جاتی ہوں۔

۱ـــــ شراب پینے والا بالغ ہو۔ اگر وہ نابالغ ہے تو اس پر کوئی حد جاری نہیں ہو سکتی۔

---

[1] فقہاء عامہ میں سے شافعی نے شرابی کی حد ۴۰ کوڑے قرار دی ہے اور کہا ہے کہ اس سے زائد اس کے لیے تعزیر ہے۔ اس لیے ان کا فتویٰ ہے کہ اگر اجراء حد کے دوران مجرم ہلاک ہو جائے تو اس کی نصف دیت بیت المال سے ادا کی جانی چاہیے۔ (کتاب خلافت و کتب فقہی عامہ)

۲ـــــ وہ عاقل ہو۔ اگر وہ مجنوں ہے تو اس پر کوئی حد جاری نہیں ہوگی

۳ـــــ وہ مختار ہو۔ پس اگر کسی نے اس کو جبراً شراب پلائی ہو یا شراب پیتے وقت حالت اضطراب میں ہو یا نیند کی حالت میں ہو تو اس پر کوئی حد جاری نہیں ہوگی۔

۴ـــــ وہ شراب کی حرمت سے واقف ہو۔ اگر وہ شراب کی حرمت سے ناواقف ہو تو اس پر کوئی حد جاری نہیں ہوگی۔ جیسے رفع حدود مجازات والی حدیث میں مجبور اور ناواقف پر سے حد ساقط کر دی گئی ہے۔

امام جعفر صادق ؑ سے منقول ہے کہ انھوں نے اپنے پدر بزرگوار سے اور انھوں نے امیر المومنین علی ؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی ؑ نے فرمایا:

"دیوانے پر کوئی حد نہیں، جب تک وہ عاقل نہ ہو جائے، بچے پر کوئی حد نہیں جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے اور سوئے ہوئے پر کوئی حد نہیں جب تک وہ بیدار نہ ہو جائے۔"[1]

اسی مضمون کی اور روایات بھی ہیں جو معتبر ذرائع سے ہم تک پہنچی ہیں۔

---

[1] وسائل الشیعہ ۔ کتاب حدود باسناد شیخ قدس سرہ۔

قانون ۲

جب کوئی شخص کم یا زیادہ مقدار میں شراب پیئے اور اس میں مذکورہ بالا شرائط پائی جائیں تو اس پر حد جاری کی جائے گی۔[1]

چنانچہ اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ انہوں نے امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص صرف ایک گھونٹ شراب پیئے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اس کو ۸۰ کوڑے مارے جائیں گے۔ اس کا کم پینا یا زیادہ پینا دونوں صورتوں میں حرام ہے۔[2]

قانون ۳

اگر ایک شرابی پر دو مرتبہ حد جاری ہو چکی ہو اور وہ پھر شراب پیئے تو اکثر فقہاء کا کہنا ہے تیسری مرتبہ شراب پینے پر اسے قتل کر دینا چاہیے۔

چنانچہ ابو بصیر نے صادقین علیہما السلام میں سے ایک سے

---

[1] فقہائے عامہ میں سے شافعی، احمد ابن حنبل اور مالک نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے لیکن ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ اگر شراب پینے سے آدمی مست نہ ہو تو اس پر حد جاری نہیں ہوگی (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)۔

[2] فروع کافی۔ کتاب حدود۔

روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"اگر کوئی شخص شراب پیئے تو اس پر کوڑوں کی حد جاری کرو۔ اگر دوسری مرتبہ پیئے تو پھر اسی طرح اسے کوڑے لگاؤ اور اگر وہ تیسری مرتبہ پھر شراب پیئے تو اسے قتل کرو۔"

بعض فقہا نے کہا ہے کہ چوتھی مرتبہ شراب پینے پر اسے قتل کر دینا چاہیے اور بعض روایات میں ایسا وارد ہوا ہے اور یہی قول بہتر اور احتیاط کے موافق ہے۔ [1]

قانون ۴

فروع کافی کتاب حدود میں امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

"ہر وہ چیز جس کے پینے سے انسان مست ہو جائے، اس کے پینے والے پر اسی طرح کی حد کا اجراء واجب ہے، جیسے شراب پینے والے پر حد جاری کی جاتی ہے۔ [2]

---

[1] فقہائے عامہ میں سے شافعی۔ ابوحنیفہ۔ احمد بن حنبل اور مالک کا قول ہے کہ شراب خوار کو چوتھی مرتبہ شراب پینے پر بھی قتل نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اس پر صرف حد جاری کی جائے گی (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

[2] فقہائے عامہ میں سے ابوحنیفہ کا قول یہ ہے کہ ہر وہ شراب جو خشک کھجور، کشمش یا انگور کے علاوہ کسی اور چیز مثلاً جو، خرما، شہد، سیب یا دیگر ←

قانون ۵

شراب نوشی کے جرم میں غلام، آزاد، مسلمان، کافر سب برابر ہیں۔ اور جب کفار مسلمانوں کے درمیان کھلم کھلا شراب نوشی کرتے ہوں تو سزا اور حد میں ان کے مابین کوئی فرق نہیں ہے۔[1]

چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب حدود میں سلسلۂ اسناد کے ساتھ ابوبصیر سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیؑ شراب اور نبیذ[2] پینے کی سزا میں آزاد، غلام، یہودی اور نصرانی سب پر اسی کوڑوں کی حد جاری کیا کرتے تھے۔ ابوبصیر کہتے ہیں کہ انہوں نے امامؑ سے دریافت کیا کہ آپ یہودیوں اور عیسائیوں پر شراب کی مقررہ حد کیوں جاری فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہود و نصاریٰ کو یہ حق حاصل نہیں کہ مسلمانوں

میوہ جات اور غلات سے بنائی گئی ہو اور وہ پینے والے کو مست کرتی ہو یا نہ کرتی ہو وہ حرام نہیں ہے اور اس کے پینے پر کوئی حد یا سزا نہیں ہے۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

[1] شافعی کا قول ہے کہ اگر کوئی کافر ذمی یا وہ کافر جسے پناہ دی گئی ہو علانیہ طور پر شراب نوشی کرے، تب بھی اس پر کوئی حد نہیں ہے۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

[2] خرما اور انگور سے بنی ہوئی شراب کو نبیذ کہتے ہیں۔

کے شہر میں علانیہ شراب نوشی کریں اور اگر وہ کھلم کھلا شراب نوشی کریں گے تو ان پر بھی اسلامی حدود جاری کی جائیں گی۔

قانون ۶

اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں شراب پیئے تو چونکہ اس نے ماہ رمضان کے احترام کو جو خدا کا مہینہ ہے نظر انداز کیا ہے، اس لیے اس کی سزا غیر معمولی اور سنگین ہوگی۔ چنانچہ ابو مریم سے منقول ہے کہ جب نجاشی شاعر نے ماہ رمضان میں شراب پی تو امیر المومنین علیؑ نے اسے اسی کوڑے لگوائے اور رات بھر قید میں رکھا۔ اگلی صبح پھر اسے طلب فرمایا اور اسے مزید بیس کوڑے لگوائے۔

نجاشی نے عرض کیا: اے امیر المومنینؑ! اسی کوڑے تو مجھے شراب نوشی کی حد کے طور پر لگا دیے گئے تھے۔ اب یہ بیس کوڑے کس جرم میں لگائے گئے ہیں؟

آپ نے فرمایا: یہ تمہاری ماہ رمضان میں شراب پینے کی جسارت کرنے کی سزا ہے۔[1]

قانون ۷

شرابی پر حد جاری کرتے وقت ضروری ہے کہ اس کی شرمگاہ کے علاوہ اس کے تمام بدن کو برہنہ کیا جائے اور پھر تازیانے لگائے جائیں۔

---

[1] فروع کافی۔ کتاب حدود

چنانچہ ایک حدیث کے ذیل میں ابو بصیر سے سلسلۂ اسناد کے ساتھ روایت ہے کہ امام جعفر صادق ؑ سے شرابی اور زانی پر حد جاری کرنے کے سلسلے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

"شرابی یا زانی کو برہنہ کرکے اس کے دونوں کاندھوں کے درمیان کوڑے لگانا چاہییں" [1]

شرابی کا جرم ثابت ہونے کے طریقے

قانون ۸

حاکم شرع کے پاس شرابی کا جرم ثابت ہونے کے دو طریقے ہیں:

۱۔ شرابی بذات خود حاکم شرع کے سامنے اپنے شراب پینے کا اقرار و اعتراف کرے۔ کیونکہ اس کے منہ سے شراب کی بو کا آنا اس کے شراب پینے کا ثبوت نہیں ہے بلکہ اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ اس نے شراب کا گھونٹ بھر کے اگل دیا ہو۔

۲۔ حاکم شرع کے سامنے دو عاقل، عادل، آزاد مرد حالت اختیار میں اس کے شراب پینے کی گواہی دیں۔ اس امر میں عورت کی گواہی قابلِ قبول نہیں ہے۔

قانون ۹

اگر شرابی اس قسم کا دعویٰ کرے کہ وہ شراب پینے پر مجبور تھا اور

[1] فروع کافی کتاب حدود

دو عادل افراد اسکی تکذیب نہ کرتے ہوں تو اس پر سے حد ساقط ہو جائیگی۔

اسی طرح اگر حاکم شرع کے سامنے دو عادل گواہوں کی موجودگی میں پہلے وہ شراب نوشی سے توبہ کرے تو علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس پر سے حد ساقط ہو جائیگی۔

لیکن دو عادل اشخاص کی گواہی سے حاکم شرع کے سامنے اس کا جرم ثابت ہونے کے بعد اگر وہ توبہ کرے تو زیادہ مشہور قول کے مطابق اس پر حد ساقط نہیں ہوگی۔

اسی طرح اگر حاکم کے سامنے شرابی کے اعتراف جرم سے اس پر حد و سزا ثابت ہوتی ہو تو حاکم شرع کو اختیار حاصل ہے کہ اس کو معاف کردے یا اس پر حد جاری کرے۔

قانون نمبر ۱

اگر کوئی شرابی اس بات پر اعتقاد رکھنے کے باوجود کہ اسلام نے شراب کو حرام قرار دیا ہے اپنی جانب سے ایک حکم وضع کر کے شراب کو حلال قرار دے تو اگر وہ مرد ہے اور اس کا باپ بھی مسلمان ہے تو اس کی سزا قتل ہے کیونکہ وہ مرتد ہو کر دین سے خارج ہو گیا ہے۔ اس صورت میں اگر وہ توبہ کرنا چاہے تو اکثر علماء کا قول ہے کہ اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص محارم جن کی حرمت کو اسلام نے ضروری اور لازم قرار دیا ہے، یعنی اپنی ماں، بہن، بیٹی، پھوپی اور خالہ سے نکاح کو اپنے لیے حلال سمجھے تو اس کا قتل واجب ہو جاتا ہے۔ احکام ارتداد

میں ان مسائل کو انشاء اللہ دلائل و براہین کے ساتھ پیش کیا جائے گا۔

قانون ۱۱

اگر کوئی شخص شراب بیچتا ہو اور اپنے اس فعل کو حلال سمجھتا ہو تو پہلے اسے توبہ کرنے کے لیے کہا جائے گا اور اگر وہ توبہ کرنے سے انکار کر دے تو حاکم شرع کی اجازت سے اسے قتل کر دیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ شراب بیچنے کو حلال نہیں سمجھتا اور شراب بیچتا بھی ہے تو پھر اسے مناسب سزا دی جائے۔ چنانچہ وسائل الشیعہ کی کتاب اطعمہ واشربہ میں امام رضاؑ فرماتے ہیں:

"اگر ملک میرے قبضے میں ہوتا اور میں قانون کا نفاذ کرتا تو میں شرابی کو کوڑے لگاتا اور شراب بیچنے والے کو قتل کر دیتا۔"

وسائل الشیعہ، کتاب عقاب الاعمال میں ہے کہ حضرت رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ جو شخص اس دنیا میں شراب پیتا ہے، پروردگار عالم آخرت میں اسے سیاہ سانپ اور بچھو کا زہر پلائے گا اور قبل اس کے کہ وہ اس زہر کو پیئے اس کے چہرے کا گوشت گل کر اس پیالے میں گر جائے گا۔ پھر وہ اس کو پیئے گا تو اس کا جسم سڑنے لگے گا اور اس میں سے ایسی بدبو اور تعفن پیدا ہو گا جس سے دوسرے لوگوں کو سخت تکلیف پہنچے گی یہاں تک کہ اسے جہنم رسید کر دیا جائے گا۔

آپ نے مزید فرمایا کہ شراب بنانے کے لیے انگور کا نچوڑنے والا

اور اس کا پینے والا دونوں جہنمی ہیں۔ پھر فرمایا کہ جو شراب خریدتا ہے، جو اس کو اٹھا کرلے جاتا ہے، جس کے لیے شراب لے جائی جاتی ہے اور جو اس کے کاروبار سے اپنی روزی کماتا ہے، یہ سب لوگ گناہ اور عذاب میں برابر ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جو شراب پیتا ہے یا بیچتا ہے اور توبہ نہیں کرتا اس کی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور عمرہ قبول نہیں ہوتا۔ اگر وہ توبہ کرلے گا تو انشاء اللہ اس کی توبہ قبول ہو جائے گی اور اگر وہ توبہ کرنے سے پہلے مر جائے گا تو پھر یہ چیز خداوند کی مرضی پر منحصر ہوگی کہ وہ ہر اس شراب کے گھونٹ کے عوض جو اس نے اس دنیا میں پیا اسے کثافتِ جہنم سے سیراب کردے۔

اس کے بعد فرمایا:

اے لوگو! اس بات کو جان لو کہ خداوند عالم نے شراب کی خرید و فروخت کو حرام قرار دیا ہے۔ اسی طرح تمام نشہ آور اور مست کردینے والی چیزوں کو بھی حرام قرار دیا ہے۔

وسائل الشیعہ کی کتاب اطعمہ واشربہ میں سلسلۂ اسناد کے ساتھ امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر کوئی شرابی بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت نہ کرو۔ اگر وہ مر جائے تو اس کے جنازے میں شرکت نہ کرو۔ نہ اس کی بیٹی کا رشتہ لو اور نہ اسے اپنی بیٹی یا کسی اور عورت کا رشتہ دو۔ اگر وہ کوئی گواہی دے تو اس کی گواہی قبول

نہ کرو۔ اگر کوئی اپنی بیٹی اس کے نکاح میں دے تو یہ ایسا ہی ہے کہ گویا اس نے اپنی بیٹی کو آگ میں ڈالا اور قطعِ رحم کیا۔ نیز کسی شرابی کو امین نہ سمجھو اور اپنی امانتیں اس کے پاس نہ رکھواؤ۔

قانون ۱۲

جس دسترخوان پہ شراب موجود ہو اس دسترخوان پر اپنی مرضی سے بیٹھنا اور کھانا تناول کرنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا کہ اس دسترخوان کے بارے میں کیا حکم ہے جس پر شراب اور دیگر نشہ آور اشیاء بھی موجود ہوں؟

آپ نے فرمایا:

ایسے دسترخوان پر بیٹھنا اور اس میں سے کھانا حرام ہے۔

قانون ۱۳

اپنی مرضی اور ارادے سے شرابی کے ساتھ نشست و برخاست رکھنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

شرابی کے ساتھ مت اٹھو بیٹھو کیونکہ جب اس پر لعنت اور عذاب نازل ہوگا تو اس محفل میں بیٹھنے والا ہر شخص اس کی لپیٹ میں آجائے گا۔

تنبیہ

ہر انسان شراب نوشی کے انفرادی و اجتماعی اور مادی و معنوی نقصانات کو جان لینے کے بعد یقیناً اس بات کی تائید کرے گا شریعت مقدس اسلام نے شراب نوشی اور نشہ آور چیزوں کے استعمال کی سزا معین کرتے ہیں کمال عدالت اور انتہائی مہربانی اور شفقت اور رعایت کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔

دُوسرا باب

چوری کی حُدود و تعزیرات

اس باب میں ۱۲ قوانین ہیں :

چوری

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے مال کو جو اس نے کسی جگہ سنبھال کر رکھا ہو، اس شخص کی اطلاع کے بغیر پوشیدہ طور پر لے جائے تو اسے چوری کہتے ہیں۔

چوری گناہانِ کبیرہ میں سے ہے اور ہر زمانے اور ہر معاشرے میں یہ ایک قابلِ نفرت فعل سمجھا جاتا رہا ہے۔ چنانچہ شریعت مقدس اسلام نے اس کی خاص سزا مقرر کی ہے اور اس کو برکت سے محروم کر دینے والی اور گھر کو تباہ کر دینے والی برائی قرار دیا ہے۔

وسائل الشیعہ، کتاب حدود ابواب سرقت میں کتاب امالی

سے ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

جیسا کہ امالی میں امام جعفر صادق سے روایت کی گئی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا فرمان ہے کہ چار برائیاں ایسی ہیں کہ ان میں سے ایک بھی اگر کسی گھر میں داخل ہو جائے تو اس گھر کو یوں تباہ و برباد کر دیتی ہے کہ پھر اس گھر میں کبھی رحمت و برکت کا نزول نہیں ہوتا۔ وہ برائیاں شراب نوشی، خیانت، چوری اور زنا ہیں۔

قانون ۱

پہلی مرتبہ چوری کرنے پر چوری کی حد اور سزا چور کا دایاں ہاتھ قطع کرنا ہے۔ دوسری مرتبہ چوری کرنے پر بایاں پاؤں کاٹنا اور تیسری مرتبہ چوری کرنے پر عمر قید ہے۔ اگر دوران قید وہ پھر چوری کرے تو اس کی سزا موت ہے۔

چنانچہ فروع کافی، کتاب حدود، ابواب سرقت میں قاسم سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے چور کی سزا کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

میں نے اپنے پدر بزرگوار سے سنا اور انہوں نے فرمایا کہ امیر المومنین علی علیہ السلام کے زمانہ خلافت میں ایک شخص نے پہلی بار چوری کی تو انہوں نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا۔

جب اس نے دوسری مرتبہ چوری کی تو آپ نے اس کا بایاں پاؤں کٹوا دیا۔ پھر اس نے تیسری مرتبہ چوری کی تو آپ نے اسے عمر بھر کے لیے قید کر دیا اور اس کے اخراجات بیت المال سے ادا کیے اور فرمایا کہ رسول خدا(ص) نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ اس لیے میں ان کی مخالفت نہیں کروں گا۔

علاوہ ازیں امیر المومنین علی(ع) کے فیصلوں کے بارے میں وسائل الشیعہ، کتاب حدود میں بھی روایت موجود ہے کہ اگر کوئی شخص پہلی بار چوری کرتا تھا تو آپ اس کا داہنا ہاتھ کٹوا دیتے اور اگر دوسری مرتبہ چوری کرتا تو اس کا بایاں پاؤں کٹوا دیتے اور اگر تیسری مرتبہ چوری کرتا تو اسے عمر قید کی سزا دیتے اور اس کے اخراجات بیت المال سے ادا فرماتے تھے۔

اس کے بعد صاحب وسائل فرماتے ہیں کہ صاحب کتاب مقنع نے اس روایت کو بطور مرسل نقل کیا ہے۔ صاحب مقنع کہتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ روایت وارد ہوئی ہے کہ حضرت(ع) نے فرمایا: کہ اگر وہ چور حالتِ قید میں چوتھی مرتبہ بھی چوری کرے تو اسے قتل کر دینا چاہیے۔[1]

---

[1] فقہائے عامہ میں سے شافعی و مالک کا قول ہے کہ چور اگر تیسری اور چوتھی مرتبہ چوری کرے تو اس کا بایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں کاٹ دیں لیکن ابو حنیفہ اور احمد بن حنبل نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اسکے ہاتھ پاؤں نہ کاٹے جائیں (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

چوری کی حدود و تعزیرات کے اجرا کی شرائط

قانون ۲

چوری کی حد جاری کرنے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط ضروری ہیں:

پہلی شرط:

چور بالغ ہو۔ اگر کوئی بچہ چوری کرے تو قول مشہور یہ ہے کہ اس کے لیے صرف تادیب و تعزیر ہے۔ کیونکہ شرعی احکام اس پر جاری نہیں ہوئے لیکن شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر بچہ چوری کرے تو پہلی مرتبہ اسے معاف کر دینا چاہیے۔ دوسری مرتبہ اسے تادیب کریں اور سزا دیں۔ اگر وہ تیسری مرتبہ بھی چوری کرے تو اس کی انگلیوں کے سروں کو صرف اس قدر تراشیں کہ وہ خون آلود ہو جائیں اور اگر وہ چوتھی مرتبہ بھی چوری کرے تو اس کی انگلیوں کے سروں کو قطع کر دیں۔ اگر وہ اس کے بعد بھی چوری کرے تو مثل بالغ چور کے اس کا دایاں ہاتھ قطع کر دیں۔ یہ قول مستند ہے اور روایات کثیرہ سے ثابت ہے۔ چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب حدود کے باب سرقہ میں اور تمام معتبر کتابوں میں یہ روایت منقول ہے لیکن اس کی وجہ بیان کرنے سے عام طور پر گریز کیا گیا ہے۔

دوسری شرط:

چور عاقل ہو۔ اگر وہ دیوانہ ہے تو اسے فقط تعزیر کی جائے گی۔ اگرچہ کہ اس نے جرم کی تکرار ہی کیوں نہ کی ہو اور یہ اس لیے کہ وہ احکام

شریعت سے بری ہے۔

تیسری شرط:

چور نے اپنے ارادے اور اختیار سے چوری کی ہو۔ اگر کسی نے اسے چوری کرنے پر مجبور کیا ہو تو پھر اس پر حد جاری نہیں کی جاسکتی۔ چنانچہ کسی پر چوری کی حد جاری کرنے کے لیے یہ تین عمومی شرائط ہیں۔

چوتھی شرط:

چوری کیا جانے والا مال مقررہ نصاب تک پہنچتا ہو۔ مقررہ نصاب ۱/۴ مثقال شرعی خالص سکہ دار سونا یا ۱/۴ دینار ہے۔ اگر دوسری چیزیں چوری ہو جائیں، مثلاً لباس، طعام یا پھل وغیرہ تو ان کی قیمت ایک چوتھائی مثقال یا ایک چوتھائی درہم سونے کے برابر ہونی چاہیے۔ [1]

چنانچہ فروعِ کافی، کتاب حدود میں محمد بن مسلم سے روایت ہے

---

[1] فقہائے عامہ میں شافعی، احمد بن حنبل اور کچھ دیگر علماء کا قول ہے کہ چوری کے مال کا نصاب ۱/۴ دینار ہے۔ مالک کے نزدیک سونے میں یہ نصاب ۱/۴ دینار اور چاندی میں تین درہم ہے جبکہ ابوحنیفہ کے نزدیک چاندی کا نصاب دس درہم ہے۔ اس نے کہا ہے کہ اگر کوئی دس درہم یا اس سے زیادہ چوری کرے تو پھر اسکے ہاتھ قطع کیے جائیں گے۔ نیز اس کا قول ہے کہ اگر کوئی طعام یا تر میوہ مثلاً خربوزہ، تربوز، کھیرا ککڑی یا انگور وغیرہ چوری کرے تو اس کے ہاتھ قطع نہیں کیے جائیں گے خواہ مال مسروقہ نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہی کیوں نہ ہو۔ (از کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ کتنا مال چوری کرنے پر ہاتھ کاٹنا چاہیے؟ آپ نے فرمایا:

ایک چوتھائی دینار!

اس نے عرض کیا کہ اگر چور نے صرف دو درہم چوری کیے ہوں تو اس پر کیا حد جاری کی جائے گی؟

امامؑ نے فرمایا: چوری کا مال زیادہ خواہ کتنا ہی کیوں نہ ہو لیکن کم از کم ایک چوتھائی دینار چوری کرنے پر ہاتھ کاٹا جائے گا۔

راوی نے سوال کیا کہ اگر کسی نے ایک چوتھائی دینار سے کم مال چرایا ہو تو کیا اسے چور کہا جائے گا اور کیا اسے خدا کے ہاں چور گردانا جائے گا؟

آپ نے فرمایا: ہر وہ شخص جو کسی مسلمان کا مال اس جگہ سے چوری کرے جہاں اس نے رکھا ہو تو وہ چور کہلائے گا اور خدا کی بارگاہ میں بھی وہ چور شمار ہوگا۔ لیکن اس کا ہاتھ صرف اسی صورت میں کاٹا جائے گا جب مال مسروقہ چوتھائی دینار یا اس سے زائد مالیت کا ہو۔

آپ نے مزید فرمایا: اگر چوتھائی دینار سے کم چوری پر ہاتھ قطع کیے جاتے تو پھر تمہیں بہت سے آدمیوں کے ہاتھ کٹے ہوئے دکھائی دیتے۔

پانچویں شرط:

چوری شدہ مال اپنے بیٹے یا غلام کا نہ ہو۔ چنانچہ اگر باپ اپنے بیٹے کا اور آقا اپنے غلام کا مال چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

اس مسئلے پر علمار کا اجماع و اتفاق اس حکم کے درست ہونے کی دلیل ہے۔ مزید یہ کہ اس مسئلے میں عامہ و خاصہ کے درمیان بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔ تاہم اگر ماں اپنے بیٹے کا مال چوری کرے تو قول مشہور کے مطابق اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ لہ مگر بعض علماء نے اس مسئلے کی تحقیق کے بعد کہا ہے کہ اگر ماں اپنے بیٹے کا مال چوری کرے تو اس کا ہاتھ قطع نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اگر بیٹا اپنے باپ یا ماں کا مال چوری کرے تو اس کا ہاتھ قطع کیا جائے گا۔ اس مسئلے میں علماء و فقہاء میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

چھٹی شرط:

چوری قحط کے زمانہ میں نہ کی گئی ہو۔ اگر کسی نے قحط کے زمانے میں کھانے کی کوئی چیز چوری کی ہو تو اس کا ہاتھ قطع نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ فروع کافی، کتاب حدود میں امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر ایک شخص زمانۂ قحط میں کوئی کھائی جانے والی چیز جیسے

لہ فقہائے عامہ شافعی، ابو حنیفہ، مالک اور احمد بن حنبل وغیرہ کا قول ہے کہ اگر ماں اپنے بیٹے کا مال چوری کرے یا بیٹا اپنے ماں باپ یا دادا دادی وغیرہ کا مال چوری کرے تو اس کا ہاتھ قطع نہیں کیا جائے گا۔ ابو حنیفہ کا قول یہ بھی ہے کہ اگر کوئی اپنے خونی رشتہ داروں میں سے کسی کا مال چوری کرے تو اس کا ہاتھ قطع نہیں کیا جائے گا۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

روٹی، گوشت، اناج یا میوہ وغیرہ چوری کرے تو اس کا
ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

نیز فروع کافی کے اسی باب میں امام جعفر صادقؑ ہی سے یہ روایت
بھی ہے کہ آپ نے فرمایا:

امیرالمومنین علیہ السلام قحط اور بدحالی کے ایام میں کسی
چوری کرنے والے کے ہاتھ قطع نہیں کرتے تھے۔

ساتویں شرط:

مال مشترک یا مال غنیمت میں سے چوری نہ کی گئی ہو۔ کیونکہ اگر کسی
شخص نے ایسے مال میں سے اپنے حصے کے برابر چوری کی ہے تو اس کا ہاتھ
قطع نہیں کیا جائے گا۔

چنانچہ وسائل الشیعہ، کتاب حدود میں عبداللہ بن سنان سے روایت
ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ جس شخص نے مال غنیمت میں سے
چوری کی ہو، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

امامؑ نے فرمایا:

اگر اس نے اپنے حصہ سے کم چوری کی ہے تو اسے "تادیب و
تعزیر" کی جائے گی (کیونکہ اس نے چوری کرنے کی جسارت
کی ہے) اور اس کا بقایا حصہ اسے ادا کر دیا جائے گا۔ لیکن
اگر اس نے اپنے حصہ کے برابر چوری کی ہے تو اس پر کوئی
الزام نہیں ہے۔ لیکن اگر اس نے اپنے حصہ سے ایک مثقال
کی قیمت یعنی ایک چوتھائی دینار زیادہ مال چوری کیا ہے

تو اس کا ہاتھ قطع کیا جائے گا۔

اسی طرح اصول کافی، کتاب حدود میں محمد بن قیس نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

امیر المومنینؑ سے لوگوں نے ایک شخص کے بارے کہا کہ اس نے چوری کی ہے، اس کے ہاتھ قطع کروایئے۔ اس آدمی نے ایک لوہے کا خود چوری کیا تھا۔

آپ نے فرمایا:

میں اس کے ہاتھ قطع نہیں کرداؤں گا۔ کیونکہ اس نے مشترک مال میں سے چوری کی ہے اور اس مال میں اس کا بھی حصہ ہے۔

آٹھویں شرط:

چوری کرنے والا مزدور اور مہمان نہ ہو۔ اگر مزدور نے مالک کا یا مہمان نے میزبان کا وہ مال چرا لیا جو اس نے الگ سے سنبھال کر نہیں رکھا تھا۔ مثلاً طاقچے پر چھوڑ گیا تھا یا اس کے سپرد کر گیا تھا تو اس صورت میں قطع ید یعنی چوری کی حد جاری نہیں ہوگی۔ کیونکہ یہ جرم چوری نہیں بلکہ خیانت ہے اور ایسے شخص کے لیے صرف تعزیر ہے۔

چنانچہ فروع کافی، کتاب حدود میں سماعہ سے روایت ہے کہ اس نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ ایک شخص نے جو مزدور کام پہ لگایا تھا وہ اسکا مال چرا کر لے گیا۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

آپ نے فرمایا: مزدور امین ہوتا ہے، اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا۔

پھر فرمایا: مزدور اور مہمان امین ہوتے ہیں۔ اگر وہ اپنے مالک یا میزبان کی کوئی چیز لے جائیں تو ان کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

قانون ۳

اگر مہمان اپنے ساتھ کسی دوسرے شخص کو میزبان کے گھر لے جائے اور وہ وہاں پر چوری کرے تو اس کا ہاتھ قطع کیا جائے گا۔

چنانچہ فروع کافی، کتاب حدود میں محمد بن قیس نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر مہمان چوری کرے تو اس کا ہاتھ قطع نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ کسی دوسرے شخص کو مہمان بنائے اور وہ دوسرا شخص میزبان کے مال میں سے چوری کرے تو اس کا ہاتھ قطع کیا جائے گا۔

قانون ۴

اگر مزدور یا مہمان ایسے مال کو چوری کرے جو اس کے مالک یا میزبان نے مقفل صندوق میں یا کسی اور طرح سے محفوظ کر رکھا ہو، تو قول مشہور کے مطابق اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ نیز یہی حکم شوہر اور بیوی کے لیے بھی ہے۔ کیونکہ ان کے بارے میں ہاتھ کاٹنے کے لیے عمومی دلائل موجود ہیں۔

نویں شرط:

چور نے مال کسی محفوظ مقام سے چوری کیا ہو۔ محفوظ مقامات مال کی مناسبت سے مختلف ہیں۔ مثلاً حیوانات کے لیے باڑہ، زر و جواہر کے لیے مقفل صندوق، اجناس کے لیے گودام، سامان کے لیے مکان، میوہ کے لیے باغ اور کفن کے لیے قبر محفوظ مقام ہے۔ [1]

اسی طرح ایسے اور بھی مقامات ہیں۔ مال کے محفوظ مقام پر ہونے کی شرط میں علمائے خاصہ و عامہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

وسائل الشیعہ کتاب حدود میں تفسیر عیاشی سے روایت ہے کہ صادقین میں سے کسی نے فرمایا: کسی چور کے ہاتھ قطع نہ کیے جائیں جب تک وہ کسی گھر میں نقب لگا کر یا قفل توڑ کر چوری نہ کرے۔

فروع کافی، کتاب حدود میں حلبی سے روایت ہے کہ اس نے امام ابو عبداللہ جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جس نے نقب لگائی۔ مگر مال چرانے سے پہلے گرفتار کر لیا گیا؟

آپ نے فرمایا: اسے صرف تادیب کی جائے گی۔

پھر مزید فرمایا: اگر چور اس وقت گرفتار ہو جب وہ مال کو گھر سے باہر لا چکا ہو، تو اس صورت میں اس کا ہاتھ قطع کیا جائے گا۔

---

[1] فقہائے عامہ میں سے ابو حنیفہ کے نزدیک قبر کفن کے لیے محفوظ مقام نہیں ہے۔ (از کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

فروع کافی، کتاب حدود میں حفص بن البختری سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا:

قبر کھود کر کفن چوری کرنے والے پر بھی وہی حد جاری کی جائے گی جو چور پر جاری کی جاتی ہے۔

دسویں شرط:

مال کو محفوظ مقام سے اٹھانے اور اسے وہاں سے نکال لے جانے والے دونوں کام چور ہی انجام دے۔ چنانچہ ایک شخص کسی محفوظ مقام کو توڑتا ہے اور کوئی دوسرا شخص وہاں سے مال اٹھا کر لے جاتا ہے تو اس کا ہاتھ قطع نہیں کیا جائے گا۔ اس کے لیے صرف تادیب و تعزیر ہے۔ اس حکم کی دلیل علماء کا اجماع اور اتفاق ہے

گیارھویں شرط:

چور کو مال کے حلال ہونے کا گمان نہ ہو۔ اگر چور کو یہ گمان ہو کہ یہ مال خود اس کا اپنا ہے لیکن بعد میں صورت حال اس کے برعکس نکلے تو اس کا ہاتھ قطع نہیں کیا جائے گا۔ اس لیے کہ اجراء حد میں شبہ نہیں ہونا چاہیے اور اس طرح مال لے جانے کو لوگ چوری نہیں کہتے۔

بارھویں شرط:

صاحبِ مال اپنے مال کا مطالبہ کرے۔ اگر صاحب مال اپنے مال کا مطالبہ نہ کرے تو چوری کی حد جاری نہ کی جائے گی۔

چنانچہ فروع کافی، کتاب حدود میں فضیل بن یسار نے امام جعفر صادق ؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر کوئی شخص امام یا حاکم شرع کے سامنے کسی اپنے برادر مسلم کے حق کو ضائع کرنے کا خود اقرار کرے تو امام یا حاکم شرع اس وقت تک اس پر حد جاری نہیں کر سکتا جب تک مال کا مالک یا اس کا ولی اپنے مال کا مطالبہ نہ کرے۔

تیرھویں شرط:

چور پوشیدہ طور پر مال کو اس کی محفوظ جگہ سے لے جائے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص کسی غیر کے مال کو کسی غیر محفوظ جگہ سے اٹھالے یا کھلم کھلا یا بجبر اٹھا کرلے جائے تو یہ چیز چوری نہیں کہلائے گی، بلکہ یہ چیز غصب، خیانت، اختلاس، استلاب اور طراری کے ذیل میں آئے گی۔ اس کا حکم صرف تادیب و تعزیر ہے۔

اختلاس:

اگر کوئی شخص کسی غیر کے مال کو کسی غیر محفوظ جگہ سے پوشیدہ طور پہ اٹھا کرلے جائے تو اسے اختلاس کہتے ہیں۔

استلاب:

اگر کوئی شخص کسی غیر کے مال کو مار دھاڑ کیے بغیر کھلم کھلا اٹھا کر بھاگ جائے تو اسے استلاب کہتے ہیں۔

طرّار:

اگر کوئی شخص کسی کو غافل پا کر اس کی جیب کاٹ لے اور اس میں جو کچھ نقدی وغیرہ ہو لے جائے تو اسے طرّار کہتے ہیں۔

مختال:

وہ شخص جو جھوٹی یا جعلی تحریر یا نام سے لوگوں کا مال ہتھیالے اسے مختال کہتے ہیں۔

چنانچہ سکونی نے امام ابی عبداللہؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ چار طرح کے آدمیوں کے ہاتھ قطع نہیں کیے جائیں گے کیونکہ وہ چوری کے نہیں بلکہ خیانت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اول وہ شخص جو کوئی چیز اٹھا کر بھاگ جائے۔ دوم وہ شخص جو حیلہ وفکر سے لوگوں کا مال ہتھیالے۔ سوئم وہ شخص جو مال غنیمت سے چوری کرے۔ چہارم وہ مزدور جو اپنے مالک کے مال میں سے چوری کرے۔ [1]

سکونی نے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ ایک شخص نے کسی لڑکی کے کان سے بالی اتارلی۔ اس پر امیرالمومنینؑ نے فرمایا یہ کھلے اور غیر محفوظ مال کی چوری ہے۔ چنانچہ آپ نے اس کو مارا پیٹا اور قید کی سزا دی۔ [2]

مزید برآں عبدالرحمٰن ابن ابی عبداللہ نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر کوئی شخص لوگوں کا مال سب کے سامنے اٹھا کر بھاگ

---

[1] و [2] فروع کافی، کتاب حدود۔ باب اختلاس

جائے تو اس کا ہاتھ قطع نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی جیب کترا کسی کی جیب سے نقدی نکال لے تو اس کا ہاتھ بھی قطع نہیں کیا جائے گا۔[1]

قانون ۵

جیب تراشی کی مختلف صورتیں ہیں۔ اگر (جیب تراش) نیچے پہنے ہوئے کپڑے کی جیب سے مال نکالے تو یہ چوری ہے اور ایسے جیب تراش کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ لیکن اگر وہ مال اوپر والے کپڑے کی جیب سے نکالے تو پھر مجرم کا ہاتھ قطع نہیں کیا جائے گا۔[2]

چنانچہ فروع کافی، کتاب حدود میں ابو یسار نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

امیر المومنین علیہ السلام کے حضور ایک جیب تراش کو پیش کیا گیا۔ جس نے ایک شخص کی جیب سے نقدی نکال لی تھی۔ حضرت نے فرمایا: اگر اس نے اوپر کے لباس کی جیب سے رقم نکالی ہے تو میں اس کا ہاتھ قطع نہیں

---

[1] فروع کافی، کتاب حدود۔ باب اختلاس

[2] فقہائے عامہ نے جیب کو محفوظ جگہ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ ہر صورت میں جیب تراش کا ہاتھ قطع کیا جاتے گا۔ لیکن ابو حنیفہ جرم کی مختلف صورتوں کا لحاظ رکھنے کے قائل ہیں۔ (از کتاب خلاف وکتب عامہ)

کروں گا۔ لیکن اگر اس نے نیچے والے لباس کی جیب سے رقم نکالی ہے تو میں اس کا ہاتھ قطع کروں گا۔

قانون ۶

اگر کوئی شخص مسجد میں جوتا رکھنے کی جگہ یا ایسی ہی کسی اور جگہ سے جوتا چوری کرے تو اس کا ہاتھ قطع نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ اسے تادیب و تعزیر کی جائے گی۔

چنانچہ فروع کافی، کتاب حدود میں امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

امیرالمومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایسی جگہ سے چوری کرے جہاں وہ بغیر اجازت کے آتا جاتا ہو، جیسے حمام، سرائے اور سیر و تفریح کے مقامات وغیرہ تو ایسے چور کا ہاتھ قطع نہیں کیا جائے گا۔ ایسی صورتوں میں چور کو صرف تادیب اور تعزیر کی جائے گی۔

بعض بزرگ فقہا نے کہا ہے کہ ہر وہ مقام کہ جہاں اس کا مالک داخل ہونے پر راضی نہ ہو، اگر کوئی وہاں سے چوری کرے تو اس کا ہاتھ قطع کیا جائے گا۔

قانون ۷

اگر چور میں مذکورہ بالا شرائط موجود ہوں اور دو عاقل، عادل، بالغ

اور مختار مرد بطور گواہ کے حاکم شرع کے سامنے اس کے چوری کرنے کی گواہی دیں یا خود چور یا عاقل، بالغ، آزاد اور مختار ہو، حاکم شرع کے سامنے اپنے چوری کرنے کا دو مرتبہ اقرار و اعتراف کرے تو اس پر چوری کی حد جاری کی جائے گی۔ علمار خاصہ کا اس پر اتفاق ہے اور روایت اس حکم کی صحت پر ایک قوی دلیل ہے۔ [1]

قانون ۸

چور پر واجب ہے کہ جو کچھ اس نے چرایا ہے، اگر وہ مال موجود ہو تو اس کے مالک کو واپس کردے۔ اس مسئلے میں علمار خاصہ و عامہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اگر اس نے مال کو ضائع کر دیا ہے تو اس کے برابر مال یا اس کی قیمت صاحب مال کو ادا کرے اور مال کے لوٹا دینے یا اس کے برابر مال دے دینے یا اس کی قیمت ادا کر دینے سے کوئی چور اپنے جرم کی حد سے بری نہیں ہو سکتا۔ [2]

---

[1] فقہار عامہ میں شافعی، ابوحنیفہ، احمد بن حنبل اور مالک کسی چور کے ایک مرتبہ کے اقرار و اعتراف کو چوری اور اس کی حد کے ثبوت کے لیے کافی سمجھتے ہیں۔ (از کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

[2] فقہائے عامہ میں ابوحنیفہ کا قول ہے کہ ہاتھ کا قطع ہونا اور مال کی قیمت ادا کر دینا یعنی تاوان دونوں باتیں جمع نہیں ہو سکتیں اس لیے یا تو اس کا ہاتھ قطع کیا جائے گا یا تاوان وصول کیا جائے گا۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)۔

علمار کے اجماع کے علاوہ روایات بھی اس حکم پر دلالت کرتی ہیں۔ چنانچہ فروع کافی میں سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا:

چور کا ہاتھ قطع کیا جائے اور چوری کیا ہوا مال یا اس کا معاوضہ مالک کو دلایا جائے۔

قانون ۹

چوری کا جرم ثابت ہو جانے کے بعد حاکم شرع مندرجہ ذیل طریقے سے چور پر حد جاری کرے گا۔

اگر چور نے پہلی مرتبہ چوری کی ہے تو چور کے دائیں ہاتھ کی صرف چار انگلیاں قطع کی جائیں گی اور انگوٹھا باقی رہنے دیا جائے گا۔ اگر وہ دوسری مرتبہ چوری کرے تو اس کا بایاں پاؤں ایڑی چھوڑ کر مفصل سے قطع کیا جائے گا۔[1]

علمار خاصہ کے پاس اجماع و اتفاق کے علاوہ روایات بھی اس حکم کی دلیل ہیں۔ چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب حدود باب سرقہ میں معاویہ بن عمار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا:

چور کی صرف چار انگلیاں قطع کی جائیں گی اور انگوٹھا

---

[1] تمام فقہائے عامہ کا قول ہے کہ چور کا ہاتھ کہنی سے اور پاؤں پنڈلی کے جوڑ سے پورا قطع کیا جائے گا۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

چھوڑ دیا جائے گا۔ نیز پاؤں مفصل سے کاٹا جائے گا اور
ایڑی رہنے دی جائے گی تاکہ وہ راستہ چل سکے۔

اسی طرح فروع کافی، کتاب حدود، باب حد قطع میں ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

ہاتھ کو ہتھیلی کے وسط سے کاٹنا ہے اور انگوٹھا نہیں
کاٹا جائے گا۔ اسی طرح پیر کے قطع کرنے میں ایڑی
چھوڑ دی جائے گی اور وہ نہیں کاٹی جائے گی۔

صاحب جواہر نے کتاب حدود میں حرث بن حضیرہ کی ایک مرسل روایت نقل کی ہے کہ میں نے مدینہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا داہنا ہاتھ نہیں تھا اور وہ سقائی کرتا تھا۔ میں نے اس سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ میرا ہاتھ دنیا کے سب سے بہترین انسان نے قطع کیا ہے۔ پھر واقعہ یوں بیان کیا کہ ہم آٹھ آدمی اکٹھے چوری کیا کرتے تھے۔ ایک روز ہم سب امیرالمومنین علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے جرم کا اقرار و اعتراف کیا۔ آپ نے دریافت فرمایا: کیا تم اس فعل کی حرمت سے واقف تھے؟ ہم نے کہا: جی ہاں! پس آپ نے حکم دیا کہ ہماری چار انگلیاں جڑ سے کاٹ دی جائیں اور انگوٹھے کو جڑ سے کاٹ دیا جائے۔ اس کے بعد ہم کو ایک مکان میں قید کر دیا گیا اور ہماری مقررہ غذا شہد اور روغن ہم کو دی جاتی رہی۔ یہاں تک کہ ہمارے زخم ٹھیک ہو گئے۔ پھر آپ نے ہمیں لباس فراہم کروائے اور آزاد کر دیا۔ اس وقت آپ نے فرمایا:

اگر تم توبہ کرو اور نیک کام کرتے رہو تو روز قیامت خدا تمہارے قطع شدہ ہاتھ تم کو لوٹا دے گا۔

فروع کافی، کتاب حدود میں عبداللہ بن ہلال نے اپنے باپ سے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب امام سے داہنے ہاتھ اور بائیں پیر کے قطع کرنے کی علت پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا:

اگر ایک ہی طرف کے دونوں اعضاء قطع کیے جائیں تو بدن انسان میں توازن قائم نہیں رہتا اور انسان گر جاتا ہے لیکن دونوں جانب کے ایک ایک عضو قطع ہونے سے بدن کا توازن برقرار رہتا ہے۔

سائل نے کہا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں، پاؤں قطع ہونے کے بعد کس طرح انسان کھڑا ہو سکتا ہے؟

امام نے فرمایا: پاؤں کا قطع کرنا ایسا نہیں ہے جیسا کہ تم سمجھ رہے ہو، بلکہ چور کا صرف آدھا پاؤں قطع کیا جاتا ہے اور آدھا پاؤں باقی رکھا جاتا ہے تاکہ وہ کام کاج کے علاوہ عبادت خدا بھی بجا لاسکے۔

سائل نے کہا: ہاتھ کیسے قطع کیا جاتا ہے؟

آپ نے فرمایا: صرف چار انگلیاں قطع کی جاتی ہیں اور انگوٹھا باقی رکھا جاتا ہے۔ تاکہ وہ ہتھیلی اور انگوٹھے سے اپنا منہ دھو سکے اور حالت نماز میں ان کا سہارا لے سکے۔

اس بارے میں روایات اور اخبار معتبرہ کثرت سے ہیں اور ان ہی میں سے ایک امام جواد علیہ السلام کا فیصلہ بھی ہے۔

معتصم عباسی کے دربار میں ایک بحث

وسائل الشیعہ کتاب حدود، باب سرقہ میں محمد بن مسعود عیاشی سے نقل کیا گیا ہے اور انہوں نے زرقان صاحب ابن ابی داؤد سے نقل کیا ہے کہ ابن ابی داؤد ایک روز خلیفہ عباسی کے دربار سے بہت افسردہ حالت میں واپس آئے میں نے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بیان کیا کہ آج ایک چور نے خلیفہ کے سامنے خود اپنے جرم کا اقرار کیا۔ اس پر خلیفہ نے چوری کی حد جاری کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ فقہا اور قاضی صاحبان وہاں آئے۔ تاکہ چور کا ہاتھ قطع کرنے کے لیے اپنا فتویٰ صادر کریں۔ جبکہ امام محمد بن علیؑ بھی وہاں موجود تھے۔ خلیفہ نے پہلے تو فقہا اور قاضی حضرات سے پوچھا کہ ہاتھ کہاں سے قطع کیا جانا چاہیے؟

سب سے پہلے میں نے حکم لگایا کہ ہاتھ گٹے سے قطع کیا جائے اور قرآن سے دلیل پیش کی کہ آیۂ تیمم میں خدا فرماتا ہے:

"اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو۔"

اس آیت میں ہاتھ سے مراد بند دست یعنی گٹے تک ہے۔

کچھ فقہا نے میری موافقت کی اور کچھ نے مخالفت کی اور کہا کہ ہاتھ کہنی سے قطع کیا جانا چاہیے اور آیت وضو بطور دلیل پیش کی جس میں خدا نے فرمایا ہے: "اپنے منہ اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوؤ۔ امام

محمد بن علیؑ اس اثنا میں یکسر خاموش رہے۔ تب خلیفہ نے امامؑ کی جانب رُخ کیا اور ان سے کہا کہ آپ اس مسئلے میں کیا کہتے ہیں؟

امامؑ نے فرمایا:

یہ فقہائے قوم ہیں اور انہوں نے اپنے قول سے فیصلہ صادر کر دیا ہے۔

خلیفہ نے کہا کہ ان کا فیصلہ اپنی جگہ ہے۔ لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کا نظریہ بھی معلوم کروں۔ امامؑ نے پھر معذوری کا اظہار کیا۔ لیکن خلیفہ نے پھر اصرار کیا اور امامؑ کو قسم دی۔

تب امامؑ نے فرمایا:

چونکہ تم نے قسم دی ہے، اس لیے اب میں اپنی رائے بیان کرتا ہوں کہ ان فقہا نے غلطی کی ہے اور حق یہ ہے کہ ہاتھ کو انگلیوں کی جڑ سے قطع کرنا چاہیے اور ہتھیلی کو چھوڑ دینا چاہیے۔

خلیفہ نے پوچھا کہ اس حکم کی دلیل کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کی عبادت کے لیے جو سجدہ کیا جاتا ہے وہ بدن کے سات اعضا کی مدد سے ہوتا ہے۔ ان میں پیشانی، دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں، دونوں پاؤں اور دونوں زانو شامل ہیں۔

حضرت نے مزید فرمایا کہ اگر کسی کا ہاتھ گٹے یا کہنی سے قطع کیا جائے گا تو ہتھیلی باقی نہیں رہے گی اور وہ خدا کا سجدہ نہ کر سکے گا۔ حالانکہ خدا نے فرمایا ہے :

وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ ۔

یعنی وہ اعضاء جن سے خدا کو سجدہ کیا جاتا ہے، وہ خدا کے لیے مخصوص ہیں اور ان کو قطع نہیں کرنا چاہیے۔

پس خلیفہ معتصم عباسی اس دلیل کو سن کر متعجب ہوا اور اس نے امام کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کرنے کا حکم صادر کیا۔ چنانچہ چور کی صرف انگلیاں قطع کی گئیں اور ہتھیلی چھوڑ دی گئی۔

نوٹ :

ارباب فضل و دانش سے یہ بات مخفی نہ رہے کہ اس روایت کو شیعہ اور سنی دونوں علماء نے نقل کیا ہے۔ اس روایت سے یہ افسوسناک بات سامنے آتی ہے کہ عباسی دور کے علماء نے ــ جن کے زمانے اور پیغمبر خداؐ اور خلفاء کے زمانے میں کچھ زیادہ فاصلہ نہ تھا ــ ان کے ارشادات سے استفادہ نہ کیا اور ان پر عمل پیرا نہ ہوئے۔ انہوں نے رسول خداؐ کے فرمان کے مقابلے میں فتاویٰ اور جعلی حکم صادر کیے۔ حالانکہ پیغمبر اکرمؐ اور خلفاء کے زمانے میں کتنے ہی چوروں کے ہاتھ کاٹے جا چکے تھے اور ہاتھ کاٹنے کی مقدار اور طریقہ بھی بیان ہو چکا تھا۔ اس لیے مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ ان علماء میں نفس پرستی، دین کے بارے میں عدم توجہی اور حق پوشی بہت بڑھ گئی تھی۔ (پروردگار ہم سب کو وساوس نفسانی سے محفوظ رکھے)۔

قانون ۱۰

مستحب ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹنے کے بعد اس کا علاج کروایا جائے اور اس کے ساتھ ہی اسے غذائیت سے بھرپور خوراک مثلاً شہد، گوشت اور دیگر مرغن غذائیں دینی چاہئیں تاکہ وہ صحت یاب ہو جائے۔ روایت میں آیا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ اور امیر المومنینؑ یہی طریقہ فرمایا کرتے تھے۔

قانون ۱۱

مستحب ہے کہ چور کا ہاتھ قطع کرنے کے بعد اس کا کٹا ہوا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دیا جائے تاکہ دیکھنے والوں کے لیے درس عبرت ہو۔ چنانچہ روایت میں آیا ہے: پیغمبرؐ کے سامنے ایک چور کو پیش کیا گیا تو آپ نے اس کا ہاتھ قطع کرنے کے بعد اس کے بازو کو اس کی گردن سے لٹکا دیا۔ کچھ بعید نہیں کہ یہ امر لوگوں کو عبرت دلانے کے لیے ہو۔

چنانچہ علل الشرائع اور عیون الاخبار میں محمد بن سنان کی سند سے امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

چونکہ انسان زیادہ تر اپنے کام دائیں ہاتھ سے انجام دیتا ہے اور یہ بدن کا بہترین اور کارآمد عضو ہوتا ہے۔ اس لیے اس کا قطع کیا جانا تمام بنی نوع انسان کے لیے باعث عبرت اور چور کے لیے باعث تکلیف ہے اور اس سزا کے بعد چور دوسروں کا مال چوری کرنے کی کوشش نہیں

کرتا۔ آپ نے مزید فرمایا کہ چور کا ہاتھ قطع کیا جانا چور کے لیے سزا اور لوگوں کے لیے باعث عبرت ہے تاکہ وہ ناجائز مال کو حاصل کرنے کی رغبت نہ کریں۔

بلا تردید کہا جا سکتا ہے کہ جہاں پر چور کے ہاتھ کاٹ دینے کی سزا پر عمل ہوگا تو یقینی طور پر وہاں کوئی اس جرم کا مرتکب نہ ہوگا جس کے نتیجے میں قید خانے چوری کے مجرموں سے خالی ہو جائیں گے اور احتساب و قضا کے ادارے ان جرائم کا سامنا کرنے کی الجھن سے چھٹکارا پالیں گے۔

تنبیہہ

اگر اس خدائی قانون اور دستور شرعی پر عمل کرتے ہوئے چوروں کو سزا دی جائے تو معاشرے میں کافی حد تک امن قائم ہو جائیگا۔ چنانچہ اگر کوئی شخص خصوصاً حج کے موقع پر مملکت حجاز کا بغور مشاہدہ کرے تو وہ اس چیز کی تصدیق کریگا کہ تمام اسلامی ممالک سے مسلمان وہاں جمع ہوتے ہیں اور انکا ہر قسم کا مال و متاع مکانوں، گلی کوچوں اور میدانوں میں پڑا رہتا ہے۔ مگر کوئی شخص بھی اسکی جانب غلط نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا ماسوائے اسکے کہ وہ شخص حجاز سے تعلق نہ رکھتا ہو۔ کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ ذرا سی اخلاقی لغزش کے نتیجے میں قرآنی دستور کے مطابق سزا دی جائے گی۔ اگرچہ مخالفین دین چاہتے ہیں کہ اس عظیم نعمت کو ان کے ہاتھ سے چھین لیں لیکن حجاز میں ابھی تک چوری کے بارے میں قرآنی قانون نافذ ہے۔ یہ حقیر بھی بہت سے علماء کے ہمراہ ۱۳۸۲ھ (قمری) میں پہلی مرتبہ حج سے

مشرف ہوا اور دینی مناجات میں خداوند تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ تمام اسلامی ممالک کو اور خصوصاً ایران کو جہاں مذہبِ حقّہ جعفری کے پیروکار آباد ہیں، اس امر کی توفیق دے کہ وہاں مجرموں کو اسلامی دستور کے مطابق سزائیں دی جائیں اور ان پر حدود کا اجرا ہو۔

قانون ۱۲

اگر چور دو عادل مردوں کے گواہی دینے سے پہلے یا حاکم شرع کے سامنے اپنے اعتراف جرم سے قبل پروردگار عالم کی بارگاہ میں توبہ کرے اور چوری کیا ہوا مال اس کے مالک کو واپس کردے تو اس کا ہاتھ قطع نہیں کیا جائیگا اور اس کی توبہ قبول ہو جائیگی۔

جیسا کہ وسائل الشیعہ، کتاب حدود باب سرقہ میں عبداللہ بن سنان نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

> اگر پروردگار عالم کے سامنے جو بخشنے والا اور مہربان ہے اپنے اس عمل قبیح پہ توبہ کرے اور چوری کیا ہوا مال اس کے مالک کو واپس کردے تو اس کی توبہ قبول ہو جائیگی اور اس کا ہاتھ قطع نہیں کیا جائیگا۔

تیسرا باب

محارب کی سزا اور حد

اس باب میں تیرہ قانون ہیں:

محارب کی تعریف

اگر کوئی مرد یا عورت چاہے وہ طاقتور ہو یا کمزور ہو، مسلح ہو کر صحرا یا بیرون شہر میں دن کے وقت یا رات کے وقت دوسروں کو ڈرائے، دھمکائے یا انکو قتل کرے اور انکے مال کو لوٹے تو اسکو فقہ کی اصطلاح میں "محارب" کہتے ہیں۔ عرف عام میں اسکو مسلح چور، رہزن اور ڈاکو کہا جاتا ہے۔ چنانچہ شریعت مقدس اسلام میں اسکے لیے شدید ترین سزا مقرر کی گئی ہے[1]

[1] فقہاء عامہ میں سے مالک کا قول ہے کہ رہزن وہ ہے جو شہر سے کم سے کم تین میل کے فاصلے پر رہزنی کرے اور ابو حنیفہ کا قول یہ ہے کہ اگر وہ شہر میں واردات کرے تو محارب نہیں بلکہ یہ فعل شہر سے باہر ہونا چاہیے۔ نیز ابو حنیفہ اور مالک کے بقول عورت پر محارب کی حد جاری نہیں ہو سکتی۔

قانون ۱

اسلامی عدالت میں محاربہ دو طریقوں سے ثابت ہوتا ہے:

اوّل: محارب خود حاکم کے سامنے اپنے فعل کا خواہ ایک مرتبہ ہی اقرار واعتراف کرے۔

دوئم: دو عاقل، عادل اور مختار گواہ حاکم کے سامنے اس فعل کی گواہی دیں۔ تاہم محارب رہزن یا چوروں کی ایک دوسرے کے خلاف گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔

قانون ۲

محارب کی "سزا اور حد" اسے قتل کرنا یا سولی پر لٹکانا یا اسکا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں قطع کرنا یا دایاں پاؤں اور بایاں ہاتھ قطع کرنا یا اس کو جلاوطن کرنا اور شہر بدر کرنا ہے۔

قانون ۳

مختلف روایات کی بنا پر محارب پر حد جاری کرنے کے مسئلے میں فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض کا قول ہے کہ حاکم شرع کو اختیار ہے کہ وہ محارب کو ان سزاؤں میں سے جو چاہے سزا دے۔ چنانچہ علماء متاخرین نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ چنانچہ فروع کافی، کتاب حدود باب محارب میں جمیل بن دراج سے مروی ہے کہ اس نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس

آیت کے بارے میں کہ " اس میں شک نہیں کہ جو شخص خدا یا پیغمبر سے محاربہ کرے اور زمین پر فساد پھیلائے تو ضروری ہے اس کو قتل کر دیا جائے یا اس کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں یا دایاں پاؤں اور بایاں ہاتھ قطع کر دیا جائے یا اسے شہر بدر کر دیا جائے [1] (تا آخر آیہ) میں نے حضرت سے پوچھا کہ محارب کو ان میں سے کونسی سزا دینا حکم خدا کے مطابق ہو گا؟

حاکم شرع کے سامنے اس کا جرم ثابت ہو جائے اور یہ جرم دو طرح سے ثابت ہوتا ہے۔

اوّل: خود مجرم حاکم شرع کے سامنے اپنے فعل کا اقرار اور اعتراف کرے۔

دوئم: دو عاقل، بالغ اور مختار مرد حاکم شرع کے سامنے اس فعل کی شہادت دیں۔

توضیح: تعزیر کے لغوی معنی تادیب کرنے کے ہیں لیکن اصطلاح فقہاء میں تعزیر حاکم شرع کی جانب سے کسی جرم پر دی جانے والی اس مخصوص سزا کو کہا جاتا ہے جس جرم کی سزا شریعت نے معین نہ کی ہو تعزیر کی صورت میں حاکم شرع کوڑوں کی تعداد جرم کی نوعیت کو مدنظر رکھ کر معین کرتا ہے۔

چنانچہ فروع کافی کتاب حدود باب "ما یجب فیہ التعزیر" میں حماد بن عثمان سے منقول ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ تعزیر میں کوڑوں کی تعداد کتنی ہونی چاہیے؟

حضرت نے فرمایا: کوڑوں کی تعداد حاکم شرع کی مرضی پر منحصر ہے۔ وہ جرم کی نوعیت اور مجرم کی قوت برداشت کو دیکھ کر اس کا تعین کرے گا۔

نوٹ: تعزیر کے مسئلے میں مندرجہ ذیل پانچ مقامات ایسے ہیں جن کے بارے میں روایات سزا کے ایک اندازے کا تعین کرتی ہیں۔

اوّل: اگر کوئی شخص رمضان المبارک کے ایام میں روزے کی حالت

میں اپنی بیوی سے جماع کرے تو روزے کی قضا اور کفارے کے علاوہ اسے پچیس کوڑے لگائے جائیں گے۔

دوئم: اگر کوئی شخص اپنی دائمی زوجہ کی اجازت کے بغیر کنیز کے ساتھ نکاح کرکے اس کے ساتھ مباشرت بھی کرے تو اس کی سزا زنا کی حد کا آٹھواں حصہ ہوگی۔ یعنی اسے ساڑھے بارہ کوڑے لگائے جائیں گے۔

سوئم: اگر دو اجنبی مرد ایک لحاف میں برہنہ ہو کر سوئیں تو روایات میں تعزیر کے طور پر ان میں سے ہر ایک کو ۳۰ سے ۹۹ کوڑے تک لگانے کا ذکر آیا ہے۔

چہارم: اگر کوئی شخص اپنی انگلی ڈال کر کسی لڑکی کی بکارت زائل کردے تو مہر مثل کی ادائیگی کے علاوہ اسے تعزیر کے طور پر تیس سے نوے تک کوڑے لگائے جائیں گے۔

پنجم: اگر ایک مرد اور ایک عورت کو جو باہم میاں بیوی نہ ہوں، ایک لحاف یا کمبل وغیرہ میں دیکھا جائے تو ان میں سے ہر ایک کو تعزیر کے طور پر دس سے نوے تک کوڑے لگائے جائیں گے۔

ان مقامات میں سے بعض کے بارے میں روایات پہلے سے نقل کی جا چکی ہیں۔

حصۂ دوم

قِصَاص اور قتل کی سزا کے احکام

اس حصے میں ایک مقدمہ اور چھ ابواب ہیں۔

مقدمہ

قِصاص، فِعَال کے وزن پر ہے۔ اس کے معنی کسی کو اس کے جُرم کے بدلے میں قتل کرنا ہے۔ یہ لفظ باب "قَصَّ اَثَرَہٗ"، یعنی اس کے پیچھے گیا، سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس سے مُراد جرم کے اثر کو ختم کرنا ہے یعنی کسی کے پیچھے لگنا اور اس کے ساتھ وہی سلوک کرنا جو اس نے کسی کے ساتھ کیا ہے۔

قتل اور اسکا قبیح ہونا قتل ان سنگین جرائم میں سے ہے جن سے معاشرے کا امن وسکون برباد ہو جاتا ہے۔ شریعتِ مقدس اسلام نے اس جرم کی بہت سخت سزا معین کی ہے اور رہبرانِ دین سے اس بارے

کثرت سے روایات وارد ہوئی ہیں۔

چنانچہ فروع کافی کتابِ دیات وقصاص میں محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ اس نے امام محمد باقرؑ سے قرآن کی اس آیت کے بارے میں سوال کیا جس میں خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ" جس شخص نے ناحق کسی ایسے شخص کو قتل کیا جس نے کسی کو قتل نہ کیا ہو تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا تو امامؑ نے فرمایا:

خدا اسے دوزخ میں وہ جگہ دے گا کہ اگر وہ واقعاً تمام انسانوں کو قتل کرتا تو اس کو وہی جگہ دی جاتی۔

فروع کافی کتاب دیات وقصاص میں سماعہ سے روایت ہے کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب پیغمبر اکرمؐ نے حجۃ الوداع کے اختتام پر منیٰ میں قیام فرمایا تو تمام لوگوں کو مخاطب ہو کر فرمایا:

اے لوگو! جو کچھ میں تم سے کہتا ہوں اسے غور سے سنو اور ذہن نشین کر لو۔ مجھے نہیں معلوم کہ میں آئندہ سال تم سے اس مقام پہ ملاقات کرسکوں گا یا نہیں!

پھر فرمایا: کون سا دن سب سے محترم اور بزرگ ہے؟

لوگوں نے کہا آج کا دن!

پھر فرمایا: کون سا مہینہ سب سے محترم اور بزرگ ہے؟

لوگوں نے کہا کہ یہ مہینہ!

پھر فرمایا: کون سا شہر سب سے زیادہ محترم اور بزرگ ہے؟

لوگوں نے کہا، مکہ کا شہر!

پھر ارشاد فرمایا: اے لوگو! جس طرح آج کا دن یعنی روزِ عرفہ اور یہ مہینہ یعنی ماہ ذی حجہ اور یہ زمین یعنی مکہ کا شہر محترم اور بزرگ ہیں، اسی طرح تمام مسلمانوں کی جان اور مال قیامت تک کے لیے کہ جب تم خدا سے ملاقات کرو گے اور تم سے تمہارے اعمال کی بابت سوال کیا جائے گا، محترم اور حرام ہے۔

پھر آپ نے سوال کیا کہ کیا میں نے خدا کا حکم تم تک پہنچا دیا ہے؟

سب نے کہا: ہاں!

پھر فرمایا: پالنے والے! تو ان کی بات پر گواہ رہنا۔ اس کے بعد فرمایا: آگاہ ہو جاؤ کہ تم میں سے جس کے پاس کسی کی امانت ہو وہ اس کے مالک تک پہنچا دے۔ بے شک مسلمان کا خون اور اس کا مال اس کی مرضی کے بغیر کسی پر حلال نہیں ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ ظلم مت کرنا اور میرے بعد کافر نہ ہو جانا۔

نوٹ: یہ حدیث اس افسوسناک پہلو کی جانب اشارہ کرتی ہے کہ پیغمبر اکرمؐ کے بعد امت نے اس حکم کے خلاف عمل کیا۔

فروع کافی، کتاب حدود میں ابی الجارود نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: راہِ حق میں یا راہِ باطل میں قتل ہونے والا ہر شخص روزِ قیامت اس طرح آئے گا کہ اپنے داہنے ہاتھ سے اپنے قاتل کو پکڑے

ہوئے ہوگا ـــــ اور خون اس کی گردن سے جاری ہوگا اور وہ عرض کرے گا کہ اے پروردگار! اب اس سے پوچھا جائے کہ اس نے مجھے کس وجہ سے قتل کیا تھا؟ پس اگر قاتل نے اسے خداوند عالم کی رضا اور خوشنودی کے سبب قتل کیا ہوگا تو اسے بہشت میں اور مقتول کو دوزخ میں پہنچا دیا جائے گا۔ لیکن اگر قاتل نے مقتول کو خدا کی خوشنودی کے علاوہ کسی اور کی خوشنودی کے لیے قتل کیا ہوگا تو مقتول کو حکم ہوگا کہ تو بھی اپنے قاتل کو اسی طرح قتل کر دے جیسے اس نے تجھے قتل کیا تھا۔ پھر خدا جو چاہے گا وہ حکم صادر فرمائے گا۔

فروع کافی کتاب دیات و قصاص میں جابر بن یزید نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

پیغمبر اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ خداوند عالم قیامت کے روز سب سے پہلے مقتولین کے بارے میں فیصلہ صادر فرمائیگا

فروع کافی کتاب دیات میں ابو حمزہ ثمالی نے امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ تم اپنی قوت و طاقت پر اتنے مغرور نہ ہو جانا کہ اپنے ہاتھوں کو لوگوں کے خون سے آلودہ کرنے لگو کیونکہ مظلوم کے خون کا بدلہ لینے کے لیے خداوند عالم کے پاس ایک ایسا قاتل موجود ہے جسے کبھی موت نہیں آئے گی اور وہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔

لوگوں نے سوال کیا: وہ کون سا قاتل ہے جو کبھی نہیں مرے گا؟
آپ نے فرمایا: دوزخ کی آگ!

پہلا باب

قتل کی اقسام

اس باب میں چار قوانین بیان کیے گئے ہیں۔
قتل کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:
۱۔ عمد ۲۔ شبیہ بعمد ۳۔ خطاءِ محض [1]

قانون ۱

قتلِ عمد سے مُراد قاتل کا کسی دوسرے کو قتل کرنے کے ارادے

---

[1] فقہاء عامہ میں شافعی اور ابو حنیفہ کے قول کے مطابق قتل کی یہی تین قسمیں ہیں۔ لیکن مالک کے نزدیک قتل کی دو قسمیں ہیں: عمدِ محض، خطاءِ محض۔ انھوں نے شبیہِ عمد کو بھی قتل قرار دیا ہے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)۔

سے کوئی بھی ایسا فعل انجام دینا جس سے چاہے قتل ہو سکتا ہو یا نہ ہو سکتا ہو یا بغیر ارادہ قتل کے کوئی ایسا فعل انجام دینا جس سے قتل کا گمان غالب ہو۔

فروع کافی کتاب دیات میں حلبی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

قتل عمد سے مراد قاتل کا ارادتاً کسی کو قتل کرنے کے لیے لوہے، پتھر، لاٹھی یا ہاتھ سے اسے مارنا ہے۔ یہ تمام صورتیں قتل عمد میں شمار کی جائیں گی۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی ایک شخص کو قتل کرنے کا ارادہ کرے لیکن کوئی اور شخص اس کے ہاتھوں سے قتل ہو جائے تو اسے قتل خطاء کہتے ہیں۔

قانون ۲

قتل شبیہ بعمد سے مراد ایسا قتل ہے جس میں قاتل قتل کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور اس نے کسی ایسے فعل کا ارادہ کیا ہو جس سے عام طور پر موت واقع نہیں ہوتی۔ مثلاً کوئی شخص کسی کو تادیب کے لیے مارے اور وہ اتفاقاً مر جائے۔ چنانچہ وسائل الشیعہ، کتاب قصاص میں بسند شیخ یونس نے اپنے بعض اصحاب سے اور انہوں نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر کوئی شخص کسی کو لاٹھی یا پتھر سے مارے اور وہ کوئی کلام کرنے سے پہلے ہی مر جائے تو یہ قتل شبیہ عمد ہے۔

چنانچہ قاتل پر اس کی دیت اور خون بہا لازم ہے۔

قانون ۳

اگر قاتل قتل کا ارادہ رکھتا ہو اور اسی ارادے سے اس فعل کو انجام دے لیکن جسے قتل کرنا مقصود تھا۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا آدمی قتل ہو جائے مثلاً اگر کوئی شخص حاکم شرع کے حکم سے حد جاری کرنے کے لیے ایک شخص کو تلوار سے قتل کرنا چاہے لیکن کسی دوسرے شخص کی گردن پر جا لگے اور وہ مر جائے یا کوئی شخص شکار کی غرض سے کسی حیوان کی جانب تیر پھینکے اور تیر غلطی سے کسی آدمی کو لگ جائے اور وہ مر جائے تو اسے قتل خطاء محض کہتے ہیں۔

چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب قصاص میں بسند شیخ جمیل بن دراج نے بعض صحابہ سے اور انہوں نے صادقین علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ ان میں سے ایک نے فرمایا:

> ہر وہ چیز قتل عمد کہلائے گی۔ جب کوئی شخص کسی کو قتل کر دینے کے ارادے سے ضرب لگائے اور مر جائے۔ مزید فرمایا: اگر کوئی شخص از خود کسی کو قتل کرنے کا اقرار کرے تو اس کی سزا قتل ہے۔ اگرچہ کہ اس کے خلاف کوئی اور گواہی موجود نہ ہو۔

قانون ۴

قتل عمد کی سزا قتل ہے یعنی قاتل کو مقتول کے بدلے میں قتل کر دیا جائے گا۔ لیکن اگر مقتول کے ورثاء اس کا خون بہا لینے کے لیے راضی ہو جائیں گے تو پھر اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں یونس نے امام جعفر صادق ؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

> جو شخص کسی مومن کو عمداً قتل کرے گا تو اس کے بدلے میں اسے قتل کر دیا جائے گا۔ لیکن اگر مقتول کے ورثاء مقتول کا خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں، یا طرفین کم یا زیادہ دیت پر باہم راضی ہو جائیں تو قاتل کو قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا۔

دُوسرا باب

قتلِ عمد کی اقسام

اگر کوئی بالغ و عاقل شخص خود اپنے ہاتھ سے یا کسی دوسرے ذریعے سے کسی مومن کو قتل کر دے تو اس شخص پر اس کا قِصاص لازم ہے۔ یہاں پر اس ضمن میں بیس قوانین بیان کیے گئے ہیں۔

قانون ۱

اگر کوئی شخص کسی کو ذبح کر دے یا اس کا گلا گھونٹ دے یا یہ کہ مقتول کو جان سے مارنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو لیکن ایسا فعل انجام دے جس سے اس کے مرجانے کا یقین ہو۔ مثلاً کسی کی گردن پر تلوار سے ضَرب لگائے یا اس کے پیٹ میں چھُری مارے یا لاٹھی سے اس قدر مارے کہ وہ مرجائے یا بلندی سے گرائے اور وہ مرجائے اور قتلِ عمد کی تصدیق ہو جائے تو بغیر کسی اختلاف کے اس پر قِصاص لازم ہو گا۔

جیسا کہ پہلے باب میں مذکور حلبی کی روایت سے یہ بات ظاہر ہے۔

نیز اس کی مثال ہمیں فروع کافی کتاب دیات میں ابو بصیر کی روایت میں بھی ملتی ہے۔ انہوں نے امام جعفر صادق ؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر کوئی شخص کسی کو اینٹ، پتھر یا لاٹھی مارے اور وہ مر جائے تو یہ قتل عمد سمجھا جائے گا۔

قانون ۔ ۲

اگر کوئی شخص کسی کے خلاف کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو جس سے اس کی موت تو واقع نہ ہو لیکن اس کی وجہ سے وہ بیمار ہو جائے اور پھر اس بیماری کے دوران مر جائے یا کسی کو آگ، پانی یا کنویں میں اس طرح دھکیل دے کہ وہ وہاں سے نکل نہ سکتا ہو اور اس کی وہاں موت واقع ہو جائے یا یہ کہ کسی کو شیر کے سامنے پھینک دے تا کہ وہ اسے مار ڈالے یا اس پر خونخوار کتے کو چھوڑ دے تا کہ وہ اسے چیر پھاڑ کر رکھ دے یا اسے سانپ کے سامنے اس طرح ڈال دے کہ سانپ سے بچنا اس کے لیے ممکن نہ رہے اور سانپ کے ڈسنے کے نتیجے میں اس کو موت واقع ہو جائے تو قول مشہور کی بنا پر ان تمام صورتوں میں اس فعل کا ارتکاب کرنے والے پر قصاص لازم ہے۔

قانون ۔ ۳

اگر کسی شخص نے جان بوجھ کر کھانے میں زہر ملا کر کسی دوسرے کے سامنے رکھ دیا اور وہ اسے کھا کر مر گیا تو اگر مقتول عاقل اور ممیز تھا اور

یہ بھی جانتا تھا کہ کھانے میں زہر ملا ہوا ہے لیکن پھر بھی اس نے وہ کھانا کھا لیا تو اس صورت میں زہر ملانے والے پر کوئی قصاص اور دیت نہیں ہے لیکن اگر اس کو کھانے کے زہر آلود ہونے کے بارے میں علم نہیں تھا اور اس نے کھانا کھا لیا تو اکثر فقہاء کا قول یہ ہے کہ زہر ملانے والے سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ لیکن بعض دوسرے فقہاء کا قول یہ ہے کہ اگر اس نے کسی کو قتل کرنے کے ارادے سے کھانے میں زہر ملایا تھا تو اسے قتل کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر اس کا ارادہ قتل کرنے کا نہیں تھا لیکن زہر کی مقدار موت واقع ہونے کے لیے کافی تھی تو پھر بھی اسے قتل کر دیا جائے گا۔ بصورت دیگر ان سے قصاص اور خون بہا لیا جائے گا۔

قانون ۴

اگر کوئی شخص کسی کو جادو کے اثر سے مار ڈالے تو فقہاء متاخرین میں سے اکثر کا قول یہ ہے کہ اگر قاتل خود اقرار کرے کہ میں نے اس شخص کو جادو سے قتل کیا ہے تو اس سے قصاص لیا جائے گا لیکن بعض محققین نے شیخ قدس سرہ کی متابعت میں یہ قول اختیار کیا ہے کہ سحر اور جادو کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس لیے اس صورت میں قصاص اور دیت مطلقاً نہیں ہے۔

قانون ۵

اگر کوئی شخص کسی کو قتل کروانے کے لیے قصاص یا ارتداد کی وجہ بنا کر جھوٹی گواہی دیتا ہے اور اس کی گواہی کی بنا پر ملزم کو قتل کر دیا جاتا ہے تو

جس شخص نے جھوٹی گواہی دی ہے اس سے قصاص لیا جائے گا۔ کیونکہ اس کی گواہی کے نتیجے میں ایک جان ضائع ہوئی ہے۔ اسی طرح ان چار گواہوں کے لیے بھی یہی حکم ہے جو کسی کے خلاف زناکاری کی جھوٹی گواہی دیں اور ان کی گواہی پر اس کو سنگسار یا قتل کر دیا جائے تو ان چاروں سے قصاص لیا جائے گا۔ جیسا کہ جواہر الکلام، کتاب قصاص میں فتح بن یزید جرجانی نے امیر المومنین علیؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر چار اشخاص کسی کے خلاف گواہی دیں اور اس گواہی کے سبب اس شخص کو سنگسار کر دیا جائے اور پھر وہ چاروں اس گواہی سے منحرف ہو جائیں اور کہیں کہ ہمیں اس بارے میں شبہ ہو گیا تھا تو انہیں مقتول کی پوری دیت دینا ہو گی لیکن اگر وہ کہیں کہ ہم نے عمداً یعنی جان بوجھ کر جھوٹی گواہی دی تھی تو مقتول کا ولی ان میں سے ایک کو قتل کرے گا اور باقی تین اشخاص اپنے مقتول ساتھی کے ولی کو دیت کا ۳/۴ حصہ دیں گے۔ اس کے بعد ان بقیہ ماندہ تین گواہوں میں سے ہر ایک کو اسی کوڑے حد قذف کے طور پر لگائے جائیں گے لیکن مقتول کا ولی اگر چاہے تو ان چاروں کو قتل کر سکتا ہے اور اسے ان جھوٹی گواہی دینے والوں کے ورثاء کو تین خون بہا دینے ہوں گے۔ تاہم قصاص سے قبل حاکم شرع کو چاہیے کہ وہ ان سب کو حد قذف کے طور پر اسی کوڑے لگائے اور پھر انہیں قتل کر دیا جائے۔

قانون ۶

جھوٹے گواہ سے اس صورت میں قصاص لیا جا سکتا ہے جب قصاص لینے والا پہلے مقتول کا ولی اس چیز سے لاعلم ہو کہ گواہ نے جھوٹی گواہی دی ہے اور اگر مقتول کا ولی اس چیز سے باخبر ہو کہ گواہ نے جھوٹی گواہی دی ہے تو گواہ کی بجائے ولی سے قصاص لیا جائے گا۔

قتل میں دو افراد کی شرکت

قانون ۷

اگر دو افراد کسی قتل میں باہم شریک ہوں تو ان میں سے جو قوی تر ہوگا اس سے قصاص لیا جائے گا۔ مثلاً ایک آدمی کنواں کھودے اور دوسرا کسی کو اس کنویں میں گرا دے اور وہ مر جائے تو اس کے عوض کنویں میں گرانے والے کو قتل کیا جائے گا اور کنواں کھودنے والے پر کوئی جرم عائد نہیں ہوگا۔ اس مسئلے میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے، کیونکہ قاتل وہی ہے جس نے مرنے والے کو کنویں میں گرایا ہے نہ کہ وہ جس نے کنواں کھودا تھا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کو بلندی سے نیچے گرائے اور اثنائے راہ میں کوئی دوسرا آدمی اسے تلوار یا تیر مارے اور وہ مر جائے تو تلوار یا تیر مارنے والا قاتل ہے اور اس سے قصاص لیا جائے گا۔ لیکن اگر کوئی دوسرا شخص تلوار یا تیر نہ مارے اور وہ بلندی سے گرنے کی وجہ سے مر جائے تو بلندی سے گرانے والے کو ہی قاتل گردانا جائیگا۔

قانون ۔ ۸

اگر ایک شخص کسی کو پکڑے اور دوسرا اسے قتل کرے اور تیسرا آدمی نگرانی کرے کہ اگر کوئی ادھر آئے تو انہیں اطلاع دے تو اس صورت میں جس نے قتل کیا ہے اس سے قصاص لیا جائے گا جس نے مقتول کو پکڑے رکھا، اس کو عمر قید کی سزا دی جائے گی اور جس نے نگرانی کا کام کیا ہے اس کی دونوں آنکھیں ضائع کر کے اسے اندھا کر دیا جائے گا۔ چنانچہ فروع کافی کتاب قصاص میں سکونی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

تین افراد امیرالمومنین علیؑ کی خدمت میں پیش ہوئے۔ ان میں سے ایک فرد نے کسی شخص کو پکڑا، دوسرے نے اسے قتل کیا اور تیسرا نگرانی کرتا رہا کہ اگر کوئی ادھر آتا ہوا دکھائی دے تو وہ انہیں خبردار کر دے۔ پس آپ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ نگرانی کرنے والے کو اندھا کر دیا جائے۔ جس نے مقتول کو پکڑے رکھا ہے اسے عمر قید کی سزا دی جائے اور جس نے اسے قتل کیا ہے مقتول کے ورثاء اسے قصاص میں قتل کر دیں۔

کافی میں مذکور حلبی کی روایت میں بھی یہی مضمون وارد ہوا ہے۔ [1]

---

[1] فقہاء عامہ میں سے شافعی اور ابوحنیفہ کا قول ہے کہ قاتل سے قصاص لیا جائے گا اور جس نے مقتول کو پکڑے رکھا خواہ وہ پکڑنا قتل کے ارادے سے ہو اس کو تادیب و تعزیر کی جائے گی اور اگر صرف شوخی کے تحت پکڑا ہو تو اس کے لیے کوئی سزا نہیں ہے ←

قانون ۹

اگر کسی شخص نے ایک دوسرے شخص کو کسی تیسرے شخص کو قتل کرنے کے لیے کہا، پس اگر قتل کے لیے کہنے والا اور قتل کرنے والا دونوں عاقل، بالغ اور آزاد ہوں تو کہنے والے کو عمر قید کی سزا دی جائے گی اور جس نے قتل کیا ہے اس سے قصاص لیا جائے گا۔ کیونکہ ہمارے مذہب میں کسی کو قتل کرنے یا خون ریزی کے مسئلے میں تقیہ نہیں ہے اور ان امور میں ایک بالغ اور عاقل شخص پر جبر ثابت نہیں ہوتا۔ نیز یہ کہ تقیہ کا حکم جان کی حفاظت کے لیے ہے۔ چنانچہ اگر ایک شخص کو قتل وغارت کرنے کا حکم دیا جائے تو اس مقام پر تقیہ کرنا درست نہیں ہے۔ اس کے برعکس قطع اعضاء کے جرم میں جبر واکراہ ثابت ہے اور اس کو ہم آنے والے صفحات میں بیان کریں گے۔

فروع کافی کتاب قصاص میں زرارہؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کو ایک تیسرے شخص کے قتل کرنے کا حکم دیا اور اس نے اسے قتل کردیا۔ اس بارے میں امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

> جس نے قتل کیا ہے بدلے میں اسے قتل کیا جائے گا اور جس نے قتل کرنے کا حکم دیا ہے اسے عمر قید کی سزا دی جائے گی۔ [1]

مالک کا قول ہے کہ اگر قتل کے ارادے سے پکڑتا ہے تو اسے بھی قتل کیا جائے گا۔ نیز ابوحنیفہ کے نزدیک نگرانی کرنے والے کی سزا بھی قتل ہے۔

[1] فقہا عامہ میں سے شافعی کی رائے میں قتل کا حکم دینے والے اور اس حکم پر عمل کرنے والے کے لیے دو قول ہیں۔ پہلا قول تو یہ ہے کہ ان دونوں سے قصاص لیا ←

قانون ۱۰

جس کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اگر وہ نابالغ، غیر ممیز یا دیوانہ ہے تو وہ آزاد ہو یا غلام قول مشہور کے مطابق حکم دینے والے کو قتل کیا جائے گا۔ اس لیے کہ اس صورت میں حکم دینے والا ہی فاعل ہے اور محکوم صرف ایک ذریعہ ہے اس لیے اس پر کوئی سزا نہیں ہوگی۔

قانون ۱۱

جسے قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اگر وہ نابالغ ہو لیکن ممیز ہو اور نیک و بد اور حلال و حرام کو پہچانتا ہو تو قول مشہور یہ ہے کہ ایسی صورت میں قتل کا حکم دینے والے اور قتل کرنے والے میں سے کسی ایک پر بھی قصاص اور خون بہا نہیں ہے کیونکہ قاتل بالغ نہیں ہے، اس لیے اس پر قصاص نہیں اور نہ ہی وہ کسی کا آلۂ کار ہے کہ اسے حکم دینے والے سے قصاص لیا جائے لیکن قاتل کے سرپرستوں کو چاہیے کہ وہ مقتول کے ورثاء کو خون بہا ادا کریں۔ کیونکہ نابالغ کا قتل عمد قتل خطا شمار ہوتا ہے اور قتل خطا میں دیت سرپرست کے ذمہ ہے۔

جائے گا لیکن اگر مقتول کے ورثاء دیت لینا قبول کرلیں تو پھر ہر ایک سے آدھی دیت لیں گے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ قتل کا حکم دینے والے سے قصاص لیا جائے گا اور اس حکم پر عمل کرنے والے سے نصف خون بہا لیا جائے گا۔ ابو حنیفہ کا قول ہے کہ جسے حکم دیا گیا اور اس نے قتل کیا ہے اس سے قصاص لیا جائے گا اور حکم دینے والے پر کوئی سزا نہیں ہے (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)۔

قانون ۱۲

اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ تم خودکشی کرلو اور وہ خودکشی کرلے تو قول مشہور کے مطابق جس کو حکم دیا گیا ہے اگر وہ غیر ممیّز یا دیوانہ ہے تو حکم دینے والے سے قصاص لیا جائے گا۔ اس لیے کہ اس صورت میں خودکشی کرنے والا کمزور اور حکم دینے والا قوی ہے لیکن اگر خودکشی کرنے والا بالغ، عاقل اور ممیّز ہے تو حکم دینے والے پر کوئی الزام نہیں ہے۔ کیونکہ اس صورت میں خودکشی کرنے والا قوی تر ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ اگر حکم دینے والے نے اپنے حکم میں سختی اور تہدید سے کام لیا ہے تو حکم دینے والے پر قصاص ہے۔ [1]

قانون ۱۳

اگر کوئی کسی سے کہے کہ تم مجھے قتل کردو، ورنہ میں تمہیں قتل کردوں گا تو یہ جاننے کے باوجود کہ اگر مخاطب نے اسے قتل نہ کیا تو وہ مخاطب کو قتل کر دے گا، اسے قتل کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر مخاطب اس کہنے والے کو قتل بھی کردے تو علماء کے مابین قول مشہور کے مطابق اگرچہ وہ گناہ کا مرتکب

---

[1] فقہاء عامہ میں شافعی قتل کا حکم دینے والے اور قتل کرنے والے کی سزا کے بارے میں کہتے ہیں کہ اگر قتل کرنیوالا نابالغ اور غیر ممیز یا بالغ اور جاہل ہو تو حکم دینے والے سے قصاص لیا جائے گا لیکن اگر قتل کرنیوالا عاقل اور بالغ ہے تو حکم دینے والے پر کوئی الزام نہیں ہے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

ہوا ہے لیکن چونکہ مخاطب نے یہ فعل مقتول کے اذن سے کیا ہے اس لیے قصاص اور دیت اس پر سے ساقط ہو جائے گی۔ اسی طرح چونکہ مقتول نے قتل کی اجازت دے کر اپنی جان کی حرمت کا حق ساقط کر دیا ہے اس لیے اس کے ورثار بھی قاتل پر کوئی حق نہیں رکھتے۔ [1]

قانون ۱۴

اگر کوئی شخص کسی کو مجبور کرے کہ فلاں کا ہاتھ یا پاؤں یا کان وغیرہ کاٹ دو اور اگر تم نے میری بات پر عمل نہ کیا تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ پس اگر وہ شخص اس کے مجبور کرنے پر اس شخص کا کوئی عضو قطع کر دے تو حکم دینے والے سے قصاص لیا جائے گا۔ کیونکہ اعضار کے مسئلے میں جبر ثابت ہے اور وہ شخص جان کے خوف سے ایسا فعل انجام دے سکتا ہے کہ جس میں کسی کی جان جانے کا خدشہ نہ ہو لیکن اگر حکم دینے والا کہے کہ عمر یا زید میں سے کسی ایک کا ہاتھ قطع کرو اور جسے حکم دیا گیا ہے وہ ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کرے تو اس صورت میں قصاص کے بارے میں علمار کے درمیان اختلاف ہے۔ اکثر علمار کا بلکہ مشہور قول یہی ہے کہ اس صورت میں بھی قصاص حکم دینے والے سے لیا جائے گا۔ کیونکہ عرف عام میں حکم دینے والے اور اس فعل پر مجبور کرنے والے کو ہی قاتل کہا جائے گا۔

---

[1] شافعی نے بھی اس حکم کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

قانون ۱۵

اگر کوئی شخص کسی کا ہاتھ قطع کردے اور جواباً وہ شخص اس کا پاؤں قطع کردے اور ان میں سے ایک کا زخم اچھا ہو جائے اور دوسرے کا زخم خراب ہو جانے کے نتیجے میں اس کی موت واقع ہو جائے تو اس صورت میں ایک کو قاتل اور دوسرے کو جارح قرار دیا جائے گا۔ چنانچہ اگر قاتل سے قصاص لیا جائے گا تو مقتول نے جو زخم اسے لگایا ہے' اس کی دیت اس کو دی جائے گی۔ کیونکہ اس صورت میں قاتل کامل ہے لیکن مقتول ناقص ہے لیکن اگر دونوں کے زخم اچھے نہ ہوں اور دوسرا بھی مرجائے تو دونوں قاتل ہیں لیکن اس کے برعکس اگر ایک شخص نے ایک آدمی کا ہاتھ قطع کیا اور دوسرے نے اسے قتل کر دیا تو اس صورت میں دوسرے کو قاتل گردانا جائے گا۔

کئی زخم لگانے کی سزا

قانون ۱۶

اگر کوئی شخص کسی کو بہت سے زخم لگائے اور وہ مرجائے تو زخم لگانے کی دیت قتل کی سزا میں شامل ہو کر ساقط ہو جائے گی۔ اس مسئلہ میں فقہائے خاصہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن اگر زخم ایسے ہوں جن پر قصاص واجب ہوتا ہے تو ان کی سزا کو قتل کی سزا میں شامل کر دینے میں اختلاف ہے اور اس اختلاف کا سبب روایات ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اگر پہلے کسی کے ہاتھ' کان اور

اور ناک کاٹے جائیں اور ان زخموں سے مجروح مرجائے یا بعد میں اسے قتل کر دیا جائے تو پہلے اس قاتل کے یہ اعضاء قطع کیے جائیں گے اور پھر اسے قتل کر دیا جائے گا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ معمولی زخم قتل میں شامل قرار پائے گا۔ اس لیے اس کا قصاص ختم ہو جائے گا اور مجرم کو صرف قتل کیا جائے گا۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اگر سارے زخم ایک ہی وار سے لگے ہوں مثلاً تلوار کے ایک ہی وار سے آنکھیں، ناک اور ہاتھ قطع ہو گئے ہوں تو ان زخموں کی سزا ختم ہو جائے گی اور اس قاتل کو صرف قتل کیا جائے گا لیکن اگر ضربیں علحدہ علحدہ لگائی گئی ہوں مثلاً پہلے آنکھ نکالی گئی ہو، پھر اس کے کانوں کو قطع کیا گیا ہو اور پھر ہاتھ اور پاؤں کو قطع کیا گیا ہو تو ایسی صورت میں مقتول کے ورثاء کو حق حاصل ہے کہ وہ اسی طرح قاتل کے اعضاء کو قطع کریں اور اگر ان اعضاء کے قطع ہونے سے نہ مرے تو پھر اسے قتل بھی کر دیں۔ علماء کے مابین یہی قول مشہور ہے۔ [1]

قتل کے جرم میں شرکت کی سزا

قانون ۱۷۱

اگر چند آدمی مل کر کسی کو قتل کریں۔ مثلاً سب مل کر اسے کنوئیں یا دریا میں

---

[1] فقہاء عامہ میں ابو حنیفہ کا قول ہے کہ اعضاء کا قصاص اور دیت خون کے قصاص اور دیت میں شامل ہو جاتی ہے۔ شافعی کا قول ہے کہ اعضاء کا قصاص خون کے قصاص میں شامل نہیں ہو سکتا لیکن اعضاء کی دیت اور خون بہا قتل کی دیت اور خون بہا میں شامل ہو جاتا ہے۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

دھکا دے دیں اور وہ مرجائے یا وہ سب اس کے گلے میں رسی باندھ کر اسے گھسیٹیں اور وہ مرجائے یا سب مل کر کسی ہتھیار سے اسے ماریں اور وہ مرجائے تو ان تمام صورتوں میں ہر ایک سے قصاص لیا جائے گا۔ پس اگر دس آدمی مل کر ایک آدمی کو قتل کریں تو ہر ایک سے دیت کا دسواں حصہ لیا جائے گا۔ تاہم مقتول کے ورثاء اگر چاہیں تو قصاص میں ان سب کو قتل کر سکتے ہیں۔ لیکن اس صورت میں ضروری ہے کہ وہ ان کے ورثاء کے درمیان نو افراد کی دیت اور خون بہا برابر برابر تقسیم کریں۔ نیز اگر وہ چاہیں تو ان قاتلوں میں سے کسی ایک کو قتل کر سکتے ہیں اور باقی نو قاتلوں میں سے ہر شخص ایک فرد کے خون کی دیت کا ۱/۱۰ حصہ اپنے ساتھی مقتول کے ولی کو دے گا۔ [1] علماء خاصہ کا اجماع اور روایات اس حکم کے صحیح ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

چنانچہ فروع کافی کتاب قصاص و دیات میں فضیل بن یسار سے روایت ہے کہ اس نے امام محمد باقرؑ سے دریافت کیا کہ دس آدمیوں نے مل کر ایک شخص کو قتل کیا ہے، ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

> امامؑ نے فرمایا: مقتول کے ورثاء کو اختیار حاصل ہے کہ وہ ان سب کو قتل کر دیں اور ان کے وارثوں کو نو افراد کا خون بہا

---

[1] فقہاء عامہ میں شافعی، ابو حنیفہ، احمد بن حنبل اور مالک کا قول ہے کہ مقتول کے ورثاء چاہیں تو قصاص میں ان سب کو قتل کر دیں اور ان پر دیت نہیں ہوگی۔ اگر ان میں سے بعض کو قتل کریں تو دوسرے اپنے حصے کے مطابق اس پہلے مقتول کی دیت ادا کریں گے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

ادا کریں یا ان میں سے کسی ایک کو قتل کریں اور ان نو قاتلوں میں سے ہر ایک دیت کا دسواں حصہ اپنے ساتھی مقتول کے ورثاء کو ادا کرے۔

قانون ۱۸

اگر تین افراد مل کر ایک آدمی کے کسی عضو مثلاً ہاتھ وغیرہ پر چھری یا تلوار رکھ کر اس کو اس قدر دبائیں کہ اس کا ہاتھ قطع ہو جائے تو اس آدمی کو اختیار حاصل ہے کہ وہ ان میں سے ہر ایک سے ہاتھ کی دیت حاصل کرے جو پوری دیت کا نصف ہوتی ہے یا چاہے تو قصاص لے اور ان میں سے ہر ایک کا ہاتھ قطع کرے اور دو ہاتھوں کی دیت ان کے درمیان برابر تقسیم کر دے لیکن اگر وہ ان میں سے کسی ایک کا ہاتھ قطع کرے تو باقی دونوں میں سے ہر ایک سے ہاتھ کی دیت کا ۱/۳ حصہ لے کر اسے دے۔ اس طرح ان کی جیب سے کچھ نہیں جائے گا۔ لیکن اگر دو آدمیوں کے ہاتھ قطع کرے تو اپنی جیب سے ایک ہاتھ کی دیت ادا کرے۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں ابو مریم الانصاری نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر دو آدمی کسی ایک آدمی کا ہاتھ قطع کر دیں تو اس کے ولی کو اختیار حاصل ہے کہ وہ ان دونوں کے ہاتھ قطع کر دے لیکن اس صورت میں اسے چاہیے کہ ایک ہاتھ کا خون بہا انہیں ادا کرے جسے وہ آپس میں تقسیم کریں گے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وہ ایک ہاتھ کا خون بہا ان دونوں سے وصول کرے۔

امامؑ نے پھر فرمایا کہ اگر وہ ان میں سے صرف ایک آدمی کا ہاتھ قطع کرے تو وہ آدمی جس کا ہاتھ نہیں کاٹا گیا وہ پوری انسانی دیت کا ۴/۳ حصہ اس آدمی کو دے گا جس کا ہاتھ کاٹا گیا ہے۔[1]

قانون ۱۹

اگر دو آزاد اور مسلمان عورتیں ایک مرد کو قتل کرنے میں باہم شریک ہوں تو مقتول کے ورثاء کو حق حاصل ہے کہ وہ دونوں کو قتل کردیں اور بطور دیت کچھ ادا نہ کرے کیونکہ عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہوتی ہے۔ اگر دو سے زیادہ عورتوں نے ایک مرد کو قتل کیا ہو تو مقتول کے وارث کو حق حاصل ہے کہ ان سب کو قتل کردے اور دو کے علاوہ باقی ماندہ کی دیت ان سب کے ورثاء کے مابین مساوی تقسیم کرے۔ چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب قصاص، عورت کے ہاتھوں مرد کے قتل والے باب میں محمد بن مسلم نے نقل کیا ہے کہ اس نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ اگر دو عورتیں ایک مرد کو عمداً قتل کردیں تو ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

امامؑ نے فرمایا: ان دونوں عورتوں کو اس جرم کے نتیجے میں قتل کیا جائے گا اور اس بارے میں کسی نے اختلاف نہیں کیا ہے۔

---

[1] فقہاء عامہ میں شافعی، احمد بن حنبل اور مالک نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔ لیکن ابوحنیفہ کا قول ہے کہ ایک ہاتھ کے قصاص میں ان سب کے ہاتھ قطع نہیں کیے جاسکتے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

قانون ۲۰

اگر ایک آزاد مرد اور ایک آزاد عورت کسی مسلمان مرد کے قتل کرنے میں باہم شریک ہوں تو اگر مقتول کا وارث دیت اور خون بہا لینا چاہے تو علماء کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ قاتل مرد اور قاتل عورت میں سے ہر ایک آدھی دیت اور خون بہا مقتول کے وارث کو دیں گے اور اگر مقتول کا وارث چاہے تو ان دونوں کو قتل بھی کر سکتا ہے۔ اس صورت میں اکثر علماء کا بلکہ قول مشہور یہ ہے کہ مقتول کا وارث قاتل مرد کے وارث کو نصف دیت دے گا اور عورت کے وارث کو کچھ نہیں دیا جائے گا۔ لیکن بعض مجتہدین کا قول ہے کہ مقتول کا وارث دو تہائی دیت قاتل مرد کے وارث کو اور ایک تہائی ثلث قاتلہ عورت کے وارث کو دے گا۔ لیکن اگر وہ صرف قاتل مرد کو ہی قتل کرے تو قول مشہور کے مطابق قاتلہ مرد کی نصف دیت اس قاتل مرد کے وارث کو دے گی۔ لیکن بعض علماء کا قول ہے کہ وہ عورت کی آدھی دیت قاتل مرد کے وارث کو دے گی۔

تیسرا باب

قتل کی سزا اور قصاص کی شرائط

اِس باب میں بیس قوانین بیان کیے گئے ہیں:

قانون ۱

قصاص کے لیے پانچ شرائط ہیں: اوّل آزادی اور بندگی میں قاتل اور مقتول دونوں برابر ہوں۔ چنانچہ اگر کسی آزاد شخص نے کسی غلام کو قتل کر دیا تو اس سے قِصاص نہیں لیا جائے گا۔ لیکن ایک آزاد فرد کو ایک آزاد فرد کے بدلے میں صرف اس صورت میں قتل کیا جائے گا جب مقتول عورت کا وارث اس مرد کے وارث کو ایک مرد کی نصف دِیَت ادا کرے۔ نیز ایک آزاد عورت کو ایک آزاد عورت یا ایک آزاد مرد کے عوض قتل کیا جا سکتا ہے اور قول مشہور کی بنا پہ اس میں دِیَت کی ادائیگی کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ چنانچہ فُروعِ کافی کتاب دِیات و قِصاص میں عبداللہ بن مسکان نے امام صادقؑ سے روایت کی ہے

کہ آپ نے فرمایا:

اگر کوئی عورت کسی مرد کو قتل کردے تو عورت کو قتل کردیا جائے گا اور اگر کوئی مرد کسی عورت کو قتل کردے تو اگر عورت کے ورثاء چاہیں تو اس عورت کے عوض اس مرد کو قتل کرسکتے ہیں لیکن پہلے اسے نصف دیت دی جائے گی اور پھر اسے قتل کیا جائے گا لیکن اگر عورت کے ورثاء قصاص نہ لینا چاہیں تو انہیں قاتل سے خون بہا لینا ہوگا۔ عورت کا خون بہا مرد کے خون بہا کا نصف ہے اور اس بارے میں بہت سی معتبر احادیث وارد ہوئی ہیں۔[1]

دوئم شرط: قاتل اور مقتول دونوں ایک ہی دین کے پیروکار ہوں۔

قانون ۲

ایک مسلمان کو کسی حربی، ذمی، یا پناہ یافتہ کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جاسکتا۔

پس اگر ایک مسلمان یہودیوں، عیسائیوں یا مجوسیوں میں سے ایک کافر ذمی یا مسلمانوں کے پناہ دیئے ہوئے کسی کافر کو قتل کردے تو حاکم شرع اسے تعزیر کرے گا اور اس سے ذمی کی دیت وصول کی جائے گی۔ چنانچہ فروع کافی کتاب قصاص و دیات میں محمد بن قیس نے امام ابو محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر ایک مسلمان کسی کافر ذمی کو قتل یا زخمی کردے تو اس پر قصاص نہیں ہے بلکہ ایک کافر ذمی پر ظلم کرنے کے نتیجے میں اس مسلمان

سے آٹھ سو درہم خون بہا لیا جائے گا۔[1]

قانون ۳

اگر کوئی مسلمان ذمی کافروں مثلاً یہودیوں اور عیسائیوں وغیرہ کو قتل کرنے کا عادی ہو جائے تو اسے دیت کی اضافی رقم دینے کے بعد قتل کیا جائیگا چنانچہ فروع کافی کتاب دیات وقصاص میں اسماعیل بن الفضل سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ کیا مسلمان کو کافر ذمی کے عوض قتل کیا جائے گا؟

آپ نے فرمایا: نہیں! لیکن اگر وہ ذمی کافروں کو قتل کرنے کا عادی ہو جائے تو اس صورت میں اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ وہ ظالم اور ستمگر بن گیا ہے لیکن بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اسے قصاص کے طور پر نہیں بلکہ امام یا حاکم شرع کی نافرمانی کی وجہ سے قتل کیا جائے گا اور بعض علماء نے کہا ہے کہ اسے مطلقاً قتل نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ اس کو تعزیر کی جائے گی اور اس سے ذمی کی دیت لی جائے گی۔

قانون ۴

اگر ایک کافر ذمی دوسرے کافر ذمی کو قتل کر دے تو اسے قتل کیا جائے گا۔ اسی طرح ذمی مرد کو اضافی دیت دینے کے بعد ذمی عورت کے عوض قتل کیا جائے گا۔

---

[1] فقہائے عامہ میں سے ابوحنیفہ کا قول ہے کہ مسلمان سے کافر ذمی کا قصاص لیا جائے گا نیز انہوں نے مسلمانوں کی پناہ میں آنے والے کافر کو کافر حربی کے مساوی قرار دیا ہے۔

نیز ذمی عورت کو بھی ذمی مرد یا عورت کے عوض قتل کیا جائے گا۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات و قصاص میں سکونی نے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ امیر المومنین علیؑ نے فرمایا:

اگر یہودی عیسائی یا مجوسی ایک دوسرے کو عمداً قتل کریں تو انہیں ایک دوسرے کے قصاص میں قتل کیا جائے گا۔

قانون ۵

اگر ایک کافر ذمی کسی مسلمان کو عمداً قتل کردے تو قول مشہور کے مطابق اسے اور اس کے مال کو مقتول مسلمان کے ورثاء کے سپرد کردیا جائے گا اور انہیں اختیار ہوگا کہ وہ امام یا حاکم شرع کی اجازت سے اسے قتل کردیں یا اسے غلام بنا کر اپنے پاس رکھیں۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات و قصاص میں قریس الکناسی سے روایت ہے کہ امام محمد باقرؑ سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی عیسائی کسی مسلمان کو قتل کردے اور اگر گرفتار ہونے پر اسلام لے آئے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

آپ نے فرمایا: اسے قتل کردیا جائے گا۔

پھر سوال ہوا کہ اگر وہ گرفتار ہونے کے بعد اسلام قبول نہ کرے؟

امامؑ نے فرمایا: اس صورت میں اسے مقتول کے ورثاء کی تحویل میں دیدیا جائے گا۔ اگر وہ چاہیں تو اسے قتل کردیں اور اگر چاہیں تو اسے معاف کردیں اور اپنا غلام بنا کر اپنے پاس رکھیں۔ اگر اس کے پاس کوئی مال ہو تو وہ مال بھی مقتول کے ورثاء کو ملے گا۔ لیکن اس کے نابالغ بچوں کے بارے میں اختلاف ہے بعض علماء کا

کہنا ہے کہ وہ آزاد رہیں گے اور بعض کا کہنا ہے کہ ان کو بھی اس کے مال میں شمار کیا جائے گا۔ چنانچہ اگر وہ اسے غلام بناتے ہیں تو اس کا پورا مال لے لیں گے اور اگر اسے قتل کرتے ہیں تو مال نہیں لیں گے۔

قانون ۶

اگر ایک مرتد فطری یا ملی کسی کافر ذمی مثلاً یہودی یا عیسائی کو عمداً قتل کر دے تو قول مشہور کی بنا پر اسے قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ کیونکہ دونوں کافر ہیں اور تمام کفار ایک ملت ہیں۔ لیکن اگر مرتد ملی توبہ کرے اور اسلام لے آئے تو اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا بلکہ اس سے خون بہا لیا جائے گا۔ اسی طرح اگر ایک کافر ذمی کسی مرتد ملی یا فطری کو قتل کر دے تو اسے اس کے عوض میں قتل کر دیا جائے گا۔ اس لیے کہ مرتد کا خون کافر کی نسبت محترم ہے۔ اگر کسی مرتد کو ایک مسلمان قتل کر دے تو اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ لیکن اگر امام یا حاکم شرع کے حکم کے بغیر قتل کرے گا تو وہ گناہ اور معصیت کا مرتکب ہو گا۔ تاہم اس کے خون بہا کے متعلق علماء میں اختلاف ہے اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ اس کا خون بہا نہیں ہے۔

سوئم: قاتل مقتول کا باپ نہ ہو۔

قانون ۷

اگر باپ اپنے بیٹے یا دادا اپنے پوتے کو عمداً قتل کر دے اور باپ یا دادا چاہے کافر اور بیٹا مسلمان بھی ہو، تب بھی ان سے قصاص نہیں لیا جائے گا بلکہ انہیں تعزیر

کی جائے گی اور ان پر کفارہ اور دیت لازم ہو جائے گی۔ لیکن اگر باپ کسی دوسرے کے ساتھ مل کر اپنے بیٹے کو قتل کرے تو اس دوسرے شخص کو قتل کیا جائے گا اور باپ نصف دیت اس دوسرے شخص کے وارث کو ادا کرے گا۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات و قصاص میں ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

اگر باپ اپنے بیٹے کو قتل کردے تو اسے قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اگر بیٹا اپنے باپ کو قتل کردے تو بیٹے کو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔[1]

نیز اسی باب میں علاؤ بن فضل سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

مقتول خواہ بیٹا ہو یا بیٹی ہو لیکن باپ سے اپنی اولاد کے قتل پر قصاص نہیں لیا جائے گا۔ لیکن بیٹے کو اپنے باپ کے قتل پر قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ نیز قاتل کو مقتول کی جائیداد سے ورثہ میں کچھ نہیں ملے گا۔ اگرچہ قتل غلطی سے ہی کیوں نہ ہوا ہو۔

وسائل الشیعہ کتاب قصاص میں محمد بن الحسن کی سند سے جابر نے روایت کی ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا

اگر کوئی شخص اپنے بیٹے یا غلام کو قتل کردے تو اسے اس جرم کی بنا پر قتل نہیں کیا جائے گا' بلکہ سخت مار ماری جائے گی اور جلاوطن کردیا جائے گا۔

---

[1] فقہاء عامہ کا قول ہے کہ اگر باپ اپنے بیٹے کو ذبح کردے یا اس کا پیٹ چاک کردے تو اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

قانون ۸

بیٹے کو باپ کے قتل کے بدلے میں، ماں کو بیٹے کے قتل کے بدلے میں اور بیٹے کو ماں کے قتل کے بدلے میں بطور قصاص قتل کیا جائے گا۔ اسی طرح نانا نانی اور دادی وغیرہ کو پوتے یا نواسے کے قتل کے عوض قتل کیا جائے گا اور پوتے یا نواسے کو ان کے قتل کے بدلے میں بطور قصاص قتل کیا جائے گا۔ نیز دوسرے اعزّہ مثلاً بھائی، چچا، خالو اور ماموں وغیرہ کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔ یعنی اگر وہ ایک دوسرے کو قتل کریں تو ان سب سے قصاص لیا جائے گا۔ اس لیے کہ قصاص کی ادلّہ کے عمومی پہلو ان پر بھی منطبق ہوتے ہیں لیکن جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے، باپ اور دادا کے بارے میں حکم صرف ایک ایسی صورت ہے جو دلیل کے ساتھ حکم قصاص سے خارج ہے۔ [1]

قانون ۹

اگر دو بیٹوں میں سے ایک نے باپ کو قتل کیا اور دوسرے نے ماں کو قتل کیا تو وہ دونوں ایک دوسرے کو قصاص میں قتل کر سکتے ہیں۔ اگر یہ طے نہ ہو سکے کہ کون کس کو پہلے قتل کرے تو حاکم شرع قرعہ اندازی کرے گا۔ چنانچہ جس کا نام

---

[1] فقہاء عامہ میں سے شافعی وغیرہ کا قول ہے کہ ماں باپ اور ان سے اوپر مادری، پدری اجداد کو فرزند کے عوض قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا۔
(کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

نکل آئے گا وہ قتل کرنے میں پہل کرے گا اور پھر مقتول کے ورثا قصاص میں اسے بھی قتل کردیں گے۔

چہارم: قاتل عقلِ سلیم رکھتا ہو۔

قانون ۱۰

اگر کوئی دیوانہ کسی عاقل یا دیوانے کو قتل کردے تو اسے قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اس کے سرپرستوں سے خون بہا وصول کیا جائے گا۔ چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب دیات میں محمد بن الحسن کی سند سے محمد بن مسلم نے روایت کی ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

جب کوئی دیوانہ عمداً یا سہواً کسی جرم کا مرتکب ہوتا تو امیرالمومنین علیؑ اس کی دیت اس کے سرپرستوں پر ڈال دیتے تھے۔

قانون ۱۱

اگر ایک شخص بقائم ہوش وحواس کسی کو قتل کردے اور بعد میں دیوانہ ہوجائے تو اسے مقتول کے قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات وقصاص میں یزید بن معاویہ العجلی نے محمد بن حسن کی سند سے روایت بیان کی ہے کہ امام محمد باقرؑ سے سوال کیا گیا کہ اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے کہ جس نے بقائم ہوش وحواس قتل کے جرم کا ارتکاب کیا اور قبل اس کے کہ شہادت وگواہی کے ذریعے اس کا جرم ثابت ہو اور اس کو سزا دی جائے وہ پاگل ہوگیا اور اس کی عقل جاتی رہی لیکن بعد میں چند اشخاص کی شہادت سے

یہ بات ثابت ہو گئی کہ اس نے بقائم ہوش و حواس قتل کے جرم کا ارتکاب کیا تھا۔ ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے ؟

امامؑ نے فرمایا: اگر یہ ثابت ہو جائے کہ قتل کرتے وقت اس کی عقل میں کوئی نقص نہ تھا تو اس سے قصاص لیا جائے گا لیکن اگر اس کے پاس مال ہو اور مقتول کے ورثاء اس بات پر راضی ہو جائیں تو اس کے مال سے خون بہا لیا جائے گا اور اگر اس کے پاس مال نہیں ہے تو پھر مقتول کا خون بہا بیت المال سے ادا کیا جائے گا تاکہ مسلمان کا خون ضائع نہ ہو۔

قانون ۱۲

اگر کوئی عاقل شخص کسی دیوانے کو قتل کر دے تو اسے قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے دیت ادا کرنی ہوگی لیکن اگر کوئی دیوانہ شخص کسی عاقل شخص کو قتل کرنے کے لیے اس پر حملہ کرے اور دیوانے کو قتل کرنے کے علاوہ دفاع ممکن نہ ہو تو اس صورت میں دیوانے کا خون مباح ہے۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات و قصاص میں ابوبصیر سے روایت ہے کہ اس نے امام محمد باقرؑ سے سوال کیا کہ جو شخص کسی دیوانے کو قتل کر دے اس کے بارے میں کیا حکم ہے ؟

امامؑ نے فرمایا: اگر دیوانے نے اس شخص پر حملہ کیا ہو اور وہ شخص اپنے آپ کو دیوانے سے بچانے کی کوشش کر رہا ہو اور اس دوران اس کے ہاتھوں وہ دیوانہ قتل ہو جائے تو اس شخص پر

دیت و قصاص لازم نہیں ہوگا لیکن اس مقتول دیوانے کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی لیکن اگر کوئی عاقل شخص بغیر کسی وجہ کے جان بوجھ کر کسی دیوانے کو قتل کردے تو دیوانے کے بدلے میں اسے قتل نہیں کیا جائے گا لیکن قاتل پر واجب ہوگا کہ اپنے مال سے مقتول کے ورثار کو اس کا خون بہا ادا کرے۔ نیز خداوند عالم کی بارگاہ میں توبہ کرے اور اپنے گناہ کی معافی مانگے۔

قانون ۱۳

اگر کوئی نابالغ بچہ کسی بالغ شخص یا نابالغ کو قتل کردے تو اسے مقتول کے عوض قتل نہیں کیا جائے گا لیکن اس کے عاقلہ سے مقتول کا خون بہا وصول کیا جائے گا۔ چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب دیات کے آخر میں شیخ صدوق کی اسناد سے روایت ہے کہ امیرالمومنین علیؑ نے فرمایا:

اگر کوئی نابالغ کسی دوسرے شخص کو عمداً قتل یا زخمی کردے تو یہ خطا کے حکم میں ہے۔ اس کے جرم کا تاوان اس کے عاقلہ کے ذمہ ہوگا۔

قانون ۱۴

اگر کوئی نابالغ شخص کسی نابالغ کو عمداً قتل کردے تو اس بارے میں دو قول ہیں۔ اکثر علمار کا قول یہ ہے کہ اسے مقتول کے بدلے میں قتل کردیا جائیگا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ "النفس بالنفس" یعنی نفس کے بدلے نفس کو قتل کیا

جاتا ہے لیکن بعض علماء کا قول یہ ہے کہ اسے قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اس سے خون بہا لیا جائے گا۔

قانون ۱۵

اگر کوئی شخص مستی کی حالت میں جبکہ اس کی عقل زائل ہو چکی ہو۔ اگر کسی شخص کو قتل کر دے تو اگر وہ مستی کی حالت میں نہ ہوتا تو اس سے قصاص لیا جاتا۔ اکثر علماء نے فرمایا ہے کہ اس سے قصاص لیا جا سکتا ہے اور بعض کا قول ہے کہ اس سے دیت لی جائے گی۔ اگر نیند کی حالت میں کوئی شخص کسی کو قتل کر دے تو اس پر قصاص نہیں ہے لیکن اس سے دیت لی جائے گی۔ اس کی تفصیل دیت کے احکام میں بیان کی جائے گی۔

قانون ۱۶

اگر کوئی اندھا آدمی کسی کو عمداً قتل کر دے تو بزرگ علماء کے مابین اس کی سزا کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ تاہم متاخرین میں قول مشہور یہ ہے کہ جرم و سزا کے مسئلے میں نابینا کے عمد و خطاء کے بارے میں وہی حکم ہے جو بینا افراد کے قتل خطا کے برابر ہے۔ چنانچہ بعض روایات میں آیا ہے کہ اندھے پر واجب دیت کو اس کے عاقلہ تین سال کی مدت میں ادا کریں گے۔ اگر عاقلہ نہ ہوں تو دیت خود اس کے مال سے ادا کی جائے گی اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو پھر دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔

پنجم: مقتول کا خون شرعی نقطۂ نظر سے محترم ہو اور اس کا قتل واجب

یا مباح نہ ہو۔ چنانچہ ایک ایسے شخص کو جس کا خون مسلمانوں پر مباح ہے، ایک مسلمان قتل کر دیتا ہے تو قاتل پر قصاص واجب نہیں ہے۔

قانون ۱۷

اگر کوئی مسلمان حاکم شرع کی اجازت کے بغیر کسی مرتد کو قتل کر دے تو وہ اجازت حاصل نہ کر کے گناہ کا مرتکب ہوا ہے لیکن اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا کیونکہ مقتول کا خون شریعت نے تمام مسلمانوں کے لیے مباح قرار کر رکھا ہے۔ اس مسئلے کو حصہ اول میں مرتد کے احکام کے ذیل میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے۔

قانون ۱۸

اگر کوئی شخص کسی ایسے گناہ کا مرتکب ہوا ہو جس کی سزا موت ہو۔ مثلاً زنا کی چند صورتیں یا لواطت وغیرہ اور اس کا گناہ حاکم شرع کے سامنے ثابت بھی ہو چکا ہو تو اگر کوئی شخص حاکم شرع کی اجازت کے بغیر اسے قتل کر دے تو وہ معصیت کا مرتکب ہوا ہے۔ اس پر دیت اور قصاص نہیں ہوگا۔ کیونکہ فی الجملہ اس کا خون مباح تھا۔ اگرچہ کہ اس کے قتل کے لیے حاکم شرع کا اذن ضروری تھا۔ اسی طرح قتل کا طریق بدل جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مثلاً کسی کو سنگسار کیا جانا تھا اور کسی نے اسے تلوار یا تیر وغیرہ سے قتل کر دیا۔ یا اس کے برعکس وقوع پذیر ہو گیا۔ چونکہ شریعت کا مقصد اسے قتل کرنا تھا اور وہ ان تمام صورتوں میں حاصل ہو جاتا ہے۔

قانون ۱۹

ایسے مواقع پر جہاں قصاص کے طور پر قتل کرنے کا حق صرف مقتول کے ولی کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اگر وہ چاہے تو اس شخص کو قصاص میں قتل کرے یا اس سے خون بہا اور دیت لینے پر راضی ہو جائے۔ کیونکہ شریعت نے صرف پہلے مقتول کے ولی کو قاتل کو قتل کرنے کا حق دیا ہے اور اس کے علاوہ کسی اور کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔

قانون ۲۰

اگر ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کو زخمی کیا۔ پھر قصاص کے طور پر دوسرے شخص نے پہلے شخص کو زخم لگایا اور دوسرا شخص اس زخم کی وجہ سے مرگیا تو اس سے قصاص اور دیت نہیں لی جائے گی۔ مثلاً ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کا ہاتھ قطع کردیا۔ پھر اس دوسرے شخص نے قصاص میں پہلے کا ہاتھ قطع کیا۔ ہاتھ قطع کرنے کے نتیجے میں اتنا خون بہہ گیا کہ وہ مرگیا تو اس صورت میں قصاص لینے والے کو اس کے عوض قتل نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص شراب یا زنا کی حد کے اجرا کے دوران مرجائے تو جس شخص نے حاکم شرع کے حکم سے حد جاری کی ہے اسے قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس سے دیت وصول کی جائے گی۔

چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب قصاص میں محمد بن الحسن کی سند سے حلبی نے روایت بیان کی ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

اگر کوئی شخص قصاص لیے جانے یا حد جاری ہونے کی سے مرجائے

تو قصاص لینے والے یا حد جاری کرنے والے پر اس کا قصاص یا خون بہا واجب نہیں ہے۔

اسی کتاب میں محمد بن مسلم نے امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا:

امام یا حاکم شرع کی اجازت سے قصاص لیتے ہوئے یا حد جاری کرتے ہوئے اگر کسی شخص سے کوئی آدمی مر جائے تو اس پر خون بہا ادا کرنا لازم نہیں ہوگا۔ نیز اس بات سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ قصاص لے رہا تھا یا زخم و جراحت کا قصاص تھا۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات کے آخر میں سکونی نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

ہر وہ شخص جو قصاص کے دوران مر جائے وہ کشتۂ قرآن ہے۔[1]

---

[1] فقہاء عامہ میں سے ابوحنیفہ کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے ہاتھ قطع کر دے اور دوسرا شخص قصاص میں پہلے شخص کا ہاتھ قطع کر دے۔ پھر اس کے ہاتھ کا زخم تو اچھا ہو جائے لیکن پہلے کا زخم اچھا نہ ہو اور وہ مر جائے تو دوسرا اس کا خون بہا دینے کا ذمہ دار ہوگا۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

چوتھا باب

دعویٰ کی شرائط

قتل کا دعویٰ ثابت کرنے کے لیے اس باب میں ۲۹ قوانین بیان کیے گئے ہیں:

قانون ۱

یہ امر لازم ہے کہ مدعی دعویٰ کے وقت بالغ، عاقل اور رشید ہو۔ اگرچہ کہ وقوع جرم کے وقت وہ نابالغ، دیوانہ یا ناسمجھ ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ متواتر سماعی شہادتوں سے جرم ثابت ہو جاتا ہے۔

قانون ۲

مدعی کے لیے لازم ہے کہ وہ ایک ایسے شخص کے خلاف دعویٰ کرے جس سے اس جرم کا سرزد ہونا ممکن ہو۔ چنانچہ اگر وہ ایک ایسے شخص کے خلاف دعویٰ

کرے گا جس کے بارے میں یہ علم ہو کہ جہاں قتل ہوا ہے' وہ اس وقت وہاں موجود نہیں تھا تو اس کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا اور اس کی شنوائی نہیں ہو گی۔ کیونکہ اس کا جھوٹ اور غلط بیانی آشکارا ہے۔ اسی طرح اگر وہ یہ دعویٰ کرے کہ ایک اجتماع کثیر نے کسی کو قتل کیا ہے۔ مثلاً یہ کہے کہ پورے شہر نے جمع ہو کر قتل کیا ہے۔ جبکہ اتنے کثیر افراد کا اجتماع وہاں ممکن نہ ہو تو اس صورت میں بھی اس کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ اس دعوے سے پھر جائے اور مثلاً یوں کہے کہ دس آدمیوں نے مل کر قتل کیا ہے تو اس کا یہ دعویٰ قابل سماعت ہو گا۔ اس لیے کہ اس پر صحت دعویٰ کی دلیلوں کا اطلاق ہو جائے گا۔

قانون ۳

اگر مدعی یہ دعویٰ کرے کہ ان دو آدمیوں میں سے ایک نے میرے باپ کو قتل کیا ہے تو اکثر علماء کا قول ہے کہ اس کا دعویٰ قابل قبول ہو گا اور ان دونوں سے قسم لی جا سکتی ہے لیکن اگر گواہان بھی یہی گواہی دیں تو پھر اس کے دعویٰ کو قبول کر لیا جائے گا۔ اگر وہ اپنے دعوے کو بدل کر یہ جرم صرف ایک سے مخصوص کر دے تو قسامہ[1] کی شکل پیدا ہو جائے گی۔

قانون ۴

اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ کسی نے اس کے ایک عزیز کو چند آدمیوں

[1] جب مقتول کے ورثار کسی پر قتل کا الزام لگائیں لیکن ان کے پاس کوئی گواہ موجود نہ ہو تو مقتول کے ورثار سے ایک قسم لی جاتی ہے۔ اس قسم کو قسامہ کہا جاتا ہے۔

کی مدد سے قتل کردیا ہے اور اسے ان کی تعداد بھی معلوم نہ ہو تو ان کا اجتماع مکمل ہونے کی صورت میں اس کا دعویٰ قابل قبول اور لائق سماعت ہو گا لیکن اس طرح قصاص اور دیت کا تعین نہ ہو سکے گا کیونکہ جرم میں کسی ایک مدعا علیہ کے حصے کا تعین نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ مشہور قول یہ ہے کہ اس خون کی حفاظت کے لیے فریقین کو باہم مصالحت کر لینی چاہیے۔

قانون ۵

اگر مدعی وقوع قتل کا دعویٰ کرے اور یہ نہ بتائے کہ قتل عمد تھا یا نہیں تو مشہور قول یہ ہے کہ خود قاضی اس کو تلقین نہ کرے بلکہ اس سے تفصیل طلب کرے، مثلاً یہ پوچھے کہ قتل عمد سے ہوا ہے یا خطا سے؟ اگر اس پر مدعی کی بات کا اجمال کھل جائے تو پھر یہ دعویٰ قابل قبول ہو گا اور اگر اجمال باقی رہ جائے تو اس کے بارے میں علماء میں اختلاف ہے لیکن مشہور یہ ہے کہ ایسا دعویٰ قبول کر لیا جائے گا۔

قانون ۶

اگر کوئی مدعی قتل عمد کا دعویٰ کرے اور پھر وضاحت کرتے ہوئے اسے قتل خطا قرار دے یا قتل خطا کا دعوےٰ کرے اور وضاحت کرتے ہوئے اسے قتل عمد قرار دے تو یہ دعویٰ وقوع قتل میں درست اور کیفیت قتل میں غلط قرار پائے گا۔ کیونکہ بہت سے لوگ قتل عمد اور قتل خطا کے معانی نہیں جانتے اور پھر اس پر توجہ نہیں دیتے۔

قانون ۷

یہ ضروری ہے کہ دعویٰ تناقض پر مشتمل نہ ہو۔ مثلاً پہلے مدعی کہے کہ تنہا زید نے میرے باپ کو قتل کیا ہے اور پھر دعویٰ کرے کہ تنہا عمر نے قتل کیا ہے یا یوں کہے کہ دونوں نے مل کر قتل کیا ہے۔ اس صورت میں علماء کے مابین مشہور قول یہ ہے کہ ایسا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا۔ اس لیے کہ مدعی خود اپنی بات کی تکذیب کر رہا ہے۔

قانون ۸

قتل و قصاص کا دعویٰ تین چیزوں سے ثابت ہوتا ہے۔ ان میں سے پہلی چیز اقرار ہے۔ اکثر علماء کا قول ہے کہ قتل کے مسئلے میں ایک مرتبہ اقرار کرنا کافی ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ اپنی ذات کے بارے میں عقلاء کا اقرار جائز ہے۔ لیکن بعض کا قول یہ ہے کہ اقرار دو مرتبہ ہونا چاہیے لیکن مشہور علماء نے اس قول کو ضعیف قرار دیا ہے۔

قانون ۹

اقرار کرنے والے کے لیے بالغ، عاقل، خود مختار اور آزاد ہونا شرط ہے۔ چنانچہ نابالغ، مجنوں، مجبور اور غلام کا اقرار قابل قبول نہیں ہے لیکن اگر غلام کا آقا اس کے اقرار کی تصدیق کرے تو اس کا اقرار بھی قابل قبول ہے بعض مشہور علماء کے قول کے مطابق بیوقوف اور مفلس کا اقرار موجب قصاص ہو تو صحیح

ہے لیکن اگر یہ اقرار دیت کا موجب ہو تو صحیح نہیں ہے۔

قانون ۱۰

اگر دو آدمی اس طرح سے اقرار کریں کہ ایک کہے کہ میں نے عمداً قتل کیا اور دوسرا کہے کہ مجھ سے خطا ہوئی ہے تو اس صورت میں مقتول کے ولی کو اختیار حاصل ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے قول کی تصدیق کرے اور ان میں سے جس کے قول کی تصدیق ہو جائے اسے مقتول کے بدلے میں قتل کر دے۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات وقصاص میں حسن بن صالح سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ سے ایک ایسے مقتول کے بارے میں سوال کیا گیا جس کے دو قاتلوں میں سے ایک کہتا تھا کہ مجھ سے خطا ہوئی ہے

> امام نے فرمایا: مقتول کے ولی کو اختیار حاصل ہے کہ وہ ان دونوں میں سے جس کے قول کو چاہے قبول کرے۔ اگر وہ قتل عمد کا اقرار کرنے والے کے قول کو قبول کرتا ہے تو پھر اس کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ دوسرے کے قول کو بھی قبول کرے اور اس پر بھی حد جاری کرے۔ اسی طرح اگر وہ قتل خطا کا اقرار کرنے والے کے قول کو قبول کرتا ہے تو پھر اسے دوسرے کے قول کو قبول کرنے اور اس پر حد جاری کرنے کا حق نہیں ہوگا۔

قانون ۱۱

اگر ایک شخص اقرار کرے کہ میں نے جان بوجھ کر فلاں شخص کو قتل کیا ہے

اسی وقت وہاں پر ایک اور شخص کہے کہ اس شخص نے اسے قتل نہیں کیا بلکہ اقرار کرے کہ میں نے اسے قتل کیا ہے اور پہلا شخص بھی اپنے اقرار پر قائم رہے تو اس صورت میں علماء نے فرمایا ہے کہ قصاص و خون بہا دونوں پر سے ساقط ہے اور اس مقتول کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔ اس مسئلے میں اس روایت سے استدلال قائم کیا گیا ہے جس کے مطابق امیرالمومنین علیؑ نے ایک ایسا ہی مسئلہ امام حسنؑ کی جانب لوٹا دیا تھا اور انہوں نے فیصلہ فرما دیا تھا کہ دونوں پر سے قصاص ساقط ہے اور دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔ چنانچہ فروع کافی میں بطور مرسل یہ روایت علی بن ابراہیم سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کی ہے۔

آپ نے فرمایا:

امیرالمومنین علیؑ کے سامنے ایک شخص کو پیش کیا گیا۔ اسے ایک خرابے سے گرفتار کیا گیا تھا۔ اس وقت اس کے ہاتھ میں خون آلود چھری تھی۔ امیرالمومنینؑ نے اس شخص سے پوچھا کہ تم اس قتل کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا کہ یا امیرالمومنینؑ! میں نے ہی اس شخص کو قتل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کو لیجا کر قتل کر دو۔ جب اس کو قتل کرنے لے جا رہے تھے تو ایک دوسرا شخص جلدی سے آیا اور بولا کہ اسے قتل نہ کرو بلکہ امیرالمومنینؑ کے پاس واپس لے چلو۔ چنانچہ اسے امیرالمومنینؑ کی خدمت میں لایا گیا۔ اس دوسرے شخص نے جو عجلت میں آیا تھا، امیرالمومنینؑ سے عرض کیا کہ

یا امیرالمومنینؑ! اس شخص نے قتل نہیں کیا بلکہ خرابے میں جو مقتول پڑا ہے اس کو میں نے قتل کیا ہے۔ امیرالمومنینؑ نے پہلے شخص سے پوچھا کہ اگر تم نے قتل نہیں کیا تھا تو اقرار قتل کیوں کیا؟ اس نے کہا کہ یا امیرالمومنینؑ! میں نے ایک بکرے کو اس چھری سے ذبح کیا تھا اور اس چھری کو لیے ہوئے پیشاب کرنے کے لیے اس خرابے میں آیا تھا کہ ان لوگوں نے مجھے گرفتار کر لیا۔ میں نے اس خوف سے اقرار کر لیا کہ اگر میں اقرار نہ کروں گا تو یہ لوگ مجھے شکنجہ میں کس کر بہت زدوکوب کرینگے۔

امیرالمومنینؑ نے فرمایا: دونوں آدمیوں کو امام حسنؑ کے پاس لے جاؤ اور تمام واقعہ بیان کرکے ان سے ان کے لیے سزا کا حکم حاصل کرو۔ جب وہ لوگ امام حسنؑ کے پاس گئے اور سارا قصہ سنایا تو آپ نے فرمایا: ان کو امیرالمومنینؑ کے پاس لے جاکر کہو کہ قرآن میں خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایک آدمی کو زندہ کرتا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے تمام انسانوں کو زندہ کیا ہو۔ چنانچہ اس فرمان الٰہی کی روشنی میں چونکہ دوسرے شخص نے پہلے شخص کو زندہ کیا ہے اس لیے ان دونوں میں سے کسی پر قصاص نہیں ہے۔ وہ آزاد ہیں اور مقتول کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔

بعض علماء نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیکر دوسرا قول اختیار کیا اور کہا ہے کہ مقتول کا ولی ان دونوں میں سے ہر ایک کے قول کی تصدیق اور قتل

میں اختیار رکھتا ہے۔ شہید ثانیؒ نے شرح لمعہ میں بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

قانون ۱۲

قتل اور قصاص کو ثابت کرنے والی دوسری چیز گواہی ہے۔

قانون ۱۳

جب دو عادل، عاقل اور صاحب اختیار مرد گواہی دیں کہ فلاں آدمی نے کسی شخص کو قتل کیا ہے تو قتل کا جرم ثابت ہو جاتا ہے۔ چنانچہ فروع کافی، کتاب دیت و قصاص میں متواتر اسناد کے ساتھ رسول اکرمؐ سے ایک روایت ہے کہ خیبر میں ایک انصاری گم ہو گیا۔ بعدازاں وہ مقتول پایا گیا۔ انصار نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! فلاں یہودی نے ہمارے اس ساتھی کو قتل کیا ہے۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا: اپنے آدمیوں کے علاوہ دو عاقل مرد بطور گواہ کے پیش کرو تو اسے قصاص کے طور پر قتل کر سکتے ہو۔ بعض علماء کا قول ہے کہ قتل خطا " دیت اور خون بہا ثابت کرنے کے لیے ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کافی ہے۔

قانون ۱۴

ایک مرد کی گواہی اور اس کے قسم کھانے سے قصاص ثابت نہیں ہوتا لیکن اس سے وہ جرائم ثابت ہو جاتے ہیں جن میں خون بہا اور دیت واجب ہوئی ہے۔ مثلاً قتل خطا اور وہ زخم جن میں قصاص نہیں ہوتا جیسے

ہڈی کا ٹوٹنا، سر کی ہڈی کا ٹوٹنا، ہڈی کی جگہ یا شکل کا بدل جانا یا پیٹ میں لگا ہوا کوئی کاری زخم وغیرہ۔

قانون ۱۵

گواہوں کے بیانات کا وقت، مقام اور آلۂ قتل کے لحاظ سے یکساں ہونا اور ہر قسم کے شک اور احتمال سے پاک ہونا شرط ہے۔ مثلاً وہ یہ کہیں کہ ہم نے دیکھا کہ زید نے فلاں وقت اور فلاں مقام پر عمر کو تلوار سے مارا اور وہ مر گیا یا اسے قتل کیا یا اس کا خون جاری ہو گیا اور اسی حال میں وہ مر گیا۔ چنانچہ اگر گواہوں کے بیانات، وقت، مکان اور آلۂ قتل کے لحاظ سے مختلف ہوں تو قصاص ثابت نہیں ہوگا۔ مثلاً ایک کہے کہ قاتل نے مقتول کو بدھ کے روز شہر کے باہر تیر مارا اور وہ مر گیا۔ دوسرا کہے کہ قاتل نے پیر کے روز مقتول کو شہر میں یا سڑک پر تلوار سے قتل کیا۔ اسی طرح اگر قتل کے واقعات میں شک اور گمان ہو تو قصاص ثابت نہیں ہوتا۔ مثلاً گواہ یہ کہیں کہ ہم نے اسے ایک شخص کو زخمی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اگرچہ زخم کا لگنا یقینی طور پر قتل کا موجب نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر گواہ یہ کہیں کہ ہم نے دیکھا کہ اس کے مارنے سے زید کا سر پھٹ گیا اور خون بہنے لگا تو اس صورت میں قتل ثابت نہیں ہوگا بلکہ اس سے واضح طور پر زخم اور خون بہنے کی دیت ثابت ہوگی۔

قانون ۱۶

قتل و قصاص کو ثابت کرنے والی تیسری چیز

قانون ۱۷

گواہوں کی عدم موجودگی میں مقتول کے خون کے مدعی اس کا قتل ثابت کرنے کے لیے جو قسمیں کھاتے ہیں ان کو قسامہ کہا جاتا ہے۔ عمداً کیے ہوتے جرم اور قتل کو ثابت کرنے کے لیے پچاس مرتبہ لفظ جلالہ (اللہ) کے ساتھ قسم کھائی جاتی ہے لیکن جرم و قتل خطا کے لیے قسم کی تعداد میں علمار کے درمیان اختلاف ہے[2] بعض علمار نے فرمایا ہے کہ پچیس قسمیں کھائی جائیں گی اور بعض نے کہا ہے کہ اس میں بھی پچاس قسمیں کھائی جائیں گی اور یہی قول احتیاط کے موافق ہے۔

قانون ۱۸

قسم کے ثبوت کے لیے قرینہ موجود ہونا شرط ہے تاکہ کہا جاسکے کہ مدعی سچ کہتا ہے۔ مثلاً مدعی کسی ایسے شخص کے خلاف دعویٰ کرے جس کے ہتھیار

---

[1] فقہار عامہ میں سے شافعی کے جدید فتوے کے مطابق اور ابو حنیفہ کا کہنا ہے کہ قسامہ سے قاتل کے مال سے صرف خون بہا کا دیا جانا ثابت ہوتا ہے۔ قصاص ثابت نہیں ہوتا۔

[2] شافعی کا قول ہے کہ قتل کی صورت میں قسموں کی تعداد پچاس ہوگی اور اس مسئلے میں قتل خطار، عمد یا شبہ عمد میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

خون آلود ہوں یا مدعی کو مقتول کسی کے گھر پر ملے یا کسی ایسی گلی کوچہ میں ملے جہاں عام لوگوں کی آمد و رفت نہ ہو یا کسی ایسے گاؤں میں ملے جہاں اجنبی افراد کی آمد و رفت نہ ہو یا دو گاؤں کے درمیان میں جہاں ان گاؤں کے مکینوں کے علاوہ دیگر افراد نہ آتے جاتے ہوں۔ اگر مقتول ان گاؤں میں سے کسی ایک کے قریب ہو تو قرینہ اسی سے مخصوص ہوگا یا مدعی کے دعویٰ کی تائید میں ایک عادل گواہ یا فاسقوں کی ایک جماعت گواہی دے کہ ان کی گواہی سے مدعی کے دعویٰ کی سچائی کا گمان حاصل ہو جائے۔

قانون ۱۹

مندرجہ بالا شرائط کے علاوہ قرینے کی درستی کے لیے یہ شرط بھی ہے کہ مدعا علیہ اور مقتول کے درمیان کسی قسم کی مخالفت یا دشمنی موجود ہو[۲] چنانچہ فروع کافی کتاب دیات و قصاص میں ابو بصیر سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے قسامہ کی کیفیت اور تمیز کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

---

[۱] فقہاء عامہ میں سے شافعی، احمد بن حنبل اور مالک قسم کھانے کے لیے قرینہ کی موجودگی ضروری سمجھتے ہیں لیکن ابو حنیفہ اس کو ضروری نہیں سمجھتے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

[۲] فقہائے عامہ میں سے مالک کا قول ہے کہ لوث یا قرینہ دو طرح سے ثابت ہوتا ہے۔ اول: شاہد عادل موجود ہو۔ دوم: مقتول مرتے وقت بیان دے جائے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)۔

قسامہ کی ابتدا خود پیغمبر اکرمؐ کے زمانے سے ہوئی۔ فتح خیبر کے وقت ایک انصاری پیچھے رہ گیا تھا۔ انصار کی ایک جماعت اسے تلاش کرنے نکلی تو انہوں نے اسے خاک و خون میں غلطاں اور مقتول پایا۔ انہوں نے پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یہودیوں نے ہمارے ایک ساتھی کو قتل کر دیا ہے۔

رسول اکرمؐ نے فرمایا: تم میں سے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ اس کو یہودیوں نے قتل کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب ہم نے دیکھا نہیں تو پھر ہم کس طرح قسم کھائیں؟ آپ نے فرمایا: پھر یہودی قسم کھائیں کہ ہم نے اس کو قتل نہیں کیا۔ انصار نے کہا کہ یا رسول اللہؐ! ہم میں سے کوئی بھی ان کی قسم کا اعتبار نہیں کرے گا۔ تب آنحضرتؐ نے فرمایا: اگر تم قسامہ کے لیے تیار نہیں ہو تو میں اس کا خون بہا بیت المال سے ادا کروں گا۔

راوی کہتا ہے کہ اس نے امامؑ سے اس حکم کی کیفیت کے بارے میں پھر سوال کیا تو امامؑ نے فرمایا:

خداوند عالم نے خون انسان کے بارے میں جیسا حکم صادر فرمایا ہے ویسا حکم اس کے مال کے بارے میں صادر نہیں فرمایا کیونکہ خداوند عالم نے انسانی خون کو انسان کے مال کے مقابلے میں محترم قرار دیا ہے اور اس کے لیے سخت احکام صادر فرمائے ہیں۔

امامؑ نے مزید فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی پر دس ہزار درہم یا اس سے کم کا دعویٰ کرے تو اس پر قسم کھانا ضروری نہیں ہے مگر

مدعا علیہ پر قسم کھانا لازم ہو جاتا ہے لیکن اگر ایک آدمی کسی جماعت پر خون کا دعویٰ کرے اور کہے کہ انہوں نے ہمارے فلاں آدمی کو قتل کیا ہے تو مدعا علیہ سے قبل مدعی پر قسم کھانا لازم ہے۔ مدعی کو چاہیے کہ وہ پچاس آدمی لے کر حاضر ہو تاکہ وہ قسم کھائیں کہ یقیناً فلاں شخص نے ہمارے فلاں آدمی کو قتل کیا ہے۔ ان لوگوں کے قسم کھانے کے بعد مجرم ان کی تحویل میں دے دیا جائے گا اور پھر انہیں اختیار ہوگا کہ وہ اسے معاف کر دیں یا قتل کر دیں یا اس سے خون بہا وصول کر لیں۔ اگر دعویٰ کرنے والے قسم نہ کھائیں تو مدعا علیہ پر لازم ہوگا کہ ان میں سے پچاس افراد قسم کھائیں کہ ہم نے اسے قتل نہیں کیا اور ہم اس قتل و جرم کی بابت کوئی خبر نہیں رکھتے۔ چنانچہ اگر وہ قسم کھا کر قتل سے اپنی بے خبری ظاہر کریں اور پھر مقتول کی لاش اس گاؤں میں پائی جائے تو اس کا خون بہا اسی گاؤں کے لوگ ادا کریں گے لیکن اگر اس کی لاش بیابان میں پڑی ملے تو گاؤں والوں پر کوئی شبہ نہ ہوگا اور مقتول کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔

امام جعفر صادقؑ نے مزید فرمایا:

امیر المومنینؑ کا ارشاد ہے کہ کسی مسلمان کا خون بے کار اور ضائع نہیں جائے گا۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات و قصاص میں حلبی سے روایت ہے کہ

اس نے امام جعفر صادقؑ سے قسم کے بارے میں وضاحت چاہی تو حضرت نے فرمایا:

قسامہ ایک حق ہے اور ہمارے نزدیک واجب ہے۔ اگر قسم کھانا واجب نہ ہوتا تو ایک آدمی دوسرے کو قتل کر دیتا اور اس کے خلاف کچھ بھی ثابت نہ ہو سکتا۔ پس اس طرح قسم کھانے میں انسانوں کے لیے عافیت ہے اور اس سے ان کی جان و مال کی حفاظت ہوتی ہے۔

قانون نمبر ۲

اگر کسی مقتول کی لاش جنگل میں یا ایسے مقام پر کہ جہاں لوگوں کا ہجوم ہو یا کسی بڑے اجتماع میں یا کسی ایسے راستے یا ایسی گلی میں جہاں سے لوگ آتے جاتے نہ ہوں یا کسی پل پر پڑی ہوئی ملے تو اس کا قصاص کسی پر ثابت نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس کے لیے کوئی قرینہ موجود نہیں ہے۔ تاہم اس کا خونبہا بیت المال سے ادا کیا جائے گا۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات و قصاص میں مسمع نے امام جعفر صادقؑ سے روایت نقل کی ہے کہ امیر المومنین علیؑ کا فرمان ہے کہ اگر کوئی شخص جمعہ کے روز یا عرفہ کے روز لوگوں کے ہجوم میں گھٹ کر مر جائے یا کسی کی لاش باغ میں یا پل پر پڑی ہوئی ملے اور اس کے قاتل کا پتہ نہ چل سکے تو اس کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔[1]

---

[1] فقہائے عامہ میں سے شافعی کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص طواف یا نماز میں ←

قانون ۲۱

اگر مدعی اپنے پچاس رشتہ داروں کو لیکر آئے اور وہ قسمیں کھائیں اور خود مدعی بھی قسم کھائے کہ فلاں شخص نے ہمارے فلاں آدمی کو قتل کیا ہے تو قصاص ثابت ہو جاتا ہے۔ اگر اس کے رشتہ داروں کی تعداد پچاس سے زیادہ ہو تو پھر بھی پچاس پر ہی اکتفا کریں گے اور مدعی بھی ان پچاس میں سے ایک ہو گا اور اور اس صورت میں مقتول کے ولی کو اختیار حاصل ہو گا کہ وہ ان میں سے جس کو چاہے قسم کھانے کے لیے کہے۔ اگر قسم کھانے والے پچاس سے کم ہوں یا ان میں سے بعض قسم کھانے سے احتراز کریں تو باقی افراد ایک سے زیادہ مرتبہ قسمیں کھائیں گے تاکہ پچاس قسمیں پوری کی جاسکیں لیکن اگر مقتول کے رشتہ دار قسم کھانے کے لیے نہ آئیں یا اس کے رشتہ دار ہی نہ ہوں تو خود مدعی پچاس مرتبہ قسم کھائے گا۔

قانون ۲۲

اگر خود مدعی قسم کھانے سے گریز کرے اور مدعا علیہ اور اس کے رشتہ دار پچاس قسم کھالیں تو دعویٰ ساقط ہو جائے گا۔ لیکن اگر مدعا علیہ کے رشتہ دار نہ ہوں یا اگر ہوں اور قسم نہ کھائیں اور وہ خود بھی قسم نہ کھائے تو اس پر قصاص ثابت ہو جائے گا۔

میں یا پل پر لوگوں کے ہجوم میں پھنس کر مر جائے اس کے قاتل کو تلاش کرنے کے لیے قرینہ مل سکتا ہے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

قانون ۲۳

اگر مدعی کے شکوک اور قرینہ موجود ہو تو اعضا کی چوٹ اور زخم کے لیے بھی قسم کھائی جا سکتی ہے[1] لیکن قسموں کی تعداد میں علماء کے مابین اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ عضو کی دیت کے لحاظ سے قسموں کی تعداد کا تعین کرنا چاہیے۔ یعنی اگر اس عضو کی دیت انسانی نفس کی دیت کے برابر ہے تو قسموں کی تعداد پچیس ہوگی ـــــ تاہم ظریف بن ناصح کی روایت کی بنا پر بعض علماء کا قول ہے کہ جس عضو کے لیے دیت پوری ہے اس کے لیے چھ قسمیں ہوں گی اور جس حساب سے دیت کم ہوگی اسی حساب سے قسموں کی تعداد کم ہوتی چلی جائے گی لیکن قول مشہور احتیاط کے موافق ہے۔

قانون ۲۴

اگر کوئی شخص دو آدمیوں پر دعوی کرے اور ان میں سے ایک کے لیے قرینہ موجود ہو تو مدعی کو پچاس قسمیں کھانی چاہئیں۔ اس طرح مدعی کا دعوے اس آدمی کے بارے میں ثابت ہو جائے گا جس کے لیے قرینہ موجود ہے۔ اگر مدعی چاہے تو اس سے قصاص لے سکتا ہے لیکن اس صورت میں ضروری ہے کہ اسے

---

[1] فقہاء عامہ کا قول ہے کہ اعضا کے زخم میں قسامہ نہیں ہے لیکن شافعی کا کہنا ہے کہ اگر کوئی عضو کی چوٹ کا دعوی کرے اور اس عضو کی دیت کامل ہے تو اس صورت میں مدعا علیہ کو قسم کھانی چاہیے۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

نصف خون بہا ادا کرے۔

قانون ۲۵

اگر ایک شخص پر کسی دوسرے شخص کے قتل کے سلسلے میں قرینہ ثابت ہو جائے۔ فرض کریں مقتول کے دو بیٹے ہوں۔ ان میں سے ایک کہے کہ جس شخص کے لیے قرینہ ثابت ہوا ہے اسی نے ہمارے باپ کو مارا ہے لیکن دوسرا بیٹا کہے کہ اس نے نہیں مارا تو اس مسئلے میں علماء کے مابین اختلاف ہے کہ اس صورت میں قرینہ ختم ہو گیا یا باقی ہے۔ تاہم اکثر بلکہ مشہور علماء کا یہ قول ہے کہ اس طرح قرینہ ختم نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ تکذیب سے ختم نہیں ہوگا بلکہ باقی رہے گا اور وہ بیٹا جس نے اس شخص پر قتل کی تہمت لگائی تھی وہ پچاس بار قسم کھاکر قاتل سے نصف دیت لے سکتا ہے۔[1]

قانون ۲۶

اگر مقتول کا وارث اول مر جائے تو وارث دوئم قسامہ میں اس کی جگہ لے لیگا۔

قانون ۲۷

اگر کسی پر قتل کا الزام لگایا گیا ہو اور مدعی حکم شرع سے یہ درخواست

---

[1] فقہاء عامہ میں سے شافعی کے اس بارے میں دو قول ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ قاتل پر سے الزام ختم ہو جائے گا۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

کرے کہ وہ مدعا علیہ کو قید کردے تاکہ اس کے خلاف ثبوت فراہم کیا جاسکے۔ کیا ایسی صورت میں حاکم شرع کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ مدعی کی درخواست قبول کرتے ہوئے مدعا علیہ کو قید میں ڈال دے تاکہ مدعی اس کے خلاف ثبوت فراہم کرسکے یا ایسا کرنا جائز نہیں ہے؟ اس مسئلے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ مدعا علیہ کو چھ دن کے لیے قید کردیا جائے۔ اگر اس مدت میں مدعی اس پر قتل کا جرم ثابت نہیں کرپاتا تو اسے رہا کردیا جائے اور بعض کا قول ہے کہ اگر حاکم شرع کو جرم کا ثبوت فراہم ہونے کا گمان ہے تو وہ اسے چھ دن کے لیے قید کرسکتا ہے اور اگر گمان نہیں ہے تو پھر اسے قید کرنا جائز نہیں ہے لیکن پہلے قول کی تائید میں روایت ہے کہ جب سکونی نے امام جعفر صادق ؑ سے اس مسئلے کی بابت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

رسول اکرم ؐ قتل کی تہمت میں متہم کو چھ دن کے لیے قید کردیا کرتے تھے تاکہ مقتول کے ورثاء ثبوت فراہم کرسکیں۔

قانون ۲۸

مدعی اور مدعا علیہ کے قسم کھانے سے پہلے حاکم شرع کا انہیں وعظ و نصیحت کرنا مستحب ہے۔

قانون ۲۹

قسم کھاتے وقت قاتل و مقتول اور تنہا قتل کیا یا ملکر قتل کیا اور قتل کی قسم یعنی قتل عمد یا شبہ عمد یا خطا محض کی وضاحت ضروری ہے۔

پانچواں باب

انسانی اعضاء کے زخموں کا قصاص اور سزا

اس باب میں تیئیس قوانین بیان کیے گئے ہیں:

قانون ۱

انسانی نفس کے قصاص اور سزا کی طرح انسانی اعضاء کے قصاص کے لیے بھی کچھ شرائط ہیں:

اوّل: کوئی شخص کسی عضو کو عمداً ضائع کرے یعنی عضو ضائع کرنے کی نیت سے کوئی ایسا فعل انجام دے جس سے وہ عضو ضائع ہو جائے۔ اگرچہ عام طور پر ایسے فعل سے عضو ضائع نہ ہوتا ہو یا کسی ایسی چیز کی مدد سے جو عضو ضائع کرنے والی نہ ہو ارادتاً خود یا کسی اور ذریعے سے ضرب پہنچائے یا کوئی عضو کو ضائع کر دے۔ یہ چیز دوسرے باب میں قتل کی سزا کے ذیل میں تفصیل سے بیان ہو چکی ہے۔ چنانچہ خدائے حکیم قرآن میں فرماتا ہے: ہم نے بنی اسرائیل کے لیے واجب قرار دیا تھا

کہ وہ ایک فرد کے قصاص میں ایک فرد کو قتل کریں اور آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت کے قصاص کا حکم دیا تھا اور زخموں کا قصاص لینے کا بھی حکم دیا تھا۔ پس جو شخص قصاص کی بجائے عفو و درگزر سے کام لے تو یہ ایک قسم کی تصدیق اور اس کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ جو لوگ خدائی احکامات کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ لوگ ایسے ظالم ہیں جو حق کی پیروی نہیں کرتے۔

دوم: زخم خوردہ اور زخمی کرنے والا دونوں اسلام اور آزادی کے مسئلے میں مساوی ہوں یا زخم خوردہ زخم لگانے والے کے مقابلے میں اس لحاظ سے بہتر ہو۔ چنانچہ اگر ایک غلام کسی آزاد کا یا کافر کسی مسلمان کا ہاتھ قطع کر دے تو ان دونوں صورتوں میں غلام اور کافر سے قصاص لیا جائے گا اور اس حکم میں فقہا کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی عورت کسی مرد کا کوئی عضو قطع کرتی ہے اور وہ عضو عورت کے بدن میں بھی موجود ہے تو اس عورت کا وہ عضو قصاص کے طور پر کاٹا جائے گا اور اس عورت سے اضافی دیت نہیں لی جائے گی۔ اگر ایک مرد کسی عورت کا کوئی عضو قطع کر دے اور وہ عضو مرد کے بدن میں موجود ہو تو مرد کا عضو قصاص کے طور پر کاٹا جائے گا اور جیسا کہ پہلے نفس کی دیت کے مسائل میں دلائل کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے، اضافی دیت مرد کو دی جائے گی۔ اسی طرح یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ جب تک مرد اور عورت کی دیت اور خون بہا کی مقدار مرد کے خون بہا کے ایک تہائی حصہ تک نہ پہنچ جائے، عورت اور مرد کا خون بہا ایک دوسرے کے برابر ہوگا۔

سوئم: قصاص میں قطع کیے جانے والے عضو اور تلف شدہ عضو کو صحیح وسالم ہونے اور صلاحیت میں یکساں یا تلف شدہ عضو کو بہتر ہونا چاہیے۔ چنانچہ ایک صحیح وسالم ہاتھ ایک شل ہاتھ کے عوض میں قطع نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ شل ہاتھ کا خون بہا لیا جائے گا۔ اس مسئلے میں علماء خاصہ و عامہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ تاہم شل ہاتھ کو ایک شل ہاتھ یا سالم ہاتھ کے عوض قطع کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی حاذق طبیب یہ کہے کہ اس شل ہاتھ کو قطع کیا گیا تو خون بند نہیں ہوگا اور یہ شخص مر جائے گا تو اس صورت میں بلا اختلاف اس سے دیت اور خون بہا لیا جائے گا، اس لیے کہ نفس کی حفاظت اہم اور واجب ہے۔ چنانچہ اگر جان کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو سالم ہاتھ کے عوض شل ہاتھ کو قطع کیا جائے گا اور دیت کا فرق اس سے وصول نہیں کیا جائے گا۔

چہارم: قصاص میں جان کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہیں ہونا چاہیے۔ چنانچہ اگر کسی عضو کے قطع کرنے میں جان کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو اس عضو کو قطع نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ اس شخص سے خون بہا لے لینا چاہیے۔ مثلاً کسی ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کے پیٹ میں گہرا زخم لگایا لیکن زخمی کی موت واقع نہیں ہوئی۔ اس صورت میں مجرم سے قصاص کی بجائے خون بہا لیا جائے گا۔ کیونکہ پیٹ چاک کرنے کی صورت میں جان جانے کا خطرہ ہے۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی دوسرے کا سر پھاڑ دیا اور زخمی کا مغز باہر نکل آیا تو اس صورت میں بھی قصاص کی بجائے خون بہا لیا جائے گا۔

پنجم: زخمی کرنے والا زخمی کا باپ نہ ہو۔ اگر وہ اس کا باپ ہے تو اس

سے قصاص نہیں لیا جائے گا اور اس کی دلیل قتل نفس کی سزا اور قصاص کے سلسلے میں بیان ہو چکی ہے۔

قانون ۲

اگر کوئی شخص کسی کا دایاں یا بایاں ہاتھ قطع کردے تو دائیں ہاتھ کے عوض دایاں ہاتھ اور بائیں ہاتھ کے عوض بایاں ہاتھ قطع کیا جائے گا۔لیکن دائیں ہاتھ کے عوض بایاں اور بائیں ہاتھ کے عوض دایاں ہاتھ قطع نہیں کیا جائے گا۔لیکن اگر مجرم کا وہ معینہ ہاتھ نہ ہو تو پھر بائیں ہاتھ کے عوض دایاں ہاتھ قطع کیا جاسکتا ہے اور اگر اس کا وہ ہاتھ بھی نہ ہو تو پھر ہاتھ کے عوض اس کا پاؤں قطع کیا جائے گا۔چنانچہ فروع کافی کتاب دیات وقصاص میں حبیب سجستانی سے روایت ہے کہ اس نے امام محمد باقرؑ سے دریافت کیا کہ جس شخص نے دو آدمیوں کے دائیں ہاتھ کاٹ دیئے ہوں، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

آپ نے فرمایا: اس کا دایاں ہاتھ اس آدمی کے دائیں ہاتھ کے عوض کاٹا جائے گا جس کا دایاں ہاتھ اس نے قطع کیا ہے۔پھر اس کا بایاں ہاتھ دوسرے آدمی کے بائیں ہاتھ کے عوض کاٹ دیا جائے گا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ امیرالمومنین علیؑ تو دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں قطع کرنے کا حکم دیا کرتے تھے؟

امامؑ نے فرمایا: وہ فیصلہ تو حقوق الٰہی کے سلسلے میں تھا۔ لیکن اے حبیب! حقوق مسلمان میں قصاص کے طور پہ ہاتھ

کے بدلے میں ہاتھ قطع کیا جائے گا اور اگر ہاتھ نہ ہو تو پھر ہاتھ کے بدلے پاؤں قطع کیا جائے گا۔

راوی کہتا ہے کہ اس نے عرض کیا کہ کیا پاؤں قطع کرنے کے عوض خونبہا واجب نہیں ہو سکتا جس سے اس کا پاؤں بچ جائے؟

حضرتؑ نے فرمایا: مجرم پر خون بہا اس وقت لازم ہوتا ہے کہ جب مجرم کے ہاتھ پاؤں موجود نہ ہوں یعنی اس کے پاس قصاص کے طور پر کٹوانے کے لیے عضو کے بدلے میں عضو موجود نہ ہو۔

اکثر علمار خاصہ نے اسی روایت پر عمل کیا ہے[1]

قانون ۳

اگر کوئی شخص بدلہ لیتے ہوئے کئی آدمیوں کے ہاتھ قطع کر دے تو سجستانی کی روایت کے مطابق اسی ترتیب سے اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں گے۔ اگر اس کا جرم حملہ کیے جانے والے قصاص سے زائد ہے تو باقی ماندہ جرم کے لیے وہ خون بہا ادا کرے گا۔

---

[1] فقہاء عامہ میں سے شافعی، ابو حنیفہ، احمد بن حنبل اور مالک کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کا دایاں ہاتھ کاٹ دے تو قصاص کے طور پر اس کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اگر اس کا دایاں ہاتھ نہیں ہے تو اس کا بایاں ہاتھ یا پاؤں قطع نہیں کیا جائے گا بلکہ اس صورت میں قصاص ساقط ہو جائے گا۔ (کتاب خلافہ کتب فقہی عامہ)۔

قانون ۴

اعضاء کے قصاص میں داہنی بائیں اور اوپر نیچے کے لحاظ سے یکسانیت کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ جیسے کہ دو آنکھیں اور دو ہونٹ ہیں لیکن جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اگر دلیل موجود ہو تو یہ شرط ختم ہو جائے گی۔

قانون ۵

انسان کے سر اور چہرے پر وارد ہونیوالے زخموں کی آٹھ مختلف صورتیں ہیں اور ان سب کو شجاج کہتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب کے حصہ سوم میں سر اور چہرے کے زخموں کی سزا کے باب میں ان کا تفصیلی ذکر آئے گا۔ ان زخموں کے قصاص کے لیے ضروری ہے کہ سر اور چہرہ پر جس جگہ زخم آیا ہے، اس جگہ کا طول و عرض دھاگے سے ناپا جائے تاکہ قصاص لیتے وقت اس سے زیادہ زخم نہ لگنے پائے۔ زخم کی گہرائی کے لیے کوئی معتبر حد نہیں ہے۔ کیونکہ مختلف افراد کے سر دبلے موٹے ہونے یا جلد کی سختی یا نرمی کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔ اس لیے صرف اتنا گہرا زخم لگایا جاتا ہے کہ عرف عام میں یہ کہا جا سکے کہ یہ قصاص لینے والے کے زخم کے مساوی ہے۔ اس حکم میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

قانون ۶

سر چہرہ اور بدن پر لگنے والے بعض زخموں مثلاً جائفہ، مامومہ، ہاشمہ اور

منقلہ وغیرہ میں کوئی قصاص نہیں لیا جا سکتا۔ کیونکہ ان کا قصاص لینے میں ہلاکت یا عضو کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے لیکن حاصمہ، باضعہ، سمحاق اور موضحہ وغیرہ جیسے زخم جن میں نفس اور عضو کے ضائع ہونے کا امکان کم ہے۔ ان صورتوں میں قصاص لینا جائز ہے۔ اس سلسلہ میں شہرت اور اجماع کے علاوہ روایت بھی وارد ہوئی ہے۔[1]

قانون ۷

اگر کوئی شخص کسی کے سر یا بدن کی ہڈی توڑ ڈالے یا ہڈی اس کی جگہ سے ہٹا دے تو اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ کیونکہ ایسا قصاص لینا خطرناک ہے اور پھر اس صورت میں زخم کا اندازہ لگا کر اسی قدر ہڈی توڑنا ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ امیر المومنین علیؑ سے روایت ہے کہ ہڈی توڑنے والے پر قصاص نہیں ہے۔

قانون ۸

اگر کوئی شخص کسی کا پورا کان یا اس کا کچھ حصہ کاٹ ڈالے تو کتاب وسنت اور اجماع کی دلیل کے مطابق اس سے بعینہٖ اسی طرح قصاص لیا جائے گا۔

---

[1] فقہا عامہ میں شافعی۔ ابوحنیفہ۔ احمد بن حنبل اور مالک کا قول ہے کہ واضح زخم کے علاوہ ان میں سے کسی میں بھی قصاص جائز نہیں ہے (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)۔

قانون ۹

اگر کسی شخص کا کان قصاص میں کاٹا گیا ہو اور وہ اپنے کٹے ہوئے کان کو اس کی جگہ پر چپکا کر ٹانکے لگوا لے اور اس کا کان دوبارہ صحیح ہو جائے تو قصاص لینے والے کو یہ حق ہے کہ وہ اس کے کان کو دوبارہ کاٹ دے۔ چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب قصاص میں اسحاق بن عمار نے شیخ کی سند سے بیان کیا ہے کہ امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا:

ایک شخص نے کسی کا تھوڑا سا کان کاٹ دیا تو لوگ فیصلہ کروانے کے لیے اسے امیرالمومنین علی ؑ کے پاس لے گئے۔ آپ نے قصاص کے طور پر اس کا کان کاٹ دیا۔ لیکن بعد میں اس نے اپنے کٹے ہوئے کان کو دوبارہ اس کی جگہ پر جوڑ دیا اور اس کا کان ٹھیک ہو گیا۔ چنانچہ وہ پہلا شخص اس دوسرے شخص کو لے کر پھر امیرالمومنین ؑ کی خدمت میں آیا اور دوبارہ قصاص لینے کا مطالبہ کیا۔ حضرت نے فیصلہ فرمایا کہ اس کا کان دوبارہ کاٹ دیا جائے اور کٹے ہوئے کان کو دفن کر دیا جائے۔ نیز فرمایا: دوسری مرتبہ قصاص اس کے معیوب عمل کے سبب لیا گیا ہے [1]

---

[1] فقہائے عامہ میں سے شافعی کا قول ہے کہ جس شخص سے قصاص لیا جا رہا ہو اس کے لیے اپنے کان کو کاٹنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ اس کو حاکم شرع کے پاس جا کر اس کان کے جدا کرنے پر اصرار کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ کان نجس ہے اور اس نجس کے ہوتے ہوئے اس کی نماز صحیح نہیں ہے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

قانون ۱۰

اگر کوئی شخص کسی کی آنکھ کا ڈھیلا نکال دے یا اس کی آنکھ کا نور ضائع کر دے تو اس سے قصاص لیا جائے گا اور اس مسئلے میں علماء کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے۔

قانون ۱۱

اگر کوئی کانا شخص کسی ایسے شخص کی ایک آنکھ ضائع کر دے جس کی دونوں آنکھیں صحیح ہوں تو اس سے قصاص لیا جائے گا اور اس کانے کی وہ ایک آنکھ بھی نکال لی جائے گی۔ چنانچہ فروع کافی کتاب قصاص میں محمد بن قیس سے روایت ہے کہ اس نے امام محمد باقرؑ سے سوال کیا کہ اگر کوئی کانا شخص کسی ایسے شخص کی ایک آنکھ پھوڑ دے جس کی دونوں آنکھیں درست ہوں تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اس کانے کی وہ ایک آنکھ بھی پھوڑ دی جائے گی۔

راوی نے عرض کیا کہ اس صورت میں وہ کانا اندھا ہو جائے گا۔

حضرتؑ نے فرمایا: خداوند عالم نے اسے اندھا کیا ہے۔

قانون ۱۲

دونوں صحیح و سالم آنکھوں والا ایک شخص اگر کسی کانے شخص کی سالم آنکھ

کو ضائع کردے تو اس مسئلے میں علماء کے مابین اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ کانا قصاص میں اس کی ایک آنکھ نکال دے گا اور دوسری آنکھ کے عوض اس سے دیت اور خون بہا وصول کرے گا یا اگر چاہے تو دیت لے سکتا ہے۔ تاہم مجرم کو اسے کامل دیت ادا کرنی ہوگی۔ چنانچہ محمد بن قیس کی ایک صحیح روایت میں وارد ہوا ہے کہ امام ابو جعفر محمد باقرؑ نے فرمایا:

> ایک دونوں صحیح آنکھوں والے شخص نے ایک کانے شخص کی صحیح آنکھ نکال دی تھی۔ اس مسئلے میں امیر المومنینؑ نے یہ حکم صادر فرمایا کہ کانا اس سے قصاص لے سکتا ہے اور اپنی دوسری آنکھ کے عوض اس سے آدھی دیت وصول کر سکتا ہے اور اگر وہ چاہے تو اس سے کامل دیت وصول کرے اور اس کی آنکھ سلامت رہنے دے۔

بعض کا قول ہے کہ اگر وہ اس سے قصاص لے گا تو پھر اسے دیت نہیں ملے گی۔

قانون ۱۳

اگر کوئی شخص کسی کی آنکھ کا نور اس طرح سے ضائع کردے کہ ڈھیلا باقی رہے تو اس کا قصاص اس طرح لینا چاہیے کہ کچھ روئی مجرم کی آنکھوں کے اطراف میں چپکا کر آئینے کو آفتاب کے سامنے رکھیں۔ پھر مجرم سے کہیں کہ وہ اس آئینے پر نگاہ رکھے۔ یہاں تک کہ اس کی آنکھ کا نور زائل ہو جائے۔ چنانچہ فروع کافی کتاب قصاص میں رفاعہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

اگر کوئی شخص کسی کے منہ پہ ایسا طمانچہ مارے جس سے اس کی آنکھ ظاہراً تو سلامت رہے لیکن اس کا نور زائل ہو جائے تو امیرالمومنین علیہ السلام ایسے مسئلے میں ویسا ہی حکم صادر فرمایا کرتے تھے جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

قانون ۱۴

اگر کوئی شخص کسی کے ابرو، سر یا داڑھی کے بال اس طرح سے ختم کر دے کہ وہ دوبارہ نہ اگ سکیں تو اس سے قصاص لیا جائے گا۔ اگر مجرم کے ابرو، سر یا داڑھی کے بال نہ ہوں تو اس سے دیت لی جائے گی اور ان میں ہر ایک کی دیت کامل ہے لیکن اگر بال دوبارہ اگ آئیں تو اس سے محض تاوان لیا جائیگا۔ چنانچہ جواہر الکلام میں مسمع سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

امیرالمومنینؑ کے فیصلے کے مطابق اگر کوئی شخص کسی کی داڑھی کے بال کاٹ دے اور وہ بال دوبارہ نہ اگیں تو اس سے کامل دیت لی جائے گی اور اگر بال دوبارہ اگ آئیں تو دیت کم ہو جائے گی۔

قانون ۱۵

اگر کوئی شخص کسی کے آلہ تناسل کو قطع کر دے تو قصاص کی عمومی ادلہ کے پیش نظر بلا اختلاف اس سے قصاص لیا جائے گا اور اس مسئلے میں بوڑھا یا جوان بالغ یا نابالغ اور مجنون یا غیر مجنون ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن سالم عضو تناسل جس سے جماع کرنا ممکن ہو اسے نامرد کے عضو تناسل کے عوض

نہیں کاٹا جائے گا۔ بلکہ مجرم سے کامل انسان کی دیت کا ایک تہائی حصہ وصول کیا جائے گا۔ چنانچہ فروع کافی میں یزید بن معاویہ سے منقول ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

گونگے سے زبان کی اور اندھے سے آنکھ کی اور نامرد سے عضو تناسل کی دیت وصول کرتے وقت پوری دیت کا ایک تہائی وصول کیا جائے گا۔ اسی طرح دونوں خصیوں کی صورت میں بھی قصاص لیا جائے گا اور ایک خصیے کی صورت میں بھی قصاص ہوگا۔ لیکن اگر دوسرا خصیہ ضائع ہو جانے کا خوف ہو اس صورت میں صرف دیت وصول کی جائے گی۔

قانون ۱۶

سالم عضو کے عوض کوڑھی یا بیمار عضو کو اس صورت میں قطع کیا جائے گا جب وہ شل یا ناقص نہ ہو۔ اس حکم میں قصاص کی دلیلوں کا اطلاق ہوتا ہے۔ اسی طرح علماء کا اس مسئلے پر کوئی اختلاف نہیں کہ ایک صحیح قوت شامہ والی ناک کے عوض ایک ایسی ناک کو قطع کیا جا سکتا ہے جس کی قوت شامہ درست نہ ہو اور ایک صحیح قوت شامعہ والے کان کے عوض ایک بہرے کان کو قطع کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ نقص ناک یا کان کا نہیں بلکہ ان کی قوت شامہ یا سامعہ میں ہے۔ پس اگر کسی نے کسی کی آدھی ناک یا آدھا کان کاٹا ہے تو قصاص میں اس کی آدھی ناک یا آدھا کان کاٹا جائے گا اور اگر کچھ حصہ کاٹا ہے تو اسی اندازے کے مطابق اس کا عضو بھی قطع کیا جائے گا۔

قانون ۱۷

اگر ایک بالغ شخص کسی دوسرے بالغ شخص کے دانت توڑ دے اور ان دونوں کے دودھ کے دانت نہ ہوں تو قصاص لینے میں کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن اگر اس فن کے ماہرین کہیں کہ ان ٹوٹے ہوئے دانتوں کی جگہ دوسرے دانت نکل آئیں گے تو قصاص اور دیت میں اتنی تاخیر کی جائے گی کہ نئے دانت نکل آئیں یا ان کے نکلنے سے مایوسی ہو جائے۔ پس اگر نئے دانت نہ نکلیں تو قصاص اور دیت ثابت ہو جائے گی لیکن اگر نئے دانت صحیح و سالم نکل آئیں تو قول مشہور کے مطابق صرف تاوان ثابت ہوگا اور اگر نئے دانت معیوب اور ناقص نکلیں تو اسی نسبت سے تاوان لیا جائے گا۔

قانون ۱۸

قصاص لے لینے کے بعد اگر مجرم کے دانت دوبارہ نکل آئیں تو علماء کے نزدیک اس کے دانت دوبارہ نہیں توڑے جائیں گے لیکن شیخ الفقہاء طوسی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ طالب قصاص اس سے دوبارہ قصاص لے[1] لے گا۔

---

[1] اس ضمن میں فقہاء عامہ میں سے شافعی کے تین قول ہیں۔ اوّل: اس سے دوبارہ قصاص نہیں لیا جائے گا۔ دوم: قصاص لیا جائے گا۔ سوم: اس سے دیت لی جائے گی۔
(کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

قانون ۱۹

دیگر اعضائے بدن کی مانند دانتوں کے قصاص میں بھی مثل کی شرط ہے اور اس مسئلے میں فقہاء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ چنانچہ آگے والے دانتوں کی بجائے پیچھے والے دانت یا دائیں جانب والے دانتوں کی بجائے بائیں جانب والے دانت یا اوپر والے دانتوں کی بجائے نیچے والے دانت اور اصلی دانتوں کی بجائے نقلی دانت اور نقلی دانتوں کی بجائے اصلی دانت نہیں توڑے جائیں گے۔

قانون ۲۰

قول مشہور کے مطابق دانتوں کے ٹوٹنے میں قصاص نہیں ہے بلکہ دیت لی جانی چاہیے بعض علماء کا قول ہے کہ اگر ممکن ہو تو مجرم کے صرف اتنے ہی دانت توڑے جائیں جتنے اس نے کسی کے توڑے ہیں۔ اصول کافی کتاب دیات میں ابوبصیر سے ایک روایت بھی اسی قول کی تائید کرتی ہے۔

قانون ۲۱

اگر کوئی شخص کسی کا نقلی دانت توڑ دے تو اگر اس کا کوئی نقلی دانت نہیں ہے تو قصاص میں اس کا اصلی دانت نہیں توڑا جائے گا۔ بلکہ اصلی دانت صرف اصلی دانت کے عوض ہی توڑا جائے گا لیکن اگر مجرم کا کوئی نقلی دانت نہیں ہے تو قصاص میں اس کا اصلی دانت نہیں توڑا جائے گا بلکہ اصلی دانت صرف اصلی دانت کے عوض ہی توڑا جائے گا۔ کیونکہ قصاص کے لیے مثل کی شرط

ذکر ہو چکی ہے۔ اس لیے اس سے دیت وصول کی جائے گی۔

قانون ۲۲

ایک ایسا بالغ شخص جس کے دودھ والے دانتوں کی جگہ دوسرے دانت نکل آئے ہوں، اگر وہ کسی لڑکے کا دودھ کا دانت توڑ دے تو اس پر قصاص نہیں ہوگا، بلکہ دودھ والے دانت گرنے کے بعد نئے دانت نکلنے کا انتظار کیا جائے گا۔ اگر دوسرے دانتوں کے ساتھ اس ٹوٹے ہوئے دانت کی جگہ صحیح دانت نکل آئے تو بعض علماء کے قول کے مطابق اس مجرم سے تاوان لیا جائے گا۔ تاوان کے تعین کے لیے فرض کیا جائے گا کہ اس مدت کے دوران ایک بغیر دانت والے غلام اور ایک دانت والے غلام کی قیمت میں کتنا فرق ہوگا۔ ان دونوں کی قیمت میں جس قدر فرق ہوگا اس فرق کو اس بچے کی دیت میں سے حساب لگا کر مجرم سے وصول کیا جائے گا۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں جمیل بن دراج نے اپنے ایک ساتھی کے حوالے سے صادقین ؑ میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ ایک لڑکے کو کسی شخص نے مارا جس کے نتیجے میں اس لڑکے کا دانت ٹوٹ گیا۔ اس بارے میں حضرت ؑ نے فرمایا:

> اس شخص پر قصاص نہیں ہے لیکن اس پر لازم ہے کہ وہ اس لڑکے کو تاوان ادا کرے۔ اگر اس لڑکے کے نئے دانت سیاہ یا ٹیڑھے یا عیب دار یا چھوٹے نکلے تو اس صورت میں بھی تاوان ادا کرنا واجب ہوگا۔

اگر لڑکے کے دوسرے دانت نکل آئیں مگر جو دانت توڑا گیا تھا وہ نہ نکلے تو علماء کا قول ہے کہ اس فن کے ماہرین کی جانب رجوع کیا جائے گا۔ اگر وہ کہیں کہ اتنی مدت میں دانت نکل آئے گا تو اس وقت تک انتظار کیا جائے گا لیکن اگر اس عرصے میں دانت نہ نکلا تو قصاص لیا جائے گا اور اگر اس عرصہ میں وہ لڑکا مر گیا تو پھر بھی تاوان لیا جائے گا لیکن بعض علماء کا قول ہے کہ لڑکے کے دانت ٹوٹنے کے عوض مطلقاً ایک اونٹ دیت کے طور پر لیا جائے گا۔ اس مضمون کی روایت بھی وارد ہوئی ہے لیکن قول مشہور اس کے خلاف ہے۔

قانون ۲۳

وسائل الشیعہ، کتاب قصاص میں سورہ بن الکلیب نے کلینی کی سند سے روایت بیان کی ہے کہ امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا گیا کہ اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو ایک ایسے شخص کو عمداً قتل کر دے جس کا ہاتھ کٹا ہوا ہو؟

امامؑ نے فرمایا: خواہ اس کا ہاتھ سزا کے طور پر کاٹا گیا ہو یا کسی اور شخص نے اس کا ہاتھ قطع کر دیا ہو اور اس کی دیت وصول کی جا چکی ہو تو ان دونوں صورتوں میں، اگر مقتول کے ورثاء چاہیں کہ قاتل سے قصاص لیں تو وہ کٹے ہوئے ہاتھ کی دیت قاتل کے ورثاء کو ادا کریں گے اور پھر اس سے قصاص لیں گے لیکن اگر وہ دیت لینا چاہیں تو نفس کی دیت میں سے ہاتھ کی دیت منفی کر کے باقی دیت وصول کریں گے لیکن اگر مقتول

کا ہاتھ سزا کے طور پر نہیں کاٹا گیا تھا یا اس نے اپنے ہاتھ کے کٹنے
کی دیت وصول نہیں کی تھی تو قاتل کو اس کے عوض قتل کر دیا جائے
گا اور اس کے ورثاء کو ہاتھ کی دیت بھی نہیں دی جائے گی اور اگر
مقتول کے ورثاء چاہیں تو قاتل سے پوری دیت وصول کر سکتے
ہیں۔ حضرتؑ نے مزید فرمایا: ہم نے اس حکم کو کتابِ علیؑ میں ایسا
ہی دیکھا ہے۔

اکثر فقہاء نے اسی حکم پر عمل کیا ہے۔ اسی طرح وہ شخص جس کے دائیں ہاتھ
کی ایک انگلی کم ہو اور وہ ایک ایسے آدمی کے ہاتھ کو قطع کرے جس کی انگلیاں
پوری ہوں تو اس صورت میں جب اگر اس سے دیت وصول کی جائے گی تو پورے
ہاتھ کی وصول کی جائے گی اور اگر قصاص لینا چاہیں گے تو بلا اختلاف کامل ہاتھ
کے عوض ناقص ہاتھ کو قطع کر سکتے ہیں۔ تاہم مجرم سے ناقص انگلی کی دیت وصول
کی جا سکتی ہے یا نہیں؟ اس کی تفصیل کے لیے امام کے مذکورہ بالا قول سے استفادہ
کیا جائے گا۔[1]

---

[1] فقہاء عامہ میں شافعی کا قول ہے کہ اگر قصاص لینا چاہے تو مجرم سے
انگلی کی دیت بھی حاصل کرے۔ ابو حنیفہ کا قول ہے کہ اس صورت
میں قصاص کے ساتھ انگلی کی بجائے ناقص ہاتھ کی دیت لے۔
(کتاب خلاف و کتب فقہی علما

چھٹا باب

قِصاص کی مختلف صُورتیں

اِس باب میں تیئیس قوانین ہیں :

قانون ۱

اگر قاتل میں تمام شرائط پوری ہوں تو قتلِ عمد کی سزا میں قِصاص کو اوّلیت حاصل ہے۔ چنانچہ اجماع کے علاوہ آیاتِ قِصاص اور صحیح احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں لیکن اگر مقتول کے ورثاء اور قاتل دونوں دِیت پر راضی ہو جائیں تو اس صورت میں قِصاص ساقط ہو جاتا ہے۔ چنانچہ کتاب کے اس حصے کے آغاز میں اقسامِ قتل کے ضمن میں بیان کی جانے والی یونس کی رِوایت اس بات کی وضاحت کرتی ہے

قانون ۲

قتل عمد میں اگر مقتول کے ورثار دیت لینے پر راضی ہو جائیں لیکن قاتل راضی نہ ہو اور کہے کہ مجھے مقتول کے عوض قتل کردو تو قول مشہور کے مطابق مقتول کے ورثار اس کو دیت دینے پر مجبور نہیں کر سکتے۔ اسی طرح اگر قاتل دیت دینے پر راضی ہو اور مقتول کے ورثار اس پر راضی نہ ہوں تو قصاص ساقط نہیں ہوتا لیکن بعض علمار کا قول ہے کہ قتل عمد میں مقتول کے ورثار کو اختیار حاصل ہے کہ اگر وہ چاہیں تو دیت لینے پر راضی ہو جائیں اور اگر چاہیں تو قصاص لے لیں۔ اس میں قاتل کو کچھ اختیار حاصل نہیں ہے لیکن یہ بات قول مشہور کے خلاف ہے۔

قانون ۳

شوہر اور بیوی قصاص کا حق نہیں رکھتے۔ اس حکم کی دلیل علمار کا اجماع ہے لیکن قول مشہور یہ ہے کہ اگر تمام ورثار دیت پر صلح کرلیں تو شوہر اور بیوی اس دیت میں سے اپنا ارث لے سکتے ہیں۔

اجماع، اتفاق، علمار اور وراثت کی ادلہ کا عمومی پہلو اس حکم کی تائید کرتا ہے۔ [1]

---

[1] فقہار عامہ میں شافعی کا قول ہے کہ شوہر اور زوجہ کو قصاص میں سے بھی ارث پہنچتا ہے۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

قانون ۴

اس مسئلے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے کہ کیا مقتول کا قصاص لینے میں تمام ورثاء شریک ہیں۔ بعض علماء کا قول ہے کہ مقتول کی میراث میں حصہ پانے والے وارث کو قصاص کا حق بھی پہنچتا ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ قصاص لینا صرف باپ اور باپ کی جانب کے عزیزوں کا حق ہے۔ ماں، مادری بھائی بہن اور ماں کے عزیز قصاص کا حق نہیں رکھتے۔ اسی طرح بعض علماء کا کہنا ہے کہ عورتیں مطلقاً قصاص کا حق نہیں رکھتیں۔ اس قول کی تائید میں ایک حدیث بھی وارد ہوئی ہے لیکن اکثر فقہاء نے وراثت کی ادلہ کے ظاہر کو مدنظر رکھتے ہوتے پہلا قول اختیار کیا ہے[1]

قانون ۵

اس مسئلے میں علماء کے مابین اختلاف ہے کہ اگر حاکم شرع کے سامنے قتل کا جرم ثابت ہو جائے اور مقتول کا وارث صرف ایک شخص ہو تو کیا وہ شخص حاکم شرع کی اجازت کے بغیر مجرم کو قتل کر سکتا ہے۔ کیونکہ قصاص اس کا حق ہے اور اسے ہے اور وہ حاکم شرع کی اجازت کے بغیر مجرم کو قتل کر سکتا ہے۔ کیونکہ قصاص اس

---

[1] فقہاء عامہ میں سے شافعی اور ابوحنیفہ کا قول ہے کہ قصاص میں تمام ورثاء حصہ دار ہیں۔ مالک نے کہا ہے کہ صرف پدری اعزہ حقدار ہیں اور عورتوں کے لیے اس میں کوئی حق نہیں ہے۔
(کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

کا حق ہے اور اسے اپنا یہ حق حاصل کرنے کے لیے حاکم کی اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔ یہ قول اقویٰ ہے لیکن خصوصاً اعضار کے قصاص میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ امام یا حاکم شرع سے اجازت حاصل کرے۔ اس لیے کہ اعضار کے قصاص میں جان جانے کا خوف ہوتا ہے۔ تاہم بعض علمار کا قول ہے کہ حاکم شرع کی اجازت کے بغیر قصاص لے تو حاکم شرع اسے تادیب کر سکتا ہے۔

قانون ۶

اگر مقتول کے ورثار کی تعداد ایک سے زیادہ ہو تو اکثر علمار کا قول ہے کہ قصاص لینے کے لیے سب کی اجازت ضروری ہے۔ چنانچہ قصاص لیتے وقت تمام ورثار مل کر مجرم کی گردن پر تلوار ماریں گے یا ایک آدمی کو اپنا وکیل مقرر کریں گے تا کہ وہ مجرم کو قتل کرے۔ کیونکہ حق قصاص میں وہ سب برابر کے شریک ہیں لیکن اکثر فقہار طوسی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ اگر تمام ورثار بالغ و عاقل ہوں یا بعض نابالغ یا دیوانے ہوں تو اس صورت میں ان میں سے کوئی ایک بالغ و عاقل شخص قصاص لے سکتا ہے لیکن اگر دوسرے نابالغ و دیوانے ورثار بالغ ہونے یا ہوش میں آنے کے بعد اگر راضی نہ ہوں تو قصاص لینے والا ان کے حصہ کی دیت کا ضامن ہو گا۔[1]

---

[1] فقہار عامہ میں سے اکثر کا قول ہے کہ اگر مقتول کے تمام ورثار عاقل و بالغ ہوں تو ان میں سے کوئی بھی دوسروں کی اجازت کے بغیر قصاص نہیں لے سکتا۔ اگر ورثار میں سے ایک عاقل اور دوسرا بچہ یا دیوانہ ہو تو قصاص لینے کے مسئلے میں فقہار کے درمیان اختلاف ہے۔ چنانچہ شافعی کا قول ہے کہ عاقل قصاص نہیں لے سکتا بلکہ وہ بچے کی بلوغت ←

قانون ۷

اگر مقتول کا وارث نابالغ ہو مثلاً ایک بچے کی ماں کو قتل کر دیا گیا ہو تو اس بچے کا باپ، دادا یا کوئی اور ولی کی حیثیت سے قصاص نہیں لے سکتے، بلکہ بچے کے بالغ ہونے کا انتظار کیا جائے گا۔ چنانچہ وسائل الشیعہ، کتاب قصاص میں بہ سند صحیح روایت ہے کہ امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا:

امیر المومنین علیہ السلام کا فرمان ہے کہ اگر نابالغ بچوں کے باپ کو قتل کر دیا جائے تو قصاص کے لیے بچوں کے بالغ ہونے تک انتظار کرو۔ بچوں کو بالغ ہونے کے بعد اختیار حاصل ہے کہ خواہ وہ قصاص لے لیں یا معاف کر دیں یا دیت لیں۔

تاہم بعض علماء کا قول ہے کہ اگر جلدی قصاص لینے میں مصلحت ہے تو قصاص جلدی لیا جا سکتا ہے۔ اس لیے کہ ممکن ہے کہ تاخیر کرنے سے قصاص ضائع ہو جائے۔

قانون ۸

مقتول کے وارث کے بالغ و عاقل ہونے تک قاتل کو قید رکھنا چاہیے۔

اور دیوانے کی صحت کا انتظار کریگا۔ لیکن ابو حنیفہ کا کہنا ہے کہ عاقل اپنی اور دوسرے کی جانب سے قصاص لے سکتا ہے۔ اسی طرح اگر خاوند چھوٹے بچے چھوڑ کر قتل ہو جائے تو اس کی بیوی اپنے چھوٹے بچے کی جانب سے قصاص لینے کا حق رکھتی ہے۔

(کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

قانون ۹

اگر مقتول کے کئی ایک ورثاء میں سے بعض قصاص لینا چاہیں، بعض خونبہا لینا چاہیں اور بعض معاف کرنا چاہیں تو ایسی صورت میں جو ورثاء قصاص لینا چاہتے ہیں وہ قصاص لیں گے لیکن خون بہا کے خواہشمند ورثاء کو ان کے حصے کا خونبہا ادا کریں گے اور جو ورثاء معاف کرنا چاہتے تھے ان کی جانب سے قاتل کے ورثاء کو ان کے حصے کا خون بہا ادا کریں گے۔ اس حکم کی دلیل آیت اور حدیث کی بناپر علمائے خاصہ کا اجماع ہے۔[1]

چنانچہ وسائل الشیعہ، کتاب قصاص میں کلینی کی سند سے ابی ولاد الحناط نے روایت کی ہے کہ اس نے امام جعفر صادق ؑ سے پوچھا کہ ایک ایسے شخص کو قتل کیا گیا ہے جس کے وارث، اس کے والدین اور ایک بیٹا ہیں۔ مقتول کا بیٹا چاہتا ہے کہ قاتل کو اپنے باپ کے قصاص میں قتل کردے لیکن مقتول کے باپ کا کہنا ہے کہ اس نے قاتل کو معاف کر دیا ہے اور مقتول کی ماں چاہتی ہے کہ وہ قاتل سے دیت لینا چاہتی ہے۔ امام ؑ نے فرمایا:

> مقتول کے بیٹے کو چاہیے کہ وہ دیت کا ۱/۶ حصہ مقتول کی ماں کو دے اور ۱/۶ حصہ مقتول کے باپ کی جانب سے قاتل کے وارث کو دے اور پھر قصاص میں قاتل کو قتل کردے۔

---

[1] فقہاء عامہ میں سے شافعی کا قول ہے کہ اگر بعض ورثاء قاتل کو معاف کر دیں یا دیت قبول کر کے مصالحت کر لیں تو قصاص ساقط ہو جاتا ہے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

قانون نمبر ۱

اگر ایک آدمی ایک ہی وقت میں کئی آدمیوں کو قتل کردے مثلاً ان پر دیوار یا چھت گرادے تو ان سب کے ورثار کو قصاص کا حق حاصل ہے۔ چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب قصاص میں کلینی کی سند سے ابن مسکان نے روایت بیان کی ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

اگر کوئی شخص ایک ہی وقت میں دو یا دو سے زیادہ افراد کو قتل کرے تو اسے ان سب کے عوض قتل کیا جائے گا۔ اس صورت میں اگر مقتول کے ورثار ملکر اسے قتل کردیں تو ان سب نے اپنا حق حاصل کرلیا۔ لیکن اگر ورثار میں سے کسی ایک نے قرعہ اندازی کے نتیجے میں یا خود سے آگے بڑھ کر دیگر ورثار سے پہلے قاتل کو قتل کردیا تو اس نے تو اپنا حق حاصل کرلیا۔ لیکن دوسرے ورثار کے حق کے مسئلے میں علمار کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

بعض علمار کا قول ہے کہ باقی ورثار میں سے ہر ایک قاتل کے مال سے پوری دیت لے گا لیکن بعض علمار کا کہنا ہے کہ بقیہ ورثار کا حق ساقط ہوجائیگا۔ تاہم پہلا قول ہی زیادہ شہرت رکھتا ہے لیکن جس مقتول کو قاتل نے سب سے پہلے قتل کیا ہے، کیا اس کے وارث کو قصاص لینے میں تقدم کا حق حاصل ہے یا نہیں۔ اس مسئلے میں علمار کے مابین اختلاف ہے۔ اس صورت میں بھی اگر ان مقتولین کے ورثار میں سے کوئی ایک اس قاتل کو قتل کرنے میں سبقت

کرتا ہے اور دیگر ورثاء کی مرضی کے بغیر قاتل کو قتل کر دیتا ہے تو اس بارے میں بھی وہی حکم ہے جو اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

قانون ۱۱

حد اور قصاص کی مستحق کسی حاملہ عورت پر وضع حمل سے قبل حد جاری کرنا یا قصاص لینا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ حمل کا لحاظ رکھنا اگرچہ کہ زنا سے ہی کیوں نہ ہو ضروری ہے۔ اس مسئلے کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہ چیز اس کتاب کے حصہ اول میں زنا کے احکام اور رجم کی سزا کے بیان میں صالح بن میثم کی روایت سے ظاہر ہے۔

قانون ۱۲

اگر کوئی شخص کسی کو عمداً قتل کرے۔ اس کے بعد نہ وہ کسی خطا کا مرتکب ہو اور نہ ہی فرار اختیار کرے اور اسے موت آجائے تو اس پر سے قصاص ساقط ہو جاتا ہے لیکن دیت کے سقوط کے مسئلے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ لیکن اگر قاتل فرار اختیار کر جائے اور ہاتھ نہ آسکے تو اگر اس کا مال موجود ہے تو اس کے مال میں سے دیت وصول کی جائے گی لیکن اگر اس کا مال نہیں ہے تو پھر اس کے قریب ترین عزیزوں سے دیت وصول کی جائے گی۔ چنانچہ جواہر الکلام کتاب قصاص میں اسی مسئلہ کے بارے میں ایک روایت ہے کہ راوی نے امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک مرد کو عمداً قتل کر کے بھاگ گیا اور پھر ہاتھ نہ آیا۔ اس بارے میں کیا حکم ہے؟

آپ نے فرمایا: اگر قاتل کا مال موجود ہو تو مقتول کی دیت اس مال میں سے وصول کی جائے گی اور اگر اس کا مال موجود نہ ہو تو پھر وہ دیت اس کے قریب ترین اعزہ سے وصول کی جائے گی۔ اگر اس کے قریبی اعزہ کے پاس بھی دیت ادا کرنے کے لیے مال نہ ہو تو وہ دیت خود امام یا اس کے نائب کی جانب سے دی جائے گی، تاکہ کسی مسلمان کا خون بیکار نہ جائے۔

قانون ۱۳

فروع کافی کتاب دیات وقصاص میں حریز سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادق ؑ سے دریافت کیا کہ ایک مرد نے عمداً قتل کیا۔ اسے حاکم شرع کے سامنے فیصلے کے لیے پیش کیا گیا۔ حاکم شرع نے اسے مقتول کے ورثا کے سپرد کر دیا۔ تاکہ وہ اسے قصاص میں قتل کر دیں۔ اس وقت چند آدمیوں نے اچانک حملہ کر کے اسے ان کے قبضہ سے چھڑا کر آزاد کر دیا۔ اس بارے میں کیا حکم ہے؟

آپ نے فرمایا: قاتل کو آزاد کروانے والے افراد کو اس وقت تک قید میں رکھا جائے گا جب تک وہ قاتل کو واپس نہ لے آئیں۔

امام ؑ سے سوال کیا گیا کہ اگر اس مدت میں قاتل کو موت آجائے اور وہ لوگ قید خانہ میں ہوں تو اس صورت میں کیا ہوگا؟

آپ نے فرمایا: سب سے دیت لے کر مقتول کے وارث کو دی جائے گی۔

قانون ۱۴

مستحب ہے کہ امام یا نائب امام قصاص لیتے وقت قصاص کے مسائل سے آگاہ دو عادل گواہ اپنے پاس حاضر رکھیں، تاکہ بعد میں فریقین کے درمیان کوئی اختلاف پیدا نہ ہو۔

قانون ۱۵

یہ چیز لازم ہے کہ زہر آلود ہتھیار سے قصاص نہ لیا جائے۔ تاکہ زہر اس کے بدن کو خراب نہ کردے اور اس طرح اسے غسل وکفن نہ دیا جاسکے۔ خصوصاً اعضا کے قصاص میں ہتھیار زہر آلود ہونے کے نتیجے میں زہر اس کے بدن میں سرایت کر جائے اور وہ شخص مر جائے تو قصاص لینے والا اس کی دیت کا ضامن ہوگا۔

قانون ۱۶

جس ہتھیار سے قصاص لیا جائے اس کا تیز ہونا شرط ہے تاکہ قصاص لیتے وقت قاتل کو زیادہ تکلیف نہ ہو۔ اگرچہ کہ قاتل نے مقتول کو کسی کند ہتھیار سے ہی قتل کیا ہو۔ چنانچہ حدیث نبوی میں ہے کہ اگر تم کسی کو قصاص میں قتل کرو تو آسانی اور نرمی کے ساتھ قتل کرو۔ چنانچہ روایت میں حیوان

کو ذبح کرنے کے لیے بھی یہی حکم ہے کہ اسے نہایت نرمی کے ساتھ ذبح کرو اور پھر انسان کے لیے تو بدرجہ اولیٰ اس سے بھی بہتر طریقہ ہونا چاہیے۔

قانون ۱۷

قاتل کی ناک یا کان کو قطع کرنا یا اسے پانی میں ڈبو دینا یا آگ میں جلا دینا جائز نہیں ہے۔ اگرچہ وہ خود اسی انداز میں جرم کا مرتکب ہوا ہو۔ چنانچہ کسی تیز تلوار سے اس کی گردن جدا کر دینی چاہیے۔

وسائل الشیعہ کتاب قصاص میں ابو الصباح الکنانی نے حلبی سے روایت بیان کی ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک دوسرے شخص کو لکڑی سے اتنا مارا کہ وہ مر گیا۔ کیا قاتل کو مقتول کے ورثاء کے سپرد کر دیا جائے گا کہ وہ اسے قتل کر دیں؟

امامؑ نے فرمایا: ہاں! اسے مقتول کے ورثاء کے سپرد کر دیا جائے گا تاکہ وہ اسے قتل کر دیں لیکن وہ اسے بیجا تکلیف اور اذیت نہیں پہنچائیں گے بلکہ تلوار سے اس کا سر قلم کریں گے۔

نہج البلاغہ میں امیر المومنین علیہ السلام اپنے فرزند امام حسنؑ کو وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

میرے قاتل ابن ملجم ملعون کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور اس کے کھانے پینے میں کمی نہ کرو۔ اگر میں اچھا ہو گیا تو خود فیصلہ کروں گا کہ اس سے قصاص لوں یا اسے معاف کروں یا اس کی اصلاح کروں۔ اس کے بعد فرمایا کہ

اگر میں مرجاؤں تو تم اسے قتل کرسکتے ہو۔ لیکن اس کے اعضاء قطع نہ کرنا۔ کیونکہ میں نے رسول اکرمؐ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کاٹنے والے کتے کا مثلہ کرنے سے بھی پرہیز کرو۔

قانون ۱۸

وسائل الشیعہ، کتاب قصاص میں کلینی کی سند سے ابان بن عثمان نے صادقینؑ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص کو حضرت عمر کے پاس لایا گیا۔ اس نے ایک شخص کے بھائی کو قتل کیا تھا۔ انہوں نے قاتل کو مقتول کے بھائی کے سپرد کردیا تاکہ وہ قصاص میں اسے قتل کردے۔ مقتول کے بھائی نے قاتل کو اس قدر زدوکوب کیا کہ وہ سمجھا کہ شاید وہ مرگیا ہے۔ قاتل کے دوست اسے گھر لے گئے۔ ابھی اس میں زندگی کی رمق باقی تھی۔ چنانچہ انہوں نے اس کا علاج کیا اور وہ اچھا ہوگیا۔ جب وہ گھر سے باہر نکلا تو مقتول کے بھائی نے اسے پھر گرفتار کرلیا اور کہا کہ تم نے میرے بھائی کو قتل کیا ہے، اس لیے میں تمہیں قتل کردوں گا۔ اس نے کہا کہ تم مجھے ایک مرتبہ قتل کرچکے ہو۔ چنانچہ وہ دوبارہ حضرت عمر کے پاس آئے۔ انہوں نے حکم دیا کہ قاتل کو پھر قتل کیا جائے۔ اتفاق سے اسی وقت امیرالمومنینؑ کا ادھر سے گزر ہوا تو لوگوں نے آپ کو اس قصہ سے آگاہ کیا۔ آپ نے اس شخص سے کہا کہ اس کے قتل میں جلدی نہ کرو۔ پھر حضرت عمر کے پاس آکر فرمایا:

اے عمر! حکم خدا اس طرح نہیں ہے۔

انہوں نے پوچھا حکم خدا کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: قاتل کو چاہیے کہ پہلے مقتول کے بھائی سے
زدوکوب کا قصاص لے اور پھر مقتول کا بھائی اسے اپنے بھائی
کے عوض قتل کر سکتا ہے۔

جب مقتول کے بھائی نے یہ حکم سنا تو وہ اس کے قتل سے باز آگیا۔
پھر اس ڈر سے اسے معاف کر دیا کہ اگر قاتل نے مجھ سے اس زدوکوب کا قصاص
لیا تو میں ضرور مر جاؤں گا۔

چنانچہ اکثر قدیم فقہاء نے اس روایت پر عمل کیا ہے بعض علماء نے
اس روایت کا اطلاق صرف اس موقع پر کیا ہے جب مقتول کا وارث شرعی
طریقہ سے ہٹ کر قصاص لے۔ جیسا کہ اس روایت میں ہے کہ مقتول کے
بھائی نے قاتل کو اتنی لاٹھیاں ماریں کہ اپنے خیال میں اسے قتل کر دیا۔ پس
اگر وہ قاتل کو تلوار سے قتل کرتا اور ضرب کارگر نہ ہوتی تو وہ اسے دوبارہ قتل
کر سکتا تھا۔

چنانچہ قول مشہور یہ ہے کہ قاتل کی گردن تلوار سے اڑائی جائے اگرچہ
کہ اس نے مقتول کو کسی دوسرے طریقہ سے قتل کیا ہو۔ بعض علماء کا قول ہے کہ قاتل
نے جس طریقے سے مقتول کو قتل کیا ہو، مقتول کے ورثاء قصاص میں اسے
اسی طریقہ سے قتل کر سکتے ہیں لیکن اگر قاتل نے مقتول کو کسی حرام طریقے سے
قتل کیا ہو۔ مثلاً کثرت لواطت، جادو یا شراب سے اس کا گلا بھر کر تو ان صورتوں
میں صرف تلوار سے اس کی گردن اڑائی جائے گی۔

قانون ۱۹

اگر قاتل یا مجرم یہ کہے کہ مجھے چھوڑ دو کہ میں خود اپنے آپ کو ہلاک کر لیتا ہوں یا میں خود اپنا ہاتھ کاٹ لیتا ہوں تو مشہور علماء کا قول یہ ہے کہ اسے موقع فراہم کرنا جائز نہیں ہے۔

قانون ۲۰

قصاص لینے کے لیے لوہے کا ہتھیار ہونا ضروری ہے۔ قول مشہور کی بناء پر کسی دوسری دھات کے ہتھیار سے قصاص لینا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ جیسے پہلے ذکر آچکا ہے قصاص لیتے وقت قاتل کو آسانی کے ساتھ قتل کیا جائے گا۔[۱]

قانون ۲۱

شدید سردی اور شدید گرمی کے موسم میں حدود و قصاص کا اجراء ملتوی کر کے معتدل موسم کا انتظار کرنا چاہیے۔ چنانچہ فروع کافی کتاب حدود میں سعدان بن مسلم نے بعض اصحاب سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ امیرالمومنینؑ کسی کام سے باہر نکلے تو آپ نے دیکھا کہ سردی کے موسم میں ایک شخص پر حد

---

[۱] فقہائے عامہ میں شافعی کا قول ہے کہ قاتل نے جس طرح قتل کیا ہو قصاص میں اس کو بھی اسی طرح قتل کرنا چاہیے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

جاری کی جا رہی ہے۔ آپ نے فرمایا:

سبحان اللہ! یہ عمل مناسب نہیں ہے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ اس پر تو حد جاری کی جا رہی ہے۔

آپ نے فرمایا: یہ میں بھی جانتا ہوں۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ جس مجرم پر سردیوں میں حد کا اجرا ثابت ہو جائے اس پر قدرے گرم موسم میں اور جس پر گرمیوں میں حد ثابت ہو اس پر قدرے سرد موسم میں حد کا اجرا کیا جائے۔

قانون ۲۲

مقتول کے ورثاء کے لیے مستحب ہے کہ قاتل کو قصاص معاف کر دیں یا دیت قبول کر کے اس سے مصالحت کر لیں۔ چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب قصاص میں کلینی کی سند سے حلبی نے روایت کی ہے کہ اس نے اس آیت کے بارے میں امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا کہ خدا قرآن میں فرماتا ہے کہ جو شخص قصاص معاف کر دیتا ہے اس کا یہ عمل اس کے گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ اس سے کیا مراد ہے؟

امامؑ نے فرمایا: جس طرح وہ قاتل کو معاف کر دیتا ہے خدا بھی اسی طرح اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔

پھر اس نے دوسری آیت کے بارے میں سوال کیا کہ خدا قرآن میں فرماتا ہے کہ جب اس کا بھائی قصاص معاف کر دے تو اسے چاہیے کہ وہ بھی اس کے حق میں نیکی اور احسان سے کام لے اور اسے خون بہا ادا کرے۔

آپ نے فرمایا: جس شخص کو قصاص کا حق حاصل ہو، جب وہ دیت پر صلح کرے تو اسے چاہیے کہ دیت کی وصولی میں سختی سے کام نہ لے۔ اگر قاتل مفلس ہو تو وارث کو چاہیے کہ قاتل کو مہلت دے اور قاتل کو چاہیے کہ جونہی اس کے حالات درست ہوں تو دیت کی ادائیگی میں جلدی کرے اور رضا اور رغبت کے ساتھ اس کے حق کو ادا کرے۔

قانون ۲۳

قاتل کو معاف کر دینے یا دیت پر مصالحت کر لینے کے بعد قاتل کو قصاص میں قتل کر دینا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ فروع کافی کتاب قصاص میں کلینی کی سند سے حلبی نے روایت کی ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا جس میں خدا فرماتا ہے:

فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ [1]

امامؑ نے جواب میں فرمایا: جو شخص قاتل سے دیت اور خونبہا قبول کرلے یا اسے معاف کر دے یا اس سے مصالحت کر لے اور پھر بعد میں عہد شکنی کرے اس کے لیے آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

---

[1] سورہ بقرہ۔ آیت ۱۷۸

حصّہ سوم

پہلا باب

قتل کی دِیَت اور سزا

اس باب میں چودہ قوانین بیان کیے گئے ہیں

قانون نمبر ۱

اگر کوئی شخص کسی کو عمداً قتل کر دے تو مقتول کے ولی کو حق حاصل ہے کہ وہ چاہے تو قاتل کو معاف کر دے یا اسے قِصاص میں قتل کر دے یا قانون نمبر ۲ میں بیان کردہ چھ صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں اس سے دِیَت وصول کرے۔

قانون نمبر ۲

قاتل مندرجہ ذیل چھ صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں دِیَت ادا کرے گا:

اوّل: سو عدد اونٹ جو چھٹے سال میں داخل ہو چکے ہوں اور بہت کمزور

اور دبلے نہ ہوں۔

دوئم: دو سو گائیں جنہیں عرف عام میں گائے کہا جاتا ہو۔

سوئم: ایک ہزار بکریاں۔

چہارم: دو سو حلے جن میں ہر حلے میں یمن کے تیار شدہ دو مخصوص پارچے موجود ہوں۔

پنجم: ایک ہزار مثقال شرعی خالص سونا (ہر مثقال شرعی ۱۸ نخود کے برابر ہوتا ہے)۔

ششم: دس ہزار درہم شرعی (ہر درہم ۱۲ ½ نخود سکہ دار چاندی کے برابر ہوتا ہے۔

فروع کافی کتاب دیات میں علی بن ابراہیم کی سند سے ایک روایت ہے امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

اگر کوئی شخص کسی مومن کو عمداً قتل کر دے تو اس کے عوض لازماً اس سے قصاص لیا جائے گا۔ لیکن اگر مقتول کے ورثاء دیت لینے پر راضی ہو جائیں یا فریقین باہم معینہ دیت سے کم یا زیادہ پر راضی ہو جائیں تو یہ جائز ہے۔

فروع کافی کتاب دیات میں عبدالرحمٰن بن الحجاج سے مروی ہے کہ اس نے ابن ابی لیلیٰ سے سنا کہ ایام جاہلیت میں مقتول کا خون بہا سو اونٹ تھے۔ پیغمبر اکرمؐ نے بھی اس دستور کو جاری رکھا۔ پھر حضور اکرمؐ نے گائے پالنے والوں کے لیے دو سو گائیں اور بکریاں پالنے والوں کے لیے ایک ہزار بکریاں جو دو سال کی ہو کر تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہوں، بطور دیت واجب قرار

دیں۔ اسی طرح روپیہ اور سونا رکھنے والے حضرات کے لیے ایک ہزار دینار اور جن حضرات کے پاس چاندی ہو ان کے لیے دس ہزار درہم اور اہل یمن کے لیے سو حلّے بطور دیت واجب قرار پائے۔[1]

عبدالرحمٰن بن الحجاج کہتے ہیں کہ ابن ابی لیلیٰ کے قول کی صحت معلوم کرنے کے لیے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا تو آپ نے فرمایا:

> امیرالمومنین علیؑ کا ارشاد ہے کہ دیت کی مقدار ایک ہزار دینار ہے اور دینار کی قیمت دس درہم کے برابر ہے۔ چنانچہ شہر والوں کے لیے دس ہزار درہم، بدوؤں کے لیے سو اونٹ، اہل دیہات کے لیے دو سو گائیں یا ایک ہزار بکریاں بطور دیت مقرر کی گئی ہیں۔

دیگر احادیث، اجماع اور فتاوٰی کی روشنی میں دیت کے مسئلے میں ابن ابی لیلیٰ کی یہ روایت ضعیف معلوم ہوتی ہے۔ وسائل الشیعہ کتاب دیات میں ابی بصیر سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ قتل عمد کی دیت کیا ہو گی؟

> امامؑ نے فرمایا: سو اونٹ جو پانچ سال پورے کر کے چھٹے سال میں داخل ہو چکے ہوں۔ اگر اونٹ نہ ہوں تو ہر اونٹ کے عوض بیس بکریاں دی جائیں گی۔[2]

---

[1] وسائل الشیعہ اور جواہر الکلام میں دو سو حلّے بیان کیے گئے ہیں۔

[2] فقہائے عامہ میں سے احمد بن حنبل نے فقہائے خاصہ کی مانند دیت میں انہی چھ چیزوں کو اصل قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اگر بکریوں کی صورت میں دیت ادا کریں گے تو دو ہزار بکریاں دیں گے۔ ابو حنیفہ نے دیت میں تین چیزوں کو اصل قرار دیا ہے: ←

فائدہ: دیت کے بارے میں احادیث اور روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ دیت کے لیے اونٹ اور بکری کا نہ ہونا مستحب ہے۔

قانون ۳

اگر کوئی شخص کسی کو از روئے خطا یا شبہ عمد کی صورت میں قتل کر دے مثلاً وہ کسی جانور کو پتھر یا تیر مارے اور وہ پتھر یا تیر کسی آدمی کے لگ جائے اور وہ آدمی مر جائے یا وہ کسی کو تادیب کے طور پہ مارے اور وہ مر جائے تو اس صورت میں مقتول کے ورثاء کو قصاص لینے کا حق نہیں ہے لیکن وہ دیت کے طور پہ مذکورہ چھ چیزوں میں سے کوئی ایک بھی لے سکتے ہیں۔

قانون ۴

مندرجہ ذیل تین مواقع کے علاوہ قتل عمد، قتل شبہ عمد اور قتل خطا کی صورت میں دیت کے لیے چھ معینہ صورتوں میں کوئی فرق نہیں ہے:

اول: اگر قاتل قتل خطا یا قتل شبہہ عمد کی صورت میں دیت کے طور پہ سو اونٹ دینا چاہے تو قتل شبہہ بعمد کی صورت میں وہ پانچ سال کی عمر کے

---

(۱) سو اونٹ (۲) ہزار دینار (۳) دس ہزار درہم۔ شافعی کے دو قول ہیں: (۱) اصل دیت سو اونٹ ہے۔ اگر اونٹ نہ ہوں تو پھر دیت ایک ہزار دینار یا بارہ ہزار درہم ہوگی۔
(۲) اصل دیت سو اونٹ ہے اگر اونٹ نہ ہوں تو دیت ان کی قیمت ایک ہزار دینار یا بارہ ہزار درہم ہوگی۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

چالیس اونٹ اور تین سال کی عمر کے تیس اونٹ اور دو سال کی عمر کے تیس اونٹ دے گا اور قتل خطا محض کی صورت میں دو سال کی عمر کے تیس مادہ اونٹ اور تین سال کی عمر کے تیس اونٹ اور ایک سال کی عمر کے بیس مادہ اونٹ اور دو سال کی عمر کے بیس اونٹ دینے ہوں گے۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

قتل خطا شبہ عمد سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو تادیب کے طور پر پتھر یا تازیانہ مارے اور وہ مر جائے۔ اس قتل کی دیت سخت ہوگی۔ اس میں پانچ یا نو سال کی درمیانی عمر کے چالیس اونٹ اور تین سال کی عمر کے تیس اونٹ اور دو سال کی عمر کے بیس اونٹ بطور دیت دینا ہونگے۔ اس کے برعکس قتل خطا محض میں تیس اونٹ، تین سالہ تیس اونٹ، دو سالہ اور بیس مادہ اونٹ ایک سالہ اور بیس اونٹ دو سالہ بطور دیت دینے ہوں گے۔ ہر اونٹ کی قیمت چاندی کے لحاظ سے ایک سو بیس درہم یا دس دینار ہونی چاہیے اور بکریوں کے لحاظ سے ہر بڑی عمر کے اونٹ اور اونٹنی کی قیمت بیس بکریوں کے برابر ہونی چاہیے۔

دوئم: قتل عمد اور قتل خطا کی دیت میں دوسرا فرق یہ ہے کہ قتل عمد کی صورت میں مقتول کے ورثاء ایک سال کی مدت میں قاتل سے دیت وصول کریں گے اور قتل شبہ عمد میں یہ مدت دو سال اور قتل خطا محض میں یہ مدت تین

سال ہے۔ مدت کا تعین قتل کے وقت سے کیا جائے گا۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں ابی ولاد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا:

> امیر المومنین ؑ کا ارشاد ہے کہ قتل خطا میں دیت وصول کرنے کی مدت تین سال اور قتل عمد میں ایک سال ہے لیکن قتل شبہ عمد میں اجماع اور شہرت کی بنا پر دیت وصول کرنے کی مدت دو سال ہے۔

سوئم: قتل عمد اور شبہ عمد کی دیت خود قاتل کے مال سے وصول کی جائے گی اور قتل خطا کی دیت اس کے عاقلہ سے لی جائے گی۔ اس حکم کی دلیل اور اس بارے میں روایت، نیز عاقلہ کے معانی کی تفصیل بعد میں بیان کی جائے گی۔

قانون ۵

دیت اگر اونٹ کی شکل میں دی جائے تو قتل عمد محض اور قتل عمد شبہ کی دیت مغلظہ (سخت) ہوگی۔ فقہائے خاصہ کے نزدیک قتل عمد محض کی صورت میں دیت ایک سو مسان اونٹ ہوگی۔ یعنی ایسے اونٹ جو چھٹے سال میں داخل ہو چکے ہوں۔ قتل شبہ عمد کی دیت میں چالیس اونٹ پانچ سے نو سال کی درمیانی عمر کے، تیس اونٹ تین سال کے اور تیس اونٹ دو سال کے ہوں گے۔

قتل خطا محض کی دیت اگر اونٹ کی شکل میں ادا کی جائے تو سو اونٹ غیر مغلظہ ہوگی۔ یعنی تیس اونٹ تین سالہ تیس اونٹ دو سالہ اور بیس مادہ اونٹ ایک سالہ اور بیس اونٹ دو سالہ ہوں گے۔ اس حکم کی دلیل

اجماع اور وہ روایات ہیں جو ذکر ہو چکی ہیں [1]

قانون ۶

اگر کوئی شخص رجب، ذی الحجہ، ذیقعد اور محرم کے مہینوں میں کسی کو قتل کرڈے تو اس کو اصل دیت سے ایک تہائی زیادہ دینی پڑے گی۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں کلیب اسدی سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ جو شخص ذیقعد، ذی الحج، محرم یا رجب کے مہینے میں قتل کیا گیا ہو، اس کی دیت کتنی ہو گی؟

امامؑ نے فرمایا: ایک پوری دیت کے علاوہ مزید ایک تہائی

---

[1] فقہاء عامہ میں اونٹوں کی عمر میں اختلاف ہے۔ شافعی کا قول ہے کہ قتل عمد میں سو اونٹ مغلظہ ہیں یعنی چالیس اونٹ ۵ سال کے ۳۰ اونٹ ۲ سال کے اور ۳۰ حاملہ اونٹنیاں دو سال کی ہونی چاہییں۔ ابوحنیفہ کا قول ہے کہ ۲۵ اونٹ ۵ سال کے، ۲۵ اونٹ ۳ سال کے ۲۵ اونٹ دو سال کے اور ۲۵ اونٹنیاں ایک سال کی ہوں۔ شافعی اور ابوحنیفہ نے قتل شبہہ عمد میں دیت کے اونٹ مثل قتل عمد کے قرار دیے ہیں۔ نیز شافعی، ابوحنیفہ، احمد بن حنبل اور مالک نے قتل خطا محض کی دیت میں ۲۰ اونٹ ۵ سال کے ۲۰ اونٹ ۳ سال کے ۲۰ اونٹ ۲ سال کے ۲۰ نر اونٹ دو سال کے اور ۲۰ اونٹنیاں ایک سال کی قرار دی ہیں۔ شافعی کا قول ہے کہ قتل عمد محض میں دیت ادا کرنے کی مدت ایک سال ہے۔ شبہہ عمد میں دیت قاتل کے مال سے اور خطا محض میں قاتل کے عاقلہ سے تین سال کی مدت میں مقتول کے ورثاء کو ادا کی جائے گی۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

دیت قاتل سے وصول کی جائے گی۔[1]

بعض مجتہدین نے حرم مکہ کو بھی ان مہینوں کے ساتھ شامل کر دیا ہے۔

قانون ۷

اگر کوئی شخص حرم کے باہر کسی پر ظلم کرے یا کسی کو قتل کر دے اور پھر حرم میں پناہ حاصل کرے تو جب تک وہ حرم کے اندر ہے اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا لیکن اسے کھانے پینے کا سامان کم فراہم کیا جائے گا' تا کہ وہ حرم سے باہر آجائے اور اس سے قصاص لیا جا سکے۔ چنانچہ ہشام سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادق ؑ سے پوچھا کہ اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جس نے حرم کے باہر قتل کیا اور پھر حرم میں پناہ لے لی۔

امام ؑ نے فرمایا: اندرون حرم اس پر حد جاری نہیں ہو گی لیکن سامان خورد و نوش اسے فراہم نہیں کیا جائے گا۔ اس سے کلام نہیں کیا جائے گا اور اس کے ساتھ کسی قسم کی خرید و فروخت

---

[1] فقہاء عامہ میں شافعی کا قول ہے کہ تین مواقع پر قتل خطاء محض کی دیت مغلظ اونٹوں سے ادا ہوتی ہے۔

اول: قتل حرام مہینوں میں واقع ہوا ہو۔ دوم: قتل محرم میں ہوا ہو۔

سوئم: کسی نے اپنے باپ' ماں' بہن یا بھائی وغیرہ کو قتل کیا ہو۔ لیکن ابوحنیفہ اور مالک کا قول ہے کہ ان میں سے کسی صورت میں بھی دیت مغلظ نہیں ہوتی۔

(کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

بھی نہیں کی جائے گی۔ جب وہ حرم سے باہر آئے گا تو پھر اس پر حد جاری کی جائے گی۔ قرآن کریم کی وہ آیت بھی اس حکم کی تائید کرتی ہے جس میں خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بھی حرم میں داخل ہو جائے وہ امن و سلامتی میں ہے۔

قانون ۸

اگر کوئی شخص حرم کے اندر کسی پر ظلم کرے یا کسی کو قتل کر دے تو اس سے حرم کے اندر قصاص لینا جائز ہے۔ کیونکہ خود اس نے حرم کی حرمت و عظمت کا لحاظ نہیں رکھا۔ قصاص کی ادلہ کا ظاہر بھی اس حکم کی تائید کرتا ہے۔ بعض مجتہدین نے روضۂ رسولؐ اور ائمہ طاہرینؑ کے مزارات مقدسہ کو بھی حرم مکہ کے ساتھ شامل کیا ہے۔

قانون ۹

عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے۔ اس میں بالغ و نابالغ یا عاقل و مجنوں کا کوئی فرق نہیں ہے۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں عبداللہ بن مسکان سے مروی ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

اگر کسی عورت نے کسی مرد کو قتل کر دیا تو اس کے عوض اسے قتل کیا جائے گا لیکن اگر ایک مرد کسی عورت کو قتل کر دے تو اگر مقتولہ کے ورثا چاہیں تو قاتل کو مقتولہ کے عوض قتل کر سکتے ہیں لیکن اس صورت میں ضروری ہے کہ وہ قاتل کو آدھی دیت دیں

اور پھر اسے قتل کریں۔ لیکن اگر وہ قصاص نہ لینا چاہیں تو قاتل سے دیت وصول کر سکتے ہیں۔

یاد رہے کہ مرد کی دیت کامل ہے اور عورت کی دیت مرد کی دیت کے نصف کے برابر ہے۔

قانون ۱۰

ایک ولد زنا اگر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے تو قول مشہور کے مطابق اس کی دیت مسلمان کی دیت کے برابر ہے۔ بعض فقہاء مثلاً سید مرتضیٰ قدس سرہ کا قول ہے کہ اس کی دیت کافر ذمی کی دیت کے برابر ہے اور بعض علماء مثلاً ابن ادریس قدس سرہ کا قول ہے کہ اس کے لیے کوئی دیت نہیں ہے۔

قانون ۱۱

یہودی، عیسائی اور مجوسی اگر ذمی ہیں اور شرائط ذمہ پر کاربند ہیں تو ان کی دیت آٹھ سو درہم ہے۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں ابن مسکان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

یہودی، عیسائی اور مجوسی کی دیت آٹھ سو درہم ہے۔

نیز فروع کافی کتاب دیات میں لیث مرادی سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہودی، عیسائی اور مجوسی کی دیت کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

ان سب کی دیت یکساں اور آٹھ سو درہم ہے۔ اسی طرح

یہودی، عیسائی اور مجوسی عورتیں جو ذمی ہوں اور شرائط ذمہ پہ عمل کرتی ہوں، ان کی دیت ان کے مردوں کے مقابلہ میں نصف یعنی چار سو درہم ہے۔[1]

قانون ۱۲

حاکم شرع کو اختیار حاصل ہے کہ وہ تادیب اور امن و امان کی بقا کے لیے یہودی اور عیسائی اور مجوسی کے قاتل سے کافر ذمی کی دیت سے زیادہ رقم وصول کرے۔

---

[1] یہودی عیسائی اور مجوسی کی دیت کے متعلق فقہائے عامہ میں اختلاف ہے۔ شافعی کا قول ہے کہ یہودی اور عیسائی کی دیت مسلمان کی دیت کا ۱/۳ اور مجوسی کی دیت آٹھ سو درہم ہے اور بعض کا قول ہے کہ یہودی اور عیسائی کی دیت مسلمان کی دیت کا نصف ہے۔ مالک کا قول ہے کہ یہودی اور نصرانی کی دیت مسلمان کی دیت کا نصف اور مجوسی کی دیت آٹھ سو درہم ہے۔ احمد بن حنبل کا قول ہے کہ اگر کسی نے ان میں سے کسی کا قتل کیا ہے تو وارث کو مسلمان کی دیت کے برابر دیت دی جائے گی اور اگر قتل عمد خطا ہے تو مسلمان کی دیت کا نصف دیا جائے گا۔

ابو حنیفہ کا قول ہے کہ یہودی عیسائی اور مجوسی کی دیت مطلقاً مسلمان کی دیت کے برابر ہے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

قانون ۱۳

کافر ذمی اور دین سے خارج شدہ افراد کے لیے کوئی دیت نہیں ہے۔
اس مسئلے میں فقہاء کے درمیان چنداں اختلاف نہیں ہے۔

دوسرا باب

مُوجبِ دیت اُمور

اس باب میں ۴۹ قانون ہیں:

قانون ۱

قتل خطا محض اور قتل شبہ عمد جیسا قتل کی تینوں اقسام کے ذیل میں بیان ہو چکا ہے کہ دیت کا سبب بنتے ہیں۔ اسی طرح قتل عمد میں بھی اگر مقتول کے ورثاء دیت لینے پر راضی ہو جائیں تو قتل عمد بھی دیت کا سبب بنے گا۔

قانون ۲

کوئی ایسا طبیب جو علم طب کے بارے میں علم نہ رکھتا ہو اور اس میں ماہر نہ ہو، اگر وہ کسی بالغ و عاقل کی اجازت سے اس کا علاج کرے اور وہ مر جائے تو طبیب اس کی موت کا ذمہ دار ہوگا اور اسے اپنے مال سے اس کی دیت ادا کرنی

ہو گی ۔ اسی طرح اگر ایک ماہر طبیب کسی بالغ اور عاقل مریض کا علاج اس کی اجازت کے بغیر کرے یا کسی دیوانے یا بچے کے شرعی ولی کی اجازت کے بغیر اس کا علاج کرے اور مریض مرجائے یا اس کا کوئی عضو ضائع ہو جائے تو وہ طبیب اس کا ذمہ دار ہو گا ۔ اس مسئلے پر علمار کا اجماع ہے اور اس مسئلے میں فقہار کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے ۔

قانون ۳

اگر ایک ماہر طبیب کسی عاقل اور بالغ مریض کی اجازت سے اس کا علاج کرے اور وہ مرجائے یا اس کا کوئی عضو ضائع ہو جائے تو اس مسئلے پر علمار کے درمیان اختلاف ہے ۔ بہت سے فقہار کا قول ہے کہ وہ طبیب اس کی دیت کا ضامن ہے ۔ یہ فقہار قاعدہ ضمان کی رُو سے کہتے ہیں کہ مریض نے علاج کی اجازت دی ہے، مار ڈالنے کی اجازت نہیں دی ۔ نیز مریض کی جانب سے دی ہوئی شرعی اجازت بھی طبیب کے ضامن ہونے کی نفی نہیں کرتی ۔ جیسے کسی کو تادیب کے لیے مارنا جائز ہے لیکن اگر اتفاقاً وہ مرجائے تو تادیب کرنے والا اس کی دیت کا ذمہ دار ہو گا ۔ بعض مجتہدین نے اس قول پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے ۔ امیرالمومنینؑ سے بھی ایک روایت ہے کہ آپ نے فرمایا :

> اگر کوئی ختنہ کرتے وقت کسی لڑکے کا حشفہ کاٹ دے تو
> تو وہ اس کی موت کا ضامن ہو گا ۔

بعض مجتہدین کا قول ہے کہ اگر طبیب ماہر ہو اور علاج میں کوئی کوتاہی نہ کرے اور مریض یا اسکے ولی کی اجازت بھی حاصل ہو تو طبیب اسکی موت کا ضامن نہیں ہو گا ۔

قانون ۴

اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ طبیب دیت کا ذمہ دار ہوتا ہے لیکن خود مریض ہی طبیب کو بری لذمہ قرار دے اور کہے کہ اگر میں علاج کے دوران مر جاؤں تو طبیب اس کا ضامن نہیں ہوگا، کیا اس صورت میں طبیب پر سے دیت ساقط ہو جائے گی؟ اس بارے میں مجتہدین کے دو قول ہیں۔ بعض کا کہنا ہے کہ اگر مریض یا اس کے ولی نے طبیب کو بری الزمہ قرار دیدیا تھا تو پھر وہ ضامن نہیں ہے۔ جیسا کہ فروع کافی کتاب دیات میں سکونی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

> امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی انسان یا حیوان کا علاج کرنے لگے، اسے چاہیے کہ پہلے اس کے ولی یا مالک سے اپنے لیے برائت حاصل کرلے۔ چنانچہ اگر اس نے علاج کرنے سے پہلے برائت حاصل نہیں کی اور علاج سے موت واقع ہوگئی تو اسے دیت ادا کرنی ہوگی۔

اکثر علماء اور مجتہدین نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ برائت حاصل کرنے کے بعد بھی اس پر سے دیت ساقط نہیں ہوتی۔

قانون ۵

اگر کوئی شخص ایک چیز اپنے سر پر یا کمر پر اٹھا کرلے جا رہا ہو۔ اثنائے راہ میں وہ کسی دوسرے شخص سے ٹکرا جائے۔ اگر اس ٹکر کے نتیجے میں وہ دوسرا شخص مر جائے تو ٹکرانے والا شخص اپنے مال سے اس کی دیت ادا کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔

چنانچہ فروع کافی اور تہذیب الاحکام میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

جو شخص اپنے سر پر اٹھا کر کچھ لیجا رہا ہو اور راستے میں کسی دوسرے شخص سے ٹکرا جائے۔ اس ٹکر کے نتیجے میں اگر وہ دوسرا شخص مر جائے یا زخمی ہو جائے تو وہ بوجھ اٹھا کر لے جانے والا شخص اس کی دیت کا ضامن ہو گا۔

قانون ۶

اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے اس انداز میں بغلگیر ہو یا جماع کرے کہ وہ مر جائے تو وہ اپنے مال سے اس کی دیت کا ضامن ہو گا۔

چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب دیات میں روایت ہے کہ اس مسئلے کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

اس سے پوری دیت لی جائے گی لیکن اس کو اپنی بیوی کے قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا۔

قانون ۷

اگر کوئی شخص راستے میں یا کسی کی ملکیت میں اس کی اجازت کے بغیر کنواں کھودے اور کوئی لاعلم شخص اس میں گر کر مر جائے یا اس کا کوئی عضو ضائع ہو جائے تو کنواں کھودنے والا شخص اس کی دیت کا ضامن ہو گا۔

چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب دیات میں سماعہ سے روایت ہے کہ اس نے

امام جعفر صادقؑ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جس نے اپنے گھر میں یا اپنی زمین میں کنواں کھودا ہو!

امامؑ نے فرمایا: اگر کسی نے اپنی زمین میں کنواں کھودا ہو اور کوئی اس میں گر کر مر جائے تو مالک اس کی دیت ادا کرنے کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔ لیکن اگر وہ عام گزرگاہ پر یا کسی دوسرے کی ملکیت پر کنواں کھودے اور کوئی اس میں گر جائے تو وہ اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔

قانون ۸

اگر کوئی شخص مسلمانوں کی عمومی گزرگاہ پر کوئی عمارت کھڑی کر دے یا پتھر ڈال دے جس سے راستہ تنگ ہو جائے اور پتھر ڈالنے میں کوئی مصلحت بھی پیش نظر نہ ہو اور اس کے لیے امام یا حاکم شرع کی اجازت بھی حاصل نہ کی گئی ہو تو اگر کوئی شخص اس سبب سے مارا جائے تو عمارت بنانے والا یا پتھر ڈالنے والا دیت اور خون بہا کا ذمہ دار ہوگا۔ اس مسئلے میں ابی الصباح الکنانی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

جو شخص مسلمانوں کی راہ گزر میں کچھ رکھ کر کسی کو نقصان پہنچائے وہ اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔

قانون ۹

اگر کسی کی دیوار ٹیڑھی ہو جائے اور اس میں مسلمانوں کی گزرگاہ کی طرف

یا کسی کی ملکیت کی جانب جھکاؤ پیدا ہو جائے اور دیوار کا مالک اسے درست کرنے میں تاخیر کرے تو اگر کوئی شخص اس دیوار کے گرنے سے مر جائے یا اس کا کوئی عضو ضائع ہو جائے تو دیوار کا مالک اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔[1]

قانون ۱۰

مسلمانوں کی عمومی گزرگاہ کی جانب پرنالہ لگانا یا کسی لکڑی یا لوہے کی سلاخ کا ٹکڑا باہر نکالنا یا روشندان اور کھڑکی کھولنا، اگر کسی پیدل چلنے والے یا سوار کے لیے نقصان دہ نہ ہو تو چونکہ ہر زمانے میں مسلمانوں کے شہروں میں ایسا ہوتا رہا ہے اس لیے جائز ہے۔ حتٰی کہ بعض مجتہدین نے اس کے جائز ہونے پر اجماع ہونے کا ادعا کیا ہے۔ نیز ایک روایت میں ہے کہ رسول اکرمؐ کے چچا عباس کے مکان کا پرنالہ مسجد نبویؐ کی جانب تھا اور خود آنحضرتؐ نے ایسا تجویز کیا تھا۔[2]

---

[1] فقہائے عامہ میں سے ابو حنیفہ کا قول ہے کہ اگر ہمسایہ یا راستہ چلنے والے اس دیوار کو درست کرنے کا مطالبہ کریں اور اس کے ٹیڑھا ہونے پر گواہ پیش کریں اور اس دیوار کا مالک علم اور طاقت ہونے کے باوجود اسے درست نہ کروائے تو وہ ضامن ہوگا لیکن اگر مطالبہ کرنے اور گواہ پیش کرنے سے قبل کوئی مر جائے تو مالک ضامن نہیں ہوگا۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

[2] فقہائے عامہ میں سے شافعی نے بھی اس کے جائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ ابو حنیفہ کا قول ہے کہ یہ اس وقت تک جائز ہے جب تک کوئی منع نہ کرے اور اگر کوئی منع کرے اور مخالفت کرے تو جائز نہیں رہتا۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

قانون ۱۱

بالفرض اگر مندرجہ بالا چیزیں جائز ہوں اور مالک کے علم میں ہونے کے باوجود اس کی کوتاہی سے کوئی ایک چیز راستے میں گر جائے اور راستہ چلنے والوں میں سے کوئی مارا جائے یا زخمی ہو جائے تو مالک اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن ہو گا۔ چنانچہ فروع کافی اور وسائل الشیعہ کتاب دیات میں امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

رسول اکرمؐ کا فرمان ہے کہ جو شخص مسلمانوں کی گزرگاہ پر گڑھا کھودے یا کھونٹا گاڑے یا جانور کو باندھے یا پرنالہ لگائے اور اس کے سبب سے کوئی ہلاک ہو جائے تو وہ اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن ہو گا۔

اگر ان چیزوں کا مالک اپنی جانب سے کسی کوتاہی کا مرتکب نہ ہو اور پھر ان میں سے کسی ایک کے گر پڑنے سے کوئی ہلاک یا زخمی ہو جائے تو اس کی سزا کے بارے میں اختلاف ہے بعض علماء نے کہا ہے کہ وہ مطلقاً ضامن ہے اور بعض کا قول ہے کہ وہ مطلقاً ضامن نہیں ہے۔

بعض مجتہدین کا کہنا ہے کہ اگر پرنالہ یا لکڑی یا لوہا دیوار سے باہر نکلا ہوا تھا اور پھر گر کر کسی کی ہلاکت کا باعث بنا تو مالک پوری دیت ادا کرنے کا ضامن ہو گا۔

بعض کا قول ہے کہ وہ نصف دیت ادا کرنے کا ضامن ہو گا۔ لیکن مشہور قول یہ ہے کہ علم اور کوتاہی کی صورت میں ضامن ہو گا اور اگر علم

اور کوتاہی نہ ہو تو ضامن نہیں ہوگا۔[1]

قانون ۱۲

اگر کوئی شخص کسی تنگ راستے پر جہاں کھڑا ہونے کی جگہ نہ ہو، کھڑا ہو جائے اور کوئی شخص اس سے ٹکرا کر مر جائے تو وہ دیت ادا کرنے کا ضامن ہوگا کیونکہ وہ وہاں کھڑا ہونے میں کوتاہی کا مرتکب ہوا ہے۔

قانون ۱۳

اگر کوئی شخص کسی مباح جگہ پر یا کشادہ راستے میں یا خود اپنی زمین پر کھڑا ہو اور کوئی دوسرا شخص اس سے آ ٹکرائے اور مر جائے یا زخمی ہو جائے تو اس کا خون حلال ہے۔ کیونکہ وہ خود اپنے فعل کے نتیجے میں ہلاک یا زخمی ہوا ہے۔ لیکن اگر وہ شخص اپنے مکان میں تھا، وہ اس ٹکر کے نتیجے میں مر جائے تو آ کر ٹکرانے والا اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن ہے کیونکہ وہ اس کے فعل سے ہلاک ہوا ہے۔

قانون ۱۴

اگر کوئی دو پیدل چلنے والے یا سوار غلطی سے باہم ٹکرا کر مر جائیں تو ہر ایک

---

[1] تمام فقہاء عامہ کا قول ہے کہ وہ پرنالہ جو مسلمانوں کی گزرگاہ کی جانب ہے، اگر وہ گر پڑے اور کسی کو ہلاک کر دے تو اس کا مالک مطلقاً دیت ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔

(کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

کے ورثار ایک دوسرے سے نصف دیت وصول کریں گے۔ کیونکہ ہر ایک کی موت کے دو اسباب ہیں۔ ایک سبب اس کا اپنا فعل اور دوسرا سبب دوسرے شخص کی کوتاہی ہے۔ چنانچہ اپنے فعل کی دیت ساقط ہو جائے گی۔[1]

قانون ۱۵

اگر دو شخص باہم کشتی لڑتے ہوئے زمین پر گر پڑیں اور مر جائیں تو ان میں سے ہر ایک کے ورثار دوسرے کے وارثوں سے دیت لیں گے کیونکہ عرف عام میں ان میں سے ہر ایک دوسرے کے قتل کا سبب بنا ہے۔ اگر ان میں سے ایک مر جائے یا اس کا ہاتھ یا پاؤں ٹوٹ جائے تو وہ دوسرا معینہ دیت کا نصف ادا کرے گا۔ بعض علمار کا قول ہے کہ اس کا خون ضائع اور برباد ہو گیا ہے اور اس کی کوئی دیت نہیں ہے۔

قانون ۱۶

اگر دو کشتیاں چلتے چلتے ایک دوسری سے ٹکرا جائیں اور ان پر لدا ہوا مال

---

[1] فقہائے عامہ میں سے شافعی اور مالک کا بھی یہی فتویٰ ہے لیکن ابو حنیفہ کا قول ہے کہ تصادم میں شبہ عمد مثل خطار محض کے ہے۔ اس لیے اس کی تمام دیت اعزہ پر ہے اور اگر تصادم جان بوجھ کر کیا ہے تو ایک دوسرے کے ورثار پوری دیت وصول کریں گے۔ ابو حنیفہ کا قول ہے کہ ان کا عمد بطور خطار کے شمار ہوگا اور ان کے اعزہ کو پوری دیت ادا کرنی ہوگی۔ شافعی کے بھی دو قول ہیں، دوسرا قول وہی جو ابو حنیفہ کا ہے۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی علماء)

تباہ ہوجائے اور ان پر سوار افراد مرجائیں تو اگر ہوا نے دونوں کشتیوں کے ملاحوں کو بے بس کردیا تھا اور وہ باہم ٹکرا گئیں تو کسی پر کوئی دیت نہیں ہے۔ لیکن اگر کشتیاں ان کی مرضی کے مطابق چل رہی تھیں تو ان میں سے ہر کشتی کے ملاح کو دوسری کشتی کی آدھی قیمت اس کشتی کے ملاح کو دینا واجب ہے۔ اسی طرح دونوں کشتیوں پر لدے ہوئے سامان کے مالکوں کے سامنے ان کے سامان کے ضامن ہیں اور عمد کی صورت میں ملاحوں سے ہلاک شدگان کا قصاص لیا جائے گا اور خطاء کی صورت میں ان پر دیت واجب ہوگی جو انہیں خود اپنے مال سے ادا کرنا ہوگی۔ کیونکہ یہ جرم قتل شبہ عمد ہے۔

قانون ۱۷۱

اگر کسی کا گھوڑا سڑک پر پیشاب کردے اور کوئی دوسرا شخص اس پر سے گزرتے ہوئے پھسل کر گر پڑے اور مرجائے تو بعض مجتہدین کا قول ہے کہ گھوڑے کا مالک اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص سر پر رکھ کر کچھ سامان لے جارہا ہو اور وہ سامان گر کر ٹوٹ جائے تو وہ اس کی مثل یا اس کی قیمت دینے کا ضامن ہوگا۔ اکثر علماء کا قول ہے کہ وہ ضامن نہیں ہے۔ نیز اگر کوئی شخص لوگوں کے راستے میں پانی ڈال دے یا کھیرا، ککڑی یا تربوز کے چھلکے پھینک دے، جس سے کسی راستہ چلنے والے کا پاؤں پھسلنے کے نتیجے میں وہ راستہ چلنے والا ہلاک ہوجائے یا اس کا مال ضائع ہوجائے تو اس مسئلہ میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض علماء نے ہر صورت میں اسے ضامن قرار دیا ہے اور بعض علماء نے تفصیل بیان کی ہے اور کہا ہے کہ اگر کسی نے اس راستہ چلنے والے کو دیکھا کہ

وہ بچ سکتا تھا لیکن بچا نہیں، تو اس صورت میں وہ ضامن نہیں ہے۔ ورنہ دوسری ہر صورت میں وہ ضامن ہے۔ (یہ مسئلہ تفصیل سے خالی نہیں ہے)

قانون ۱۸

اگر کوئی شخص ایک پیالہ اپنے مکان کی چھت پر پھینکے لیکن اتفاق سے وہ پیالہ سڑک یا گلی میں جا گرے اور کسی کو ہلاک کر دے یا کسی کے مال کو نقصان پہنچائے تو اگر پیالہ پھینکنے میں وہ حد سے بڑھ گیا اور کوتاہی کا مرتکب ہوا تو وہ ضامن ہے اور اگر وہ حد سے نہیں بڑھا اور کوتاہی کا مرتکب نہیں ہوا تو وہ ضامن نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے خود اپنی ملکیت میں تصرف کیا تھا۔

قانون ۱۹

اگر کوئی شخص کسی مباح مقام پر تیر اندازی کر رہا تھا۔ اس وقت کوئی دوسرا شخص بے خبری کے عالم میں ادھر سے گزرا اور تیر اسے جا لگا اور وہ ہلاک ہو گیا تو اس کی دیت اس تیر انداز پر نہیں بلکہ اس کے اعزہ پر ہے۔ لیکن اگر تیر انداز نے مقتول کو آگاہ کر دیا تھا اور اس نے پرواہ نہیں کی تو اس صورت میں اگر تیر انداز حاکم شرع کے سامنے اپنا اسے آگاہ کرنا ثابت کر دے تو اس مقتول کا خون بیکار اور ضائع ہو جائے گا۔

چنانچہ ابی الصباح کنانی کی روایت میں امام جعفر صادقؑ نے یہی فرمایا ہے۔

قانون نمبر ۲۰

اگر کسی نے مسلمانوں کی رہگزر میں کوئی ایسی چیز ڈال دی جس سے چوپایہ کے پھسل جانے سے سوار گر پڑے اور مر جائے یا زخمی ہو جائے تو وہ چیز ڈالنے والا اس کی دیت کا ضامن ہو گا۔ چنانچہ فروع کافی اور وسائل الشیعہ کتاب دیات میں حلبی سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادق ؑ سے سوال کیا کہ اگر کسی نے سڑک پر کچھ ڈال دیا اور چوپائے کے اس پر سے پھسل جانے سے سوار گر کر مر گیا یا زخمی ہو گیا تو اس بارے میں کیا حکم ہے ؟

امام ؑ نے جواب میں فرمایا : ہر وہ چیز جس کا مسلمانوں کے رستے میں ہونا مضر ہو، اس کے مالک یا اسے پھینکنے والے کو ضامن قرار دیا جائے گا۔

قانون نمبر ۲۱

وسائل الشیعہ کتاب دیات میں علی بن سوید سے روایت ہے کہ امام موسیٰ کاظم ؑ نے فرمایا :

جب قائم آل محمد علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو فرمائیں گے کہ گھڑ سوار سڑک کے وسط میں چلیں اور پیدل چلنے والے سڑک کے کنارے پر چلیں۔ اگر کسی نے کسی کو مار ڈالا یا کسی کو زخم پہنچایا تو وہ اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن ہو گا۔ اگر کوئی پیدل چلنے والا بیچ سڑک میں سواروں کے سامنے آ گیا اور اس

کو کوئی نقصان پہنچا تو اس کی دیت نہیں ہے۔

فروع کافی کتاب دیات میں ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا:

تین آدمیوں نے مل کر ایک دیوار گرانے کی کوشش کی۔ وہ دیوار خود ان میں سے ایک پر آ گری اور وہ مر گیا۔ امیر المومنین علی ؑ نے فیصلہ سناتے ہوئے اس کی دیت ان دو آدمیوں پر لازم قرار دی اور فرمایا کہ ان میں سے ہر شخص ایک دوسرے کا ضامن تھا۔

قانون ۲۲

اگر کوئی شخص اپنے مست یا خونخوار جانور کی حفاظت میں کوتاہی کرے اور وہ جانور کسی کو مار ڈالے یا نقصان پہنچائے تو وہ شخص اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن ہو گا۔ کیونکہ مست حیوان مثل مست اونٹ یا پاگل کتے وغیرہ کی نگرانی کرنا واجب ہے۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں حلبی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق ؑ سے پوچھا گیا کہ ایک اونٹ مست حالت میں اپنے گھر سے باہر آیا اور اس نے ایک آدمی کو مار ڈالا۔ بعد ازاں مقتول کے بھائی نے اپنی تلوار سے اونٹ کو مار ڈالا، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

امام ؑ نے فرمایا: جسے اونٹ نے مار ڈالا ہے، اونٹ والا اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن ہے اور مقتول کا بھائی جس نے اونٹ کو مار دیا ہے، اس سے اونٹ کی قیمت لی جائے گی۔

قانون ۲۳

اگر حیوان کا مالک حیوان کی حفاظت میں کوتاہی نہ کرے یا اسے اس کے مست ہونے کا علم نہ ہو تو وہ دیت ادا کرنے کا ضامن نہیں ہے۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں مسمع بن عبدالمالک سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

امیرالمومنین علیؑ مست اونٹ کے مالک کو اونٹ کے پہلی مرتبہ نقصان پہنچانے پر دیت ادا کرنے کا ضامن قرار نہیں دیتے تھے۔ لیکن جب وہ اونٹ دوسری بار کسی کو نقصان پہنچاتا تو آپ اس کے مالک کو ضامن قرار دیتے تھے۔ کیونکہ پہلی مرتبہ حیوان کا مالک عادتاً متوجہ نہیں ہوتا لیکن دوسرے موقع پر وہ اس کی مستی سے واقف ہوتا ہے۔ اس لیے اب اگر وہ اس کی حفاظت میں کوتاہی کرے تو دیت ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔

قانون ۲۴

اگر کوئی شخص کسی کی دعوت کرے اور میزبان کا کتا مہمان کو زخمی کر دے یا مار ڈالے تو میزبان اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔ اگرچہ صاحب خانہ یہ علم بھی رکھتا ہو کہ اس کے کتے نے مہمان کو زخمی کیا ہے۔

قانون ۲۵

اگر کوئی صاحب بغیر دعوت کے کسی کے گھر جائے اور مالک مکان کا کتا

اسے زخمی کر دے یا مار ڈالے تو مالک مکان اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن نہیں ہوگا۔ چنانچہ فروع کافی، کتاب دیات میں امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے یہ فیصلہ فرمایا کہ جو شخص کسی کے مکان میں بغیر اجازت سے داخل ہو اور مالک مکان کا کتا اسے کاٹ لے تو مالک مکان اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ صاحب خانہ کی اجازت سے داخل ہوا ہے تو صاحب خانہ دیت ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔

اسی کتاب میں علی بن ابراہیم کی سند سے بعض صحابہ سے ایک روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کسی کے گھر میں داخل ہوا تو مالک مکان کے کتے نے اس پر حملہ کیا اور اسے کاٹا، اس بارے میں کیا حکم ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اگر مالک مکان نے اسے دعوت دی تھی تو وہ اس کے زخم کے تاوان کا ضامن ہے، اگرچہ زخم ناخن کے برابر ہی کیوں نہ ہو اور اگر وہ شخص صاحب مکان کی دعوت کے بغیر داخل ہوا تھا تو صاحب مکان پر کچھ واجب نہیں ہے۔

قانون ۲۶

اگر کوئی شخص اپنے چوپائے پر سوار ہو کر سڑک پر جا رہا ہو اور اس کا چوپایہ اثنائے راہ میں اپنے سر یا پاؤں سے کسی کو نقصان پہنچائے تو سوار اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔

قانون ۲۷

اگر حیوان کھڑا ہو اور اس کا مالک اس پر سوار ہو اور اس حالت میں وہ حیوان کسی کو اپنے سر یا پاؤں سے زخم پہنچائے تو مالک مطلقاً ضامن ہے۔

قانون ۲۸

اگر حیوان کا مالک اس پر سوار نہ ہو اور وہ اس کی لگام کو کھینچے تو اس صورت میں اگر وہ جانور اپنے سر یا اگلے دو پاؤں سے کسی کو نقصان پہنچاتے تو وہ ضامن ہوگا۔ لیکن اگر حیوان کے پچھلے پاؤں سے نقصان پہنچے تو مالک ضامن نہیں ہوگا۔

قانون ۲۹

اگر حیوان کا مالک پیدل چل رہا ہو اور حیوان کو بھی اپنے ساتھ ساتھ لے جا رہا ہو تو اس صورت میں مالک حیوان کی جانب سے پہنچائے گئے ہر نقصان کا ضامن ہوگا۔

چنانچہ فروع کافی، کتاب دیات میں علا ابن الفضیل سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا گیا کہ اگر ایک شخص اپنے چوپائے پر سوار ہو کر مسلمانوں کی عمومی گزرگاہ سے گزر رہا ہو اور اس کا حیوان اپنے پچھلے پاؤں سے کسی کو ضرر پہنچائے یا ہلاک کردے تو کیا وہ سوار ضامن ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اگر جانور نے اپنے پچھلے پاؤں سے نقصان

پہنچایا ہے تو سوار ضامن نہیں ہے اور اگر وہ اگلے پاؤں سے نقصان پہنچائے تو سوار ضامن ہے۔

اسی طرح اگر حیوان کھڑا ہو اور اپنے اگلے پاؤں یا پچھلے پاؤں سے کسی کو نقصان پہنچائے تو سوار ضامن ہے اور اگر حیوان کا مالک حیوان کو اپنے آگے آگے چلا کر لے جا رہا ہے تو چاہے حیوان پچھلے پاؤں سے نقصان پہنچائے یا اگلے پاؤں سے مالک ہر صورت میں دیت ادا کرنے کا ضامن ہے۔

قانون نمبر ۳۰

اگر دو آدمی کسی چوپائے پر سوار ہوں تو دیت ادا کرنے کی صورت میں دونوں شریک ہوں گے، بشرطیکہ ان میں سے کوئی ایک بچہ یا بیمار یا حیوان کا مالک نہ ہو۔ اگر اس پر چوپائے کا مالک موجود ہو تو دیت اس کی گردن پہ ہوگی۔ چنانچہ وسائل الشیعہ، کتاب دیات میں سلمہ بن تمام سے روایت ہے کہ دو افراد ایک چوپائے پر سوار جا رہے تھے کہ اسی دوران اس چوپائے نے ایک آدمی کو مار ڈالا یا زخمی کر دیا۔ امیرالمومنین علیؑ نے ان دونوں کو مساوی حیثیت میں اس کا ذمہ دار قرار دیا۔

قانون نمبر ۳۱

اگر کوئی شخص کوئی ایسا کام کرے جس سے حیوان اپنے سوار کو یا کسی دوسرے کو نقصان پہنچائے یا ہلاک کر دے تو وہ اس کی دیت کا ضامن ہوگا۔ اسی طرح اگر خود سوار کوئی ایسا کام کرے جس سے حیوان کسی دوسرے کو نقصان

پہنچائے تو اس پر بھی یہی حکم عائد ہو گا۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں حلبی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا گیا کہ اگر ایک شخص ایک ایسے فعل کا مرتکب ہو جس سے ایک دوسرا شخص مر جائے اور اس شخص کا چوپایہ ایک اور شخص کو مار ڈالے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

امام نے فرمایا: وہ شخص ہر جرم اور نقصان کا ذمہ دار ہے۔

فروع کافی کتاب دیات میں حلبی نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر کوئی شخص کسی کو دیوار سے گرا دے یا اس کی سواری کے جانور کو بھڑکا دے اور وہ اس پر سے گر کر مر جائے یا زخمی ہو جائے یا اس کے بدن کا کوئی عضو ٹوٹ جائے تو وہ اس کی دیت کا ذمہ دار ہو گا۔

قانون ۳۲

اگر کوئی حیوان کسی دوسرے شخص کے حیوان کے اصطبل یا اس کے آرام کرنے کی جگہ پر جا کر اسے مار ڈالے یا زخمی کرے تو اگر جا کر مارنے یا زخمی کرنیوالے حیوان کے مالک نے حیوان کی نگرانی میں کوتاہی کی ہے تو وہ اس نقصان کا ذمہ دار ہو گا اور اگر کوتاہی نہیں کی تو پھر وہ ذمہ دار نہیں ہو گا۔ اگر کوئی حیوان کسی دوسرے حیوان کے اصطبل یا اس کی آرام کرنے کی جگہ میں داخل ہو جائے اور اصطبل والا حیوان اس آنے والے حیوان کو مار ڈالے یا زخمی کرے تو اس کا مالک نقصان کا

ذمہ دار نہیں ہوگا۔

چنانچہ مصعب بن سلام التمیمی نے امام جعفر صادقؑ سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

رسول اکرمؐ کے عہد میں کسی کے بیل نے کسی دوسرے کے گدھے کو مار ڈالا۔ وہ دونوں اس کے فیصلہ کے لیے رسول اکرمؐ کی خدمت میں پیش ہوئے۔ آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کی طرف دیکھ کر فرمایا: ابوبکر! اس مقدمے کا فیصلہ کرو۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہؐ! ایک حیوان نے دوسرے حیوان کو مار ڈالا ہے اس لیے کسی پر کوئی جرم نہیں ہے۔ پھر آپ نے عمر سے کہا کہ اے عمر! تم فیصلہ کرو! انہوں نے بھی وہی کہا جو ابوبکر نے کہا تھا۔ پھر آپ نے علی مرتضیٰؑ سے کہا کہ اے علیؑ! تم ان دونوں فریقوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ انہوں نے فرمایا: یارسول اللہؐ! اگر بیل نے گدھے کی آرام کی جگہ میں داخل ہو کر گدھے کو مار دیا ہے تو بیل کا مالک اس نقصان کا ذمہ دار ہے اور اگر گدھا خود بیل کے آرام کرنے کی جگہ میں داخل ہوا ہے تو پھر بیل کے مالک پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ یہ سن کر رسول اکرمؐ نے اپنے ہاتھ آسمان کی جانب بلند کر کے خداوند عالم کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا: "پروردگار! تیرا شکر ہے کہ تو نے میرے اہلبیتؑ میں سے ایک شخص کو منتخب کیا جو پیغمبروں کی طرح قضاوت کرتا ہے۔"

قانون ۳۳

اگر کوئی شخص کسی کی دعوت کرے اور رات کے وقت اس کو اپنے ہاں سے رخصت کردے، صبح کو وہ مہمان مقتول پایا جائے۔ اس صورت میں اگر میزبان اس بات کا ثبوت فراہم نہ کرسکے کہ وہ مہمان کو اس کے گھر تک پہنچا کر آیا تھا یا کسی اور نے اسے قتل کیا ہے تو وہ اس کی دیت کا ذمہ دار ہوگا۔

چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب دیات میں عبداللہ بن میمون نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر کسی شخص کو اس کا برادر ایمانی رات کے وقت مدعو کرے تو میزبان اس وقت تک اپنے مہمان کا ضامن ہے جب تک اسے بحفاظت اس کے گھر نہ پہنچا دے۔

اسی طرح اگر چند آدمی مل کر ایک شخص کی دعوت کریں یا ایک آدمی چند اشخاص کی دعوت کرے تو جان ضائع ہوجانے کی صورت میں میزبان ضامن ہوگا۔ اسی طرح اگر ایک شخص کو مدعو کیا جائے لیکن اس کی بجائے کوئی دوسرا آدمی گھر سے باہر آکر میزبان کے ساتھ چل پڑے اور قتل ہوجائے تو میزبان ضامن نہیں ہوگا۔

قانون ۳۴

اگر کوئی شخص کسی غیر کی جگہ پر یا راستے میں وہاں سے گزرنے والوں کی کسی مصلحت کا خیال رکھے بغیر آگ روشن کرے اور وہ آگ لوگوں کے جان و مال کو

نقصان پہنچائے تو وہ اس نقصان کا ذمہ دار ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص جب ہوا تیز چل رہی ہو، خود اپنے گھر میں ضرورت سے زیادہ آگ روشن کرے اور وہ آگ لوگوں کے جان و مال کو نقصان پہنچائے تو وہ شخص ذمہ دار ہوگا۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنے گھر میں ضرورت کے مطابق آگ جلائے اور تیز ہوا کی وجہ سے اتفاقاً دوسروں کے جان و مال کو نقصان پہنچ جائے تو وہ ذمہ دار نہیں ہوگا۔

چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب دیات میں سکونی نے اپنے پدر بزرگوار امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

> امیر المومنین علیہ السلام نے ایک شخص کے بارے میں جس نے اپنے کسی عزیز کے گھر میں آگ روشن کی اور آگ روشن کرنے کے نتیجے میں گھر اور گھر کا سامان جل گیا۔ فیصلہ فرمایا کہ وہ شخص اس کا ذمہ دار ہے۔

قانون ۳۵

مذکورہ بالا صورت میں اگر آگ روشن کرنے والے نے افراد کو جلا کر ہلاک کر دینے کا ارادہ کیا تھا تو اس سے قصاص لیا جائے گا۔ لیکن اگر ہلاک کرنے کا ارادہ نہیں تھا تو فقط خون بہا لیا جائے گا۔

قانون ۳۶

اگر کوئی شخص غفلت میں بہت زور سے چیخ مارے یا بلند آواز سے پڑھے اور اس کی آواز سے کوئی بچہ دیوانہ یا کوئی عاقل و بالغ مر جائے تو وہ اپنے مال

سے اس کی دیت ادا کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔ بعض مجتہدین کا قول ہے کہ اس کے عاقلہ دیت ادا کرنے کے ذمہ دار ہوں گے کیونکہ یہ قتل شبہہ عمد نہیں بلکہ قتل خطاء محض ہے۔

قانون ۳۷

اگر کوئی شخص نیند کی حالت میں کوئی ایسی حرکت کرے یا اپنے آپ کو اس طرح حرکت دے جس سے کوئی دوسرا شخص مر جائے یا اس کا کوئی عضو ضائع ہو جائے تو اس شخص کے عاقلہ دیت ادا کرنے کے ذمہ دار ہونگے۔ بعض مجتہدین کا قول ہے کہ اس صورت میں خون بہا خود اس کے مال میں سے لیا جائے گا۔

قانون ۳۸

اگر کوئی دایہ نیند کی حالت میں اوندھی ہو جائے یا پہلو بدلے اور اپنے ساتھ لیٹے ہوئے بچے کو ہلاک کر دے یا اس کے کسی عضو کو ضائع کر دے تو اگر وہ فقر و افلاس کے سبب دایہ بنی ہے تو اس کے عاقلہ دیت ادا کرنے کے ضامن ہوں گے لیکن اگر وہ خود اپنی عزت و ناموری کے لیے دایہ بنی ہے تو پھر اس کو اپنے مال سے دیت دینا پڑے گی۔

چنانچہ فروع کافی اور وسائل الشیعہ، کتاب دیات میں محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

اگر کسی بچے کی دایہ اس بچے کو مار ڈالے تو اگر اس کا دایہ ہونا عزت و ناموری کی خاطر تھا تو دیت اس کے مال سے لی جائے

اور اگر فقر و فاقہ کی وجہ سے تھا تو دیت اس کے عاقلہ سے لی جائے گی۔

قانون ۳۹

اگر کوئی شخص بلندی سے کسی کے اوپر گر جائے یا کسی دوسرے کو کسی کے اوپر گرا دے تو چاہے وہ جان سے مار دینے کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور عام طور پہ اس انداز میں گرنا یا گرا دینا موت کا سبب نہ ہوتا ہو، پھر بھی اگر اتفاقاً موت واقع ہو جائے تو یہ قتل شبہ عمد قرار پائے گا۔ چنانچہ اس شخص کو خود اپنے مال سے دیت ادا کرنی چاہیے۔ لیکن اگر گرنے والا شخص خود مر جائے تو اس کا خون ضائع اور بیکار جائے گا۔ لیکن اگر وہ بغیر کسی ارادے کے بائینڈ کی حالت میں گر جائے تو مذکورہ بالا بیان کے مطابق دیت اس کے عاقلہ کو ادا کرنا ہوگی۔ علاوہ ازیں اگر اسے ہوا نے گرایا ہو تو پھر دونوں کا خون ضائع ہو جائے گا۔ بعض فقہاء کا قول ہے کہ اس کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔

قانون ۴۰

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو کسی تیسرے شخص پر گرا دے اور وہ تیسرا شخص مر جائے تو مشہور قول کے مطابق دیت پہلے شخص سے لی جائے گی۔ بعض فقہاء کا قول ہے کہ دیت اس دوسرے شخص سے لی جائے گی جو مقتول پر گرا ہے۔ البتہ وہ دوسرا شخص اس پہلے شخص کی جانب رجوع کرے گا جس نے اسے گرایا ہے۔ اس حکم کے لیے علماء نے عبداللہ بن سنان کی اس روایت سے

استدلال کیا ہے جس میں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

جو شخص کسی پر گر کر اسے مار ڈالے اس پر دیت واجب ہے۔ چنانچہ مقتول کے ورثاء دیت کی وصولی کے لیے اس کی طرف رجوع کریں گے۔ تاہم وہ شخص اس پہلے شخص کی طرف رجوع کرے گا جس نے اسے گرایا ہے۔ اگر دوسرا آدمی گرنے سے زخمی بھی ہوا ہے تو وہ اس کی دیت کے لیے بھی پہلے شخص کی طرف رجوع کرے گا۔[1]

قانون ۲۱

اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے کاندھے پر سوار ہو اور کوئی تیسرا آدمی کوئی ایسا فعل انجام دے جس سے پہلا شخص اپنی جگہ سے اچھل پڑے اور اس کے کاندھے پر سوار دوسرا شخص گر کر ہلاک ہو جائے تو اس میں فقہاء اور مجتہدین کے تین قول ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ نصف دیت اس تیسرے شخص پر واجب ہے جس کے عمل کے نتیجے میں وہ تیسرا شخص گر کے مر گیا اور نصف دیت اس شخص سے لی جائے گی جس کے کاندھے پر وہ مقتول سوار تھا اور اس نے اسے گرا دیا۔ یہ قول امیرالمومنین علیؑ سے منقول روایت کے مطابق ہے۔

چنانچہ وسائل الشیعہ، کتاب دیات میں اصبغ بن نباتہ کا بیان ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام کے پاس ایک مقدمہ لایا گیا۔ ایک لڑکی کسی لونڈی

---

[1] وسائل الشیعہ کتاب دیات

کے کاندھے پر سوار تھی۔ ایک دوسری لڑکی نے ایک ایسا فعل انجام دیا جس سے وہ لونڈی اچھل پڑی، اس کے کاندھے پر سوار لڑکی گر کر زخمی ہوئی اور مر گئی۔ امیرالمومنینؑ نے فیصلہ سناتے ہوئے فرمایا:

مقتولہ کی نصف دیت وہ لڑکی دے گی جس نے لونڈی کے چٹکی بھری اور نصف دیت وہ لونڈی دے گی جس کے کاندھے پر مقتولہ سوار تھی۔

اکثر فقہاء نے اس روایت پر عمل کرتے ہوئے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ دیت کے تین حصے کیے جائیں گے اور ایک حصے کا مقتول خود ضامن ہوگا اور یہ حصہ ساقط ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ ایک بے ڈھنگے کام کا مرتکب ہوا ہے۔ اس مضمون کی ایک روایت وسائل الشیعہ، باب دیات میں مذکور ہے۔ اس قول کو شیخ مفیدؒ اور کئی دوسرے فقہا نے اختیار کیا ہے۔

تیسرا قول تفصیل پر مبنی ہے اور اسے ابن ادریس قدس سرہ نے اختیار کیا ہے۔ اگر اچھلنے والا بے اختیار تھا تو جو شخص اس کے اچھلنے کا سبب بنا تمام دیت اس سے لی جائے گی اور اگر وہ اپنی مرضی اور ارادے سے اچھلا اور تیسرے شخص نے کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں کی تو تمام دیت خود اسے دینا ہوگی۔ صاحب لمعہ اور صاحب جواہر نے بھی اس قول کی تائید کی ہے۔ لیکن شرائع نے قول مشہور ہونے کی بنا پر قول اول کو مستند قرار دیا ہے۔

قانون ۴۲

اگر کوئی شخص اپنے بچے کو تیرنا سکھانے یا تیراکی سکھانے کے لیے کسی اور کے سپرد کرے اور وہ بچہ ڈوب جائے تو اگر سکھانے والا سکھانے میں کوتاہی کا مرتکب ہوا ہو تو اسے اپنے مال سے اس بچے کی دیت ادا کرنی ہوگی۔ کیونکہ اس صورت میں اس پر قتل شبہ عمد ثابت ہو جاتا ہے۔ جیسے تادیب کے دوران بچے کے ھلاک ہو جانے کی صورت میں ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس سے کسی قسم کی کوتاہی نہ ہوئی ہو تو دیت میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ اگرچہ کوتاہی کا مرتکب نہیں ہوا پھر بھی دیت کا ضامن ہے اور بعض علماء کا قول ہے کہ ضامن نہیں ہے۔

قانون ۴۳

اگر کوئی شخص کسی بچے یا دیوانے کو اس کے ولی کی اجازت کے بغیر تیرنا سکھائے اور وہ ڈوب جائے تو سکھانے والا کسی کوتاہی کا مرتکب ہوا ہو یا نہ ہوا ہو وہ دیت ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی بالغ و عاقل کو زبردستی لے جا کر اسے تیرنا سکھائے اور وہ ڈوب جائے تو لیجانے والا اس کی دیت ادا کرنے کا مطلقاً ضامن ہوگا۔

قانون ۴۴

اگر دو آدمی کسی نقصان کا سبب بنیں مثلاً ایک آدمی راستے میں پتھر رکھے اور دوسرا اس کے قریب کنواں کھود دے۔ اب اگر کوئی شخص پتھر سے ٹکرا کر کنوئیں

میں گر پڑے اور مر جائے تو مشہور قول یہ ہے کہ پتھر رکھنے والا اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن ہوگا کیونکہ اس نے اس نقصان کا پہلا سبب ایجاد کیا ہے۔

قانون ۴۵

اگر کوئی آدمی کنواں کھودے اور کوئی دوسرا شخص کسی تیسرے شخص کو اس میں گرادے تو گرانے والا اس کی تمام دیت ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔

قانون ۴۶

اگر کوئی شخص کسی دوسرے آدمی کو پکڑے اور کوئی تیسرا آدمی اسے مار ڈالے تو جان سے مارنے والا اس کی دیت ادا کرنے کا ضامن ہوگا اور مقتول کو پکڑ کر رکھنے والے کے لیے عمر قید کی سزا ہوگی۔ اس حکم کی دلیل اور اس بارے میں روایت احکام قصاص میں بیان ہو چکی ہے۔

قانون ۴۷

فروع کافی اور وسائل الشیعہ کتاب دیات میں محمد بن قیس سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ شراب کے نشے میں مست چار افراد مسلح ہو کر آپس میں لڑ رہے تھے۔ ان میں سے دو قتل ہو گئے اور باقی دو زخمی ہو گئے امیر المومنین علیؑ نے ان کے مقدمے کا فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا:

دونوں زخمیوں کو شراب پینے کی سزا کے طور پر اسّی اسّی کوڑے لگائے جائیں اور پھر ان سے ان دو مقتول افراد کی دیت

وصول کی جائے لیکن یہ اس دیت میں سے کچھ حصہ اپنے
زخموں کے لحاظ سے کاٹ سکتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ اگر یہ زخمی اچھے نہ ہوں اور مر جائیں تو پہلے دو
مقتولوں کے ورثار دیت وصول کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے
تاہم بعض مجتہدین نے اس فیصلے کو محض اسی موقع سے مخصوص قرار
دیا ہے۔

قانون ۴۸

فروع کافی اور وسائل الشیعہ، کتاب دیات میں سکونی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ چھ لڑکے دریائے فرات میں داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک ڈوب گیا۔ تین لڑکوں نے باقی دو کے خلاف گواہی دی کہ انہوں نے اسے غرق کر دیا ہے۔ امیر المومنینؑ سے اس مسئلے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

دیت کے پانچ حصوں میں سے تین حصے دو لڑکے ادا کریں گے
اور دو حصے باقی تین لڑکے ادا کریں گے۔

لیکن فقہاء رضوان اللہ علیہم نے اس روایت پر عمل نہیں کیا اور اس روایت کو خاص اسی واقعہ سے متعلق قرار دیا ہے کیونکہ یہ عمومی اصول وقواعد کے مطابق نہیں ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جب صورتِ حال الجھ جائے تو اس مقام پر دعویٰ ثابت کرنے کے لیے قسم کھانا لازمی ہے۔

قانون ۴۹

فقہا اپنی فقہ کی کتابوں میں "زبیہ" والے واقعے کا ذکر کرتے چلے آئے ہیں۔ ہم بھی ان کی پیروی میں اس واقعے کو بیان کرتے ہیں:

زبیہ اس گڑھے کو کہتے ہیں جو شیر کو پکڑنے کے لیے کھودا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں دو روایات وارد ہوئی ہیں۔ لیکن فقہاء کے نزدیک دونوں روایات اصول و قواعد کے خلاف ہیں۔ تاہم ان میں سے ایک زیادہ مشہور ہے اور اکثر علماء نے اسی پر عمل کیا ہے۔ اس لیے میں بھی صرف اسی کو بیان کر رہا ہوں۔

وسائل الشیعہ کتاب دیات میں محمد بن قیس نے امام محمد باقرؑ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

چار آدمی اس گڑھے کے نزدیک گئے جس میں شیر گرا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک آدمی اس گڑھے میں گرنے لگا تو اس نے دوسرے کو پکڑا، دوسرے نے تیسرے کو اور تیسرے نے چوتھے کو پکڑا۔ اس طرح وہ چاروں افراد اس گڑھے میں جا گرے اور شیر نے انہیں ہلاک کر دیا۔

امیرالمومنینؑ نے ان کے مقدمے کا فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جو آدمی پہلے گرا اور شیر نے اسے ہلاک کر دیا، اس کے ورثاء دوسرے آدمی کے ورثاء کو دیت کا ۱/۳ حصہ دیں گے دوسرے آدمی کے ورثاء پر لازم ہے کہ وہ دیت کا ۲/۳ حصہ تیسرے آدمی کے ورثاء کو دیں اور تیسرے آدمی کے ورثاء چوتھے آدمی

کے ورثار کو پوری دیت دیں گے۔

لیکن بہت سے علماء و مجتہدین نے اس فیصلے کو صرف اس واقعہ کے لیے مخصوص قرار دیا ہے اور انہوں نے اس کے مطابق دیت کی ایک سے زیادہ صورتیں تجویز نہیں کی ہیں۔ چنانچہ شرائع الاسلام اور شرح لمعہ کے مؤلفین نے اس کی جانب اشارہ کیا ہے۔

تیسرا باب

اعضائے انسان کے اتلاف کی دیت اور سزا

اس باب میں ۴۹ قوانین بیان کیے گئے ہیں۔

نوٹ : کوئی گناہ انسان کی نظر میں خواہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو، شریعت مقدس اسلام نے اس کی دیت اور سزا مقرر کی ہے۔ چنانچہ فروع کافی اور وسائل الشیعہ کتاب دیات میں ابی بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

ہمارے پاس "جامعہ" ہے۔

میں نے کہا: جامعہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: یہ ایک صحیفہ ہے، اس میں تمام حلال و حرام اور ہر اس شے کا ذکر ہے جس کی انسان احتیاج رکھتا ہے۔ اس میں ناخن کے تاوان کا ذکر بھی موجود ہے۔

اس کے بعد حضرت نے اپنا ہاتھ اس کی جانب بلند کر کے فرمایا:

اے ابو محمد! مجھے اجازت دو!

میں نے کہا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں، میں تو آپ کا ادنی غلام ہوں، آپ جو چاہیں فرمائیں۔

آپ نے آہستہ سے میرا ہاتھ دبایا اور فرمایا: اس ہاتھ دبانے تک کی سزا اور تاوان بھی اس صحیفہ میں موجود ہے۔

نوٹ: وہ تمام موارد جن کا تاوان مقرر نہیں اور بعض وجوہات کی بنا پر ان کی دلیل علماء تک نہیں پہنچی، ان کے لیے علماء جس تاوان کے قائل ہیں اس کا بیان اس باب کے تیسرے حصے میں ہوگا۔

قانون ۱

انسانی اعضاء کی دیت کا قاعدہ کلی یہ ہے کہ وہ اعضاء جو انسانی جسم میں دو دو پائے جاتے ہیں، ان دونوں کی دیت ایک کامل انسانی دیت کے برابر ہے۔ اس لیے ان اعضاء میں سے ایک کی دیت پوری دیت کا نصف ہوتی ہے لیکن جو اعضاء مطلقاً طاق ہیں یعنی جسم انسان میں صرف ایک کی تعداد میں پائے جاتے ہیں ان میں سے ہر ایک کی دیت کامل انسانی دیت کے برابر ہوگی۔

ڈاڑھی اور سر کے بالوں کو نقصان پہنچانے کی دیت اور سزا

قانون ۲

اگر کوئی شخص ایسا فعل انجام دے جس سے کسی دوسرے شخص کے سر کے بال جھڑ جائیں اور دوبارہ نہ اگیں تو خواہ وہ دوسرا شخص مرد ہو یا عورت اور

چھوٹا ہو یا بڑا، پہلے شخص کو چاہیے کہ وہ اسے پوری دِیت ادا کرے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی مرد کی ڈاڑھی کے بال اس طرح نوچ ڈالے یا اڑا دے کہ وہ پھر نہ اگیں تو اسے چاہیے کہ اس مرد کو پوری دِیت ادا کرے۔ اس مسئلہ میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

چنانچہ فروع کافی، کتاب دیات میں علی بن خالد نے ایک بزرگ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ ایک شخص حمام میں گیا اور صاحب حمام نے اس کے سر پہ ایسا گرم پانی ڈالا کہ اس کے سر کے بال غائب ہو گئے اور پھر نہ اُگے تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟

امامؑ نے فرمایا: صاحب حمام پہ لازم ہے کہ اسے پوری دِیت ادا کرے۔

فروع کافی، کتاب حدود اور وسائل الشیعہ کتاب دیات میں عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان جاؤں ایک شخص نے ایک عورت کے بال اس طرح سے کاٹ دیے کہ وہ بالکل ختم ہو گئے۔ اس بارے میں کیا حکم ہے؟

حضرت نے فرمایا: اسے سخت زدو کوب کرکے قید میں ڈال دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس عورت کے بال دوبارہ نکل آئیں۔ اگر بال دوبارہ نکل آئیں تو اس مرد سے ایک عورت کے مہر کے برابر دیت وصول کی جائے گی اور اگر بال دوبارہ نہ نکلیں تو پھر پوری دیت وصول کی جائے گی۔

راوی کہتا ہے کہ اس نے پھر پوچھا کہ اگر بال دوبارہ نکل آئیں تو پھر مہر

کے برابر تاوان کیوں لیا جائے گا؟

امامؑ نے فرمایا: عورت کے سر کے بال اور اس کی بکارت اس کا جمال اور زینت شمار ہوتے ہیں۔ اس لیے اگر ان میں سے ایک بھی تلف ہو جائے تو اس کا پورا مہر دینا واجب ہوگا۔

قانون ۳

اگر کسی کے بال ضائع ہونے کے بعد دوبارہ نکل آئیں تو اگر وہ عورت ہے تو مجرم کو اس کے مہر کے برابر مال بطور تاوان دینا ہوگا۔ جیسے ابن سنان کی روایت میں یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ اگر کچھ بال اگ آئیں اور کچھ نہ اگیں تو سارے بالوں کے حساب سے دیت دینا ہوگی۔ لیکن اگر سب یا کچھ بال اگ آنے میں اختلاف ہو تو عقلاء کی جانب رجوع کرنا چاہیے۔ لیکن اگر وہ مرد ہو تو اس بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ اکثر علماء کا قول ہے کہ اس کے سارے بال اگ آنے کے بعد تاوان دینا چاہیے۔ بعض کا قول ہے کہ اگر کسی کی ڈاڑھی کے بال تلف ہونے کے بعد پھر نکل آئیں تو مجرم کو دیت کا ۱/۳ حصہ دینا چاہیے۔ اس حکم کے لیے انہوں نے اس روایت پر انحصار کیا ہے جو مسمع نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کی ہے کہ امیر المومنینؑ نے ڈاڑھی کے بارے میں اس طرح سے فیصلہ فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی کی ڈاڑھی کے بالوں کو تلف کر دے اور وہ دوبارہ نہ اگیں تو وہ شخص اسے پوری دیت ادا کرے گا۔ لیکن اگر ڈاڑھی کے بال دوبارہ نکل آئیں تو اس کو دیت کا ۱/۳ حصہ دیا جائے گا۔ تاہم اکثر علماء بلکہ مشہور علماء نے بھی اس روایت کو ضعیف تصور کیا ہے۔ ان کا قول ہے کہ

اگر کوئی شخص کسی مرد کی ڈاڑھی کے بال تلف کر دے اور وہ دوبارہ نہ نکلیں تو مجرم اسے پوری دیت ادا کرے گا اور اگر بال نکل آئیں تو پھر اسے تاوان دینا پڑے گا۔ لیکن عورت کے بالوں کے بارے میں وہ مطلقاً تاوان دیے جانے کے قائل ہیں۔

ابرو کے بالوں کی دیت اور سزا

قانون ۴

اگر کوئی شخص کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو جس سے کسی کی دونوں ابروؤں کے بال تلف ہو جائیں تو اسے نصف دیت (پانچسو دینار) دینی ہو گی اور اگر صرف ایک ابرو کے بال تلف ہوں تو اس کا نصف یعنی ڈھائی سو دینار بطور دیت دینے ہوں گے۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں ظریف بن نافع سے روایت ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے یہ فتویٰ صادر فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو جس سے کسی کی ابرو کے سارے بال تلف ہو جائیں تو مجرم اسے ایک آنکھ کی دیت کا نصف یعنی ڈھائی سو دینار ادا کرے گا۔ بال جس قدر کم یا زیادہ تلف ہوں گے، دیت بھی اسی نسبت سے ادا کرنا ہو گی۔ اکثر علماء بلکہ مشہور علماء نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

پلکوں کے بال تلف کرنیکی دیت اور سزا

قانون ۵

اگر کوئی شخص کسی کی دونوں پلکوں کے بال تلف کر دے اور وہ دوبارہ

نہ اگیں تو اس کی سزا کے سلسلے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔

بعض کا خیال ہے کہ تاوان دیا جانا چاہیے اور بعض کا قول ہے کہ اگر پلکیں پوری نہ اگیں تو پوری دیت دینا ہو گی۔ لیکن کچھ علماء کا کہنا ہے کہ ابروؤں کی طرح پلکوں کی بھی نصف دینی چاہیے۔ علماء متاخرین کے نزدیک قول اوّل بہتر ہے۔ چنانچہ شرائع الاسلام اور لمعہ کے مؤلفین نے تاوان کے حکم کو اختیار کیا ہے اور اس سے زائد میں برائت کا حکم جاری کیا ہے۔ [1]

قانون ۶

اگر کوئی شخص کسی کو دونوں آنکھوں سے اندھا کر دے یا اس کی آنکھوں کے ڈھیلے نکال دے تو اسے پوری دیت دینا ہو گی اور اگر آنکھ کا نور زائل کر دے یا آنکھ نکال دے تو اسے پوری دیت کا نصف دینا ہو گا۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں حلبی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا:

> اگر کوئی شخص کسی کی کمر توڑ دے تو اسے نصف دیت دینا ہو گی۔ اگر کوئی کسی کے دونوں کان قطع کر دے تو اسے پوری دیت دینا ہو گی اور اگر صرف ایک کان قطع کرے یا اسے بہرا

---

[1] فقہائے عامہ میں شافعی سارے جسم کے بالوں کے لیے مناسب حکم لگانے کے قائل ہیں، ابو حنیفہ سر، داڑھی، ابرو اور پلکوں کے بالوں میں دیت کے قائل ہیں اور باقی میں مناسب حکم لگانے کے قائل ہیں۔ (کتاب خلاف دفقہی عامہ)

کر دے تو اسے نصف دیت دینا ہو گی۔ اگر کوئی کسی کے آلۂ تناسل کو حشفہ سے یا اس سے زیادہ مقدار میں قطع کر دے تو اسے پوری دیت دینا ہو گی۔ اگر کوئی کسی کی ناک کے نتھنے قطع کر دے تو اسے پوری دیت دینا ہو گی۔

یاد رہے کہ ان احکام کے بارے میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

قانون ۷

اگر کسی کی ایک آنکھ پیدائشی طور پر یا کسی ناگہانی آفت کے نتیجے میں خراب ہو اور کوئی شخص اس کی دوسری صحیح آنکھ پھوڑ کر اسے اندھا کر دے تو مجرم کو پوری دیت دینا ہو گی۔ لیکن اگر وہ خراب آنکھ قصاص کے نتیجے میں خراب ہوئی ہو تو پھر اس صحیح آنکھ کو پھوڑنے کے نتیجے میں نصف دیت یعنی پوری دیت کا ½ حصہ ادا کرنی ہو گی۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں محمد بن قیس سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا:

> ایک آدمی کی صرف ایک آنکھ سالم تھی۔ کسی نے اس کی وہ آنکھ بھی پھوڑ دی۔ امیر المومنین علی ؑ نے فیصلہ صادر فرمایا کہ اسے اختیار حاصل ہے کہ اگر وہ چاہے تو قصاص میں مجرم کی آنکھ پھوڑ دے اور اس سے نصف دیت بھی وصول کرے یا اس سے پوری دیت وصول کر کے اس کی آنکھ

قانون ۸

اگر کوئی شخص کسی کی خراب آنکھ نکال دے تو قول مشہور کے مطابق مجرم کو صحیح آنکھ کی دیت کا ایک تہائی ادا کرنا ہوگا۔ نیز اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ آنکھ پیدائشی طور پر خراب تھی یا قصاص کے نتیجے میں خراب ہوگئی تھی۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں یزید بن معاویہ نے امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

گونگے کی زبان، اندھے کی آنکھ اور نامرد کے عضو تناسل اور خصیوں کی دیت کامل دیت کا ایک تہائی ہوگی۔[۲]

فروع کافی کے اسی باب میں حلبی نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر کسی کی ایک آنکھ صحیح اور ایک خراب ہو تو اس کی صحیح آنکھ

---

[۱] فقہائے عامہ میں سے مالک اور احمد بن حنبل نے یک چشم کے بارے میں اسی حکم کو اختیار کیا ہے لیکن شافعی اور ابو حنیفہ کا قول ہے کہ اسے اختیار حاصل ہے کہ اگر وہ چاہے تو قصاص لے اور اگر چاہے تو نصف دیت حاصل کرے۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)۔

[۲] فقہائے عامہ میں شافعی، ابو حنیفہ، احمد بن حنبل اور مالک کا قول ہے کہ ان تمام اعضاء نیز ناکارہ ہاتھ یا پاؤں کی دیت معین نہیں ہے۔ ان کے بارے میں مناسب حکم لگایا جائے گا۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

کی پوری دیت ہوگی۔[1]

قانون ۹

اگر کوئی شخص کسی کی آنکھوں کی پلکیں ضائع کردے تو اسے چاہیے کہ اسے پوری دیت ادا کرے۔ اس مسئلے میں فقہا کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

قانون ۱۰

اگر کوئی شخص کسی کی آنکھ کی ایک پلک تلف کردے تو اس کی دیت کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اسے ایک آنکھ کی دیت کا ایک چوتھائی حصہ دیا جائے گا اور بعض کا قول ہے کہ بالائی پلک کے لیے ایک آنکھ کی دیت کا دو تہائی اور نچلی پلک کے لیے ایک تہائی حصہ دیا جائے گا۔ لیکن اکثر فقہا نے کہا ہے کہ بالائی پلک کے لیے آنکھ کی دیت کا ایک تہائی اور نچلی کے لیے اس کا نصف دینا چاہیے۔ یہ قول ظریف بن ناصح کی روایت کے مطابق ہے۔

قانون ۱۱

اگر کوئی شخص کسی کی آنکھ پلکوں سمیت ایک ہی مرتبہ نکال لے تو مجرم کو ان دونوں کی دیت علٰحدہ علٰحدہ دینا ہوگی۔ اس لیے کہ ایک کی دیت کی ادائیگی

---

[1] فقہائے عامہ میں سے شافعی اور ابوحنیفہ کا قول ہے کہ اس کی دیت آدھی ہوگی۔

دوسری کی دیت کے سقوط کا سبب نہیں بنتی ۔ لیکن فقہاء آنکھ اور پلکوں کے بالوں کی صورت میں ایک دیت کو دونوں کے لیے کافی سمجھتے ہیں۔

ناک کی دیت اور سزا

قانون ۱۲

اگر کوئی شخص کسی کی پوری ناک یا ناک کا نرم حصہ کاٹ دے تو اسے پوری دیت ادا کرنا ہوگی۔ حلبی اور عبداللہ سنان کی روایات میں اس چیز کی وضاحت موجود ہے اور اس مسئلہ میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

قانون ۱۳

اگر کوئی شخص کسی کی ناک کے ایک نتھنے یا سوراخ کو قطع کر دے تو اس کی دیت میں علماء کے درمیان اختلاف ہے ۔ بعض کا قول ہے کہ اسے نصف دیت دینی چاہیے، کیونکہ ناک کا آدھا حصہ بے کار ہو گیا۔ بعض کا قول ہے کہ اسے ایک تہائی دیت دینی چاہیے ۔ انہوں نے غیاث اور عبدالرحمان کی اس روایت سے استدلال کیا ہے جو انہوں نے امام محمد باقرؑ سے نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

> امیر المومنین علیؑ کا ارشاد ہے کہ ناک کے ہر حصہ کی دیت ایک تہائی ہوتی ہے۔

اکثر بلکہ مشہور علماء نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

قانون ۱۴

اگر کوئی شخص کسی کے دونوں کان کاٹ ڈالے یا کوئی ایسا فعل انجام دے جس سے وہ بہرا ہو جائے تو اسے پوری دیت دینی چاہیے۔ اگر وہ ایک کان کاٹے یا ایک کان سے بہرا کر دے تو پھر نصف دیت دینی ہوگی جیسا کہ حلبی کی روایت میں مذکور ہے۔[1]

قانون ۱۵

اگر کوئی شخص کسی کے کان کی لو کاٹ دے تو اسے ایک تہائی دیت دینی چاہیے۔ چنانچہ فروع کافی میں مسمع نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

امیر المومنین علیہ السلام نے کان کی لو کاٹنے پر پورے کان کی دیت کا ایک تہائی حصہ مقرر فرمایا ہے۔[2]

---

[1] فقہائے عامہ میں سے شافعی اور ابو حنیفہ کا بھی یہی فتویٰ ہے لیکن مالک کا قول ہے کہ اس کی دیت معین نہیں ہے۔ اس لیے مناسب حکم لگایا جائے گا۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

[2] فقہائے عامہ میں سے شافعی کا قول ہے کہ اسے پورے کان کے برابر قرار دیا جائے گا اور اگر لو کا ایک تہائی یا ایک چوتھائی حصہ کاٹا گیا ہو تو کان کی پوری دیت کا ایک تہائی یا ایک چوتھائی حصہ لیا جائے گا۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

ہونٹ کاٹنے کی دیت اور سزا

قانون ۱۶

اگر کوئی شخص کسی کے دونوں ہونٹ کاٹ دے تو اسے پوری دیت دینی ہوگی اور اس میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

قانون ۱۷

اگر کوئی شخص کسی کا ایک ہونٹ قطع کردے تو اس کی دیت میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اسے نصف دیت دینی چاہیے اور بعض کا کہنا ہے کہ اگر بالائی ہونٹ کاٹا ہے تو دو تہائی دیت دینی چاہیے۔ کچھ علماء کا کہنا ہے کہ اگر بالائی ہونٹ قطع کیا ہے تو چار سو دینار اور اگر نچلا ہونٹ قطع کیا ہے تو چھ سو دینار دینے چاہئیں۔ کیونکہ نچلا ہونٹ کھانے پینے کی چیز کو سنبھالتا ہے لیکن فقہاء متاخرین نے قول اول کو اختیار کیا ہے کہ اس صورت میں نصف دیت دینی چاہیے۔

زبان کی دیت اور سزا

قانون ۱۸

اگر کوئی شخص کسی کی پوری زبان قطع کردے تو اسے پوری دیت دینی ہوگی۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات، موثقہ سماعہ میں امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر کسی کی زبان کاٹ دی جائے تو اسے پوری دیت دی جانی چاہیے۔

قانون ۱۹

اگر کوئی شخص کسی کی زبان کا کچھ حصہ کاٹے تو اسی نسبت سے اس پر دیت ثابت ہوگی۔ مثلاً اگر وہ کسی کی نصف زبان قطع کرے تو نصف دیت اور اگر چوتھائی، پانچواں یا چھٹا حصہ قطع کرے تو اسی نسبت سے دیت دینی پڑیگی۔

قانون ۲۰

اگر کوئی شخص کسی گونگے کی زبان کاٹ دے تو اسے ایک تہائی دیت دینی پڑے گی۔ یک چشم کے بیان کے ذیل میں اس کی دلیل بیان ہو چکی ہے۔ اگر وہ شخص اس کی زبان کا کچھ حصہ کاٹے تو اسی نسبت سے اسے دیت دینی ہوگی۔ مثلاً اگر آدھی، چوتھائی یا پانچواں حصہ قطع کرے تو اسے کل دیت کا اتنا ہی حصہ دینا ہوگا۔[1]

---

[1] شافعی اور تمام فقہائے عامہ نے کہا ہے کہ گونگے کی زبان قطع کرنے کی دیت معین نہیں ہے۔ اس لیے اس مسئلے میں مناسب حکم لگایا جائے گا۔
(کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

قانون ۲۱

اگر کوئی شخص کسی کے سارے دانت توڑ دے (کہ جن کی تعداد ۲۸ ہے) تو اسے پوری دیت دینی پڑے گی۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں علاء بن الفضیل کی روایت میں واضح طور پر ذکر ہوا ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

سارے دانتوں کے توڑنے کی پوری دیت واجب ہے۔

قانون ۲۲

سامنے کے بارہ دانتوں یعنی چھ اوپر والے اور چھ نیچے والے دانتوں میں سے ہر دانت کی دیت پچاس دینار یا پچاس مثقال شرعی سونا ہے۔ ہر شرعی مثقال ۱۸ چنے کے برابر ہوتا ہے۔ پیچھے والے سولہ دانت جن میں آٹھ اوپر والے اور آٹھ نیچے کے ہیں، ان میں سے ہر ایک کی دیت ۲۵ دینار ہے۔ جو پانچ شرعی مثقال سونے کے برابر ہے۔

چنانچہ فروع کافی، کتاب دیات میں حکم بن عتیبہ سے روایت ہے کہ اس نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ بعض آدمیوں کے ۳۲ اور بعض کے ۲۸، دانت ہوتے ہیں۔ ان کی دیت کس طرح متعین کی جائے گی؟

حضرت نے فرمایا: اپنی پیدائش کے لحاظ سے دانتوں کی تعداد اٹھائیس ہے جن میں بارہ آگے اور سولہ پیچھے ہوتے ہیں۔ ان کی دیت اسی نسبت سے تقسیم اور معین کی جائے گی۔ آگے کے

ہر دانت کی دیت پانچ سو درہم ہے اور اگلے تمام دانتوں کی دیت چھ ہزار درہم ہے۔ اسی طرح پیچھے کے دانتوں میں سے ہر دانت کی دیت ۲۵۰ درہم ہے۔ اس طرح پیچھے کے تمام دانتوں کی دیت چار ہزار درہم ہے۔ پس اگلے اور پچھلے تمام دانتوں کی دیت دس ہزار درہم ہے۔ چنانچہ دانت اگر ۲۸ سے کم یا زیادہ ہوں تو ان کی دیت نہیں ہے۔

پھر فرمایا: میں نے کتاب علیؑ میں بھی یہی مقدار دیکھی ہے۔

تاہم اس روایت کا ضعیف دیگر روایات اور علماء کے عمل سے ظاہر ہے۔ ۱؎

قانون ۲۳

اگر کوئی شخص کسی کے اصلی دانتوں کے ساتھ اس کے فرعی اور زائد دانت بھی توڑ دے تو ان فرعی دانتوں کی دیت نہیں ہوگی لیکن اگر مجرم صرف

۱؎ فقہائے عامہ میں سے شافعی کا قول ہے کہ اصلی دانت کل ۳۲ ہوتے ہیں اور ان میں سے ہر دانت کی دیت پانچ اونٹ ہوتی ہے۔ نیز دیت کے لحاظ سے اگلے اور پچھلے دانت باہم مساوی ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی کے سارے دانت نکال دے تو اس کے لیے شافعی کے دو قول ہیں:

اول یہ کہ ان کی دیت ۱۶۰ اونٹ دیے جائیں۔ دوسرا یہ کہ ایک پوری دیت دی جائے جو سو اونٹ ہوتی ہے۔ تاہم ان کا پہلا قول ہی مشہور ہے۔
(کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

فرعی دانت ٹوٹے تو پھر اسے اصلی دانت کی دیت کا ایک تہائی حصہ دینا ہوگا۔ اگر وہ فرعی دانت اگلے دانت کے ساتھ ہے تو ۵۰ دینار کا ۱/۳ حصہ دینا ہوگا اور اگلے پچھلے دانت کے ساتھ ہے تو ۲۵ دینار کا ۱/۳ حصہ دینا ہوگا۔

قانون ۲۴

اگر کسی کا دانت ضرب لگنے سے ٹوٹے نہیں بلکہ صرف کالا پڑ جائے تو اسے ایک دانت کی پوری دیت کا دو تہائی حصہ دینا ہوگا۔ فروع کافی کتاب دیات میں عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

> اگر کوئی شخص کسی کے دانت پر ضرب لگائے تو ایک سال انتظار کرنا چاہیے۔ اگر وہ دانت ایک سال کے اندر ٹوٹ جائے تو جس نے ضرب لگائی وہ اس شخص کو پانچ سو درہم دے گا اور اگر دانت ٹوٹے نہیں بلکہ صرف کالا پڑ جائے تو اسے ایک دانت کی کل دیت کا دو تہائی دینا ہوگا۔ [1]

قانون ۲۵

اگر کوئی شخص کسی کے دانت پر ضرب لگائے اور وہ دانت ہلنے لگے، لیکن ٹوٹے نہیں تو بہت سے علماء نے کہا ہے کہ مجرم کو صحیح دانت کی دیت کا دو تہائی

---

[1] فقہائے عامہ میں سے شافعی کا قول ہے کہ اس صورت میں مناسب حکم لگایا جائے گا۔ (از کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

مضروب کو ادا کرنا ہوگا۔ تاہم بعض علماء اس مسئلے میں مناسب حکم لگانے کے قائل ہیں۔ چنانچہ صاحب شرح لمعہ نے قول اول کو اختیار کیا ہے اور صاحب شرائع نے دوسرے قول کو ترجیح دی ہے۔

قانون ۲۶

اگر کسی شخص کا دانت کسی کے ضرب لگانے سے کالا پڑ جائے یا اس میں سوراخ ہو جائے اور پھر کوئی تیسرا شخص اس کو اکھاڑ ڈالے یا تلف کر دے تو مشہور علماء اس حکم کے قائل ہیں کہ وہ تیسرا شخص اسے ایک صحیح دانت کی دیت کا ایک تہائی ادا کرے گا۔ [1]

قانون ۲۷

اگر کوئی شخص کسی بچے یا نابالغ کا دانت تلف کر دے تو اتنی مدت تک انتظار کیا جائے گا، جتنی دیر میں عام طور پر دانت نکل آتا ہے۔ اگر دانت نکل آئے تو مجرم سے تاوان لیا جائے گا اور اگر نہ نکلے تو اس سے دودھ کے دانت کی دیت لی جائے گی لیکن بعض فقہاء کا قول ہے کہ اگر کسی بچے یا نابالغ کے دانت تلف کر دیے ہیں تو خواہ دانت نکلیں یا نکلیں دیت کے طور پر ایک اونٹ لیا جائے گا۔ اگرچہ اس قول کی تائید میں ایک روایت بھی وارد ہوئی ہے لیکن

---

[1] فقہاء عامہ میں سے شافعی کا قول ہے کہ وہ دوسرا آدمی اس کو ایک دانت کی پوری دیت ادا کرے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

علمائے قدس سرہم نے اس کی سند میں خدشہ ظاہر کیا ہے۔

قانون ۲۸

اگر کوئی شخص کسی کے دونوں جبڑے توڑ دے (وہ ہڈیاں جن کے اندر کی جانب دانت نکلتے ہیں اور باہر کی جانب داڑھی نکلتی ہے) تو اسے پوری دیت ادا کرنی ہوگی اور اگر ان میں سے صرف ایک توڑے تو نصف دیت ادا کرنی ہوگی۔

قانون ۲۹

اگر کوئی شخص کسی کے جبڑے کی دونوں ہڈیوں کے سروں پر اس طرح زخم لگائے کہ زخمی کھانا نہ چبا سکے یا مشکل سے چبائے تو اس شخص کو تاوان ادا کرنا ہوگا۔

قانون ۳۰

اگر کوئی شخص کسی کی گردن پر اس طرح ضرب لگائے کہ وہ ٹیڑھی ہو جائے تو ضرب لگانے والا مضروب کو پوری دیت ادا کرے گا اور اگر کچھ مدت کے بعد اس کی گردن سیدھی ہو جائے تو پھر ضرب لگانے والے کو تاوان ادا کرنا ہوگا۔[1]

---

[1] اگر کوئی شخص کسی کی گردن پر اس طرح ضرب لگائے کہ وہ ٹیڑھی ہو جائے تو فقہاء عامہ میں شافعی کا قول ہے کہ اس کی سزا میں مناسب حکم لگایا جائے گا۔
(کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

قانون ۳۱

اگر کوئی شخص کسی کی کمر اس طرح توڑ دے کہ پھر وہ درست نہ ہو سکے تو اس شخص کو پوری دیت ادا کرنی ہوگی۔ جیسا کہ حلبی کی روایت میں اس کی تشریح موجود ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کو اس طرح کبڑا کر دے کہ وہ بیٹھ نہ سکے تو اس کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں برید العجلی سے روایت ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

امیر المومنین علیہ السلام نے فیصلہ صادر فرمایا کہ جس شخص نے کسی دوسرے کی کمر اس طرح توڑ دی کہ وہ بیٹھنے کے قابل نہ رہا تو اس شخص کو پوری دیت ادا کرنی ہوگی۔[1]

قانون ۳۲

اگر کوئی شخص کسی کے دونوں ہاتھ جوڑ سے الگ کر دے تو وہ اسے پوری دیت ادا کرے گا اور اگر ایک ہاتھ جوڑ سے جدا کرے تو پھر نصف دیت ادا کرنی ہوگی۔ چنانچہ فروع کافی، کتاب دیات میں زرارہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

---

[1] فقہائے عامہ میں سے شافعی کا قول ہے کہ اس صورت میں مناسب حکم لگایا جائے گا۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

ایک ہاتھ کاٹنے پر نصف دیت اور دونوں ہاتھ کاٹنے پر
پوری دیت واجب ہے۔ اسی طرح دونوں پاؤں قطع کرنے
پر پوری دیت واجب ہے اور کسی کے عضو تناسل کو حشفہ
کے برابر یا اس سے زیادہ قطع کرنے پر پوری دیت دینا ہوگی۔
نیز کسی کے دونوں ہونٹ قطع کرنے یا دونوں آنکھوں سے
اندھا کرنے پر پوری دیت ادا کرنی ہوگی اور اگر ایک آنکھ سے
اندھا کیا ہے تو نصف دیت دینی ہوگی۔

انگلیوں کی دیت اور سزا

قانون ۳۳

اگر کوئی شخص کسی کے دونوں ہاتھوں کی دس انگلیاں قطع کردے تو اسے
پوری دیت دینی ہوگی اور اگر پانچ انگلیاں قطع کی ہیں تو نصف دیت دینی ہوگی۔

قانون ۳۴

ہر انگلی کی دیت قتل کی دیت کا ۱۰/۱ حصہ ہے مثلاً اگر کوئی شخص کسی
کی ایک انگلی قطع کردے اور اس کے پاس اونٹ بھی ہوں تو اسے دس اونٹ
دیت میں دینا ہوں گے۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں عبداللہ بن سنان
سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:
ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں دیت کے حساب سے برابر ہیں اور

ہر انگلی کی دیت دس اونٹ مقرر ہے (بشرطیکہ دیت اونٹ کی شکل میں دی جائے) نیز ہر ناخن کی دیت پانچ دینار ہے۔

شیخ الفقہا طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ انگوٹھے کی دیت ایک تہائی اور باقی ساری انگلیوں کی دیت دو تہائی ہے۔

قانون ۳۵

اگر کوئی شخص کسی کی زائد انگلی کاٹ دے تو اسے اصلی انگلی کی دیت کا ایک تہائی حصہ ادا کرنا ہوگا۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں غیاث بن ابراہیم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

اگر کوئی شخص کسی کی زائد انگلی کاٹ دے تو وہ اصلی انگلی کا ایک تہائی حصہ ادا کرے گا۔

قانون ۳۶

اگر کوئی شخص کسی کا ہاتھ یا پاؤں یا انگلی شل کردے تو وہ اسے صحیح عضو کی دیت کا دو تہائی حصہ ادا کرے گا۔ اس حکم کی تائید کے لیے روایات کے علاوہ اجماع بھی ہے۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں فضیل بن یسار سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص کسی کے بازو پر ضرب لگائے اور اس کی کلائی کی ہڈی ٹوٹ جائے تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اگر اس چوٹ سے اس کا ہاتھ سوکھ جائے

اور اس کی انگلیاں شل ہو جائیں تو ضرب لگانے والا اسے
ہاتھ کی دیت کا دو تہائی حصہ ادا کرے گا۔ حضرت نے مزید
فرمایا کہ اگر کچھ انگلیاں شل ہو جائیں اور کچھ ٹھیک رہیں تو
ہر شل انگلی کے عوض صحیح انگلی کی دیت کا دو تہائی حصہ دیا جائے
گا۔ اسی طرح پنڈلی اور پاؤں کے لیے بھی یہی حکم ہے اور اگر
کسی کے پاؤں کی انگلیاں شل ہو جائیں تو اسے صحیح انگلیوں
کی دیت کا دو تہائی حصہ دیا جائے گا۔

قانون ۳۷

اگر کوئی شخص کسی کے شل ہاتھ پاؤں یا انگلی کو قطع کر دے تو قطع کرنے والا اس عضو کی دیت کا ایک تہائی حصہ اس شخص کو ادا کرے گا۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں حکم بن عتیبہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

شل عضو کی دیت صحیح عضو کی دیت کا ایک تہائی ہے۔

اسی ذیل میں سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ امامؑ نے فرمایا:

اگر کوئی شخص کسی کا شل پاؤں کاٹ دے تو کاٹنے والا اسے
ایک تہائی دیت ادا کرے گا۔[1]

قانون ۳۸

اگر کوئی شخص کسی کی انگلی کا ناخن تلف کر دے اور ناخن دوبارہ نہ اُگے تو

---

[1] فقہائے عامہ اس میں مناسب حکم لگانے کے قائل ہیں (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ

ناخن تلف کرنے والا اس شخص کو دس دینار ادا کرے گا اور اگر ناخن دوبارہ اگ آئے لیکن اس کی رنگت کالی ہو تو پھر بھی اسے دس دینار ادا کرنے ہوں گے لیکن اگر وہ ناخن سفید رنگ میں روئیدہ ہو جائے تو پھر اسے پانچ دینار اس شخص کو ادا کرنے ہوں گے۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں مسمع سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا:

> امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی کا ناخن تلف کردے اور وہ ناخن دوبارہ نہ اگے یا سیاہ اور خراب اُگے تو وہ شخص بطور دیت اسے دس دینار ادا کرے گا لیکن اگر وہ ناخن دوبارہ سفید ہی اگے تو اسے پانچ دینار بطور دیت ادا کرنے ہوں گے۔

قانون ۳۹

اگر کوئی شخص کسی عورت کے دونوں پستان کاٹ دے تو وہ شخص اس عورت کو پوری دیت ادا کرے گا اور اگر صرف ایک پستان کاٹے تو پھر اُسے نصف دیت ادا کرنی ہو گی۔ چنانچہ صحیحہ ابی بصیر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر ؑ نے فرمایا:

> ایک مرد نے ایک عورت کا پستان قطع کر دیا۔ امیر المومنین ؑ نے اسے حکم دیا کہ وہ اس عورت کو نصف دیت ادا کرے۔

اس حکم میں علماء کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے۔

قانون نمبر ۴۰

اگر کوئی شخص ایسا فعل انجام دے جس سے کسی عورت کے پستانوں کا دودھ رک جائے یا کوئی ایسا کام کرے جس سے دودھ سختی سے باہر آئے تو اس مسئلے میں مناسب حکم لگایا جائے گا۔

قانون نمبر ۴۱

اگر کوئی شخص کسی عورت کے پستانوں کی بھٹنیاں یعنی وہ جگہ جس سے بچہ دودھ پیتا ہے، کاٹ دے تو ان کی دیت کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اگر دونوں پستانوں کی بھٹنیاں کاٹی ہوں تو پوری دیت اور اگر ایک کاٹی گئی ہو تو نصف دیت ادا کرنی ہوگی۔

بعض مجتہدین کا قول ہے کہ اس مسئلہ میں مناسب حکم لگایا جائے گا کیونکہ بھٹنی پستان کا ایک جزو ہے اور پوری یا نصف دیت کسی چیز کے لیے نہیں بلکہ سالم پستان کے لیے ہے۔ پستان سے زائد کے بارے میں انہوں نے اصل برائت کا حکم جاری کیا ہے۔

قانون نمبر ۴۲

اگر کوئی شخص کسی مرد کے سینہ کی چوچیوں کو قطع کردے تو ان کی دیت کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ پوری دیت دینی چاہیے اور بعض کا کہنا ہے کہ ایک چوتھائی دیت دینی چاہیے اور اگر صرف ایک

کو تلف کیا ہے تو دیت کا آٹھواں حصہ دینا ہو گا لیکن بعض مجتہدین کا قول ہے کہ اس بارے میں مناسب حکم لگایا جائے گا۔ [1]

قانون ۴۳

اگر کوئی شخص کسی کے عضو تناسل یا حشفہ کو قطع کردے تو وہ اسے پوری دیت ادا کرے گا اور اگر حشفہ کا کچھ حصہ قطع کیا ہے تو اسی نسبت سے دیت ادا کی جائے گی اور جیسا کہ روایت میں مذکور ہے مقطوع کے بوڑھے، جوان یا بچہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی مرد کے خصیوں کو تلف کردے تو نص اور اجماع کے مطابق وہ اسے پوری دیت ادا کرے گا۔ نیز بعض روایات کے مطابق دونوں خصیوں کے اتلاف کی صورت میں پوری دیت ہے اور اگر صرف ایک خصیے کو تلف کیا گیا ہو تو نصف دیت دینی ہو گی۔

جیسے ایک روایت میں ہے کہ جو اعضاء دو دو ہیں ان میں سے ہر ایک کی نصف دیت ہے۔ پس اس روایت کا اطلاق یہاں بھی ہوتا ہے لیکن بعض مجتہدین کا قول ہے کہ خصیوں میں سے اگر دائیں کو تلف کیا گیا ہو تو دو تہائی اور اگر بائیں خصیے کو تلف کیا گیا ہو تو ایک تہائی دیت دینا ہو گی۔

یہ بات عبداللہ بن سنان کی روایت میں مذکور ہے لیکن پہلا قول زیادہ مشہور ہے۔

---

[1] فقہاء عامہ میں سے شافعی کے دو قول ہیں اور ان میں سے صحیح ترین یہ ہے کہ اس بارے میں مناسب حکم لگایا جائے گا۔

قانون ۴۴

اگر کوئی شخص کسی مرد کے تخم خصیہ کو اس طرح ضرر پہنچائے کہ ان پر ورم آجائے اور وہ چل نہ سکے تو ضرر پہنچانے والا اس شخص کو آٹھ سو دینار ادا کرے گا۔ اور اگر صرف ورم آجائے اور وہ چل پھر سکتا ہو تو چار سو دینار دینا ہوں گے۔ اس روایت کا ضعف مشہور ہے۔

پاؤں کی دیت اور سزا

قانون ۴۵

اگر کوئی شخص کسی کے دونوں پاؤں ٹخنوں تک قطع کر دے تو مجروح کو پوری دیت ادا کرے گا اور اگر ایک پاؤں قطع کرے تو نصف دیت دینا ہوگی۔ زرارۃ کی روایت میں اس چیز کا تذکرہ موجود ہے اور ہم اس روایت کو ہاتھوں کی دیت کے ذیل میں بیان کر آئے ہیں۔

قانون ۴۶

اگر کوئی شخص کسی کے پاؤں کی دس انگلیاں قطع کر دے تو وہ پوری دیت ادا کرے گا اور اگر پانچ انگلیاں کاٹ دے تو نصف دیت دینا ہوگی۔ یہ چیز عبداللہ بن سنان کی روایت میں بیان ہو چکی ہے اور ہم اس روایت کو ہاتھ کی انگلیوں کی دیت کے باب میں بیان کر آئے ہیں۔ لیکن بعض مجتہدین کا قول

ہے کہ ہاتھ اور پاؤں کے انگوٹھے کو قطع کرنے کی دیت ہاتھ یا پاؤں کی دیت کا ایک تہائی حصہ ہے۔

بازو اور کہنی کی دیت اور سزا

قانون ۴۷

اگر کوئی شخص کسی کے دونوں بازو یا دونوں کہنیاں قطع کر دے تو اسے پوری دیت ادا کرنی ہوگی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کی دونوں پنڈلیاں زانو تک یا دونوں رانیں قطع کر دے تو اسے پوری دیت دینا ہوگی۔ نیز اگر ان میں سے ایک کو تلف کر دے تو پھر اسے نصف دیت ادا کرنی ہوگی۔

قانون ۴۸

اگر کوئی شخص کسی کے بازو کو ہتھیلی اور انگلیوں کے ساتھ یا پنڈلی کو پاؤں کے تلوے اور انگلیوں کے ہمراہ ایک ہی بار قطع کر دے تو اس کی دیت اور سزا میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض مجتہدین کا قول ہے کہ اس صورت میں تداخل ہوجاتا ہے، اس لیے اس کو صرف ایک دیت دینا ہوگی اور بعض کا کہنا ہے کہ ایک دیت کے علاوہ اس پر مناسب حکم بھی لگایا جائے گا لیکن بعض کا قول ہے کہ اس شخص پر کئی ایک دیات ثابت ہوتی ہیں۔ تاہم قول اوّل ہی مشہور ہے اور انہوں نے تداخل کو اختیار کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر قطع کرنے والا جوڑ سے قطع کرے تو تداخل ہوجاتا ہے۔ مثلاً اگر ہاتھ کی ہتھیلی اور انگلیوں کو ہاتھ کے جوڑ سے قطع کرے

یا اسی طرح اگر پاؤں کو انگلیوں کے ہمراہ جوڑ سے قطع کرے تو ایک ہی دیت دی جائے گی لیکن اگر جوڑ سے آگے بڑھ جائے مثلاً کلائی یا پنڈلی کا کچھ حصہ بھی قطع ہو جائے تو چاہے وہ اگلے جوڑ تک نہ بھی پہنچے، پھر بھی ایک دیت کے علاوہ مناسب حکم بھی لگایا جائے گا۔

قانون ۴۹

زائد ہاتھ کی دیت اور سزا کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ اصلی ہاتھ کی صورت میں دیت اور زائد ہاتھ کی صورت میں مناسب حکم اور تاوان ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ زائد ہاتھ کی صورت میں دیت کا ایک تہائی ہے۔ اسی طرح زائد پاؤں اور پاؤں کی زائد شل انگلی کے لیے بھی زائد ہاتھ اور ہاتھ کی زائد اور شل انگلی والا حکم ہے۔ یہ حکم ہاتھ کی انگلیوں کے باب میں تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔ [۱]

---

[۱] فقہاء عامہ میں سے شافعی کا قول ہے کہ زائد انگلی کے بارے میں مناسب حکم لگایا جائے گا۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

حصۂ چہارم

پہلا باب

ہڈیوں کی چوٹ کی دیت اور سزا

اس حصے میں آٹھ قوانین بیان کیے گئے ہیں؛

قانون ۱

اکثر فقہا اور مجتہدین کے نزدیک کسی عضو کی ہڈی توڑ دینے کی دیت اسی عضو کی دیت کا پانچواں حصہ ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی کے بازو، کلائی، ہتھیلی یا پنڈلی کی ہڈی توڑ دے اور وہ علاج سے ٹھیک نہ ہو سکے تو اسے اس شخص کو ایک سو دینار یا ایک سو بکریاں بطور دیت دینی ہونگی لیکن اگر عضو علاج سے ٹھیک ہو جائے اور اس کی ہڈی میں کوئی کجی یا عیب باقی نہ رہے تو پھر اسے عضو کو توڑ دینے کی دیت کے پانچویں حصے کا ایک چوتھائی یعنی پچیس دینار یا ۲۵ بکریاں مضروب کو بطور دیت دینی ہوں گی۔

قانون ۲

اگر کوئی شخص کسی کے عضو پر ایسی ضرب لگائے جس سے اس کی ہڈی باہر نکل آئے (فقہاء کی اصطلاح میں اس چوٹ کو موضحہ کہتے ہیں) تو چوٹ لگانے والا اس عضو کی دیت کا ایک چوتھائی اس مضروب کو بطور دیت ادا کرے گا۔

قانون ۳

اگر کوئی کسی کی ہڈی کو کچلے اور وہ چور چور (رض) ہو جائے اور علاج سے ٹھیک نہ ہو تو مجرم اس عضو کی دیت کا ایک تہائی مضروب کو بطور دیت ادا کرے گا لیکن اگر مضروب علاج کرنے سے ٹھیک ہو جائے اور اس کی ہڈی میں کوئی عیب اور کجی باقی نہ رہے تو اس عضو کی دیت کے پانچویں حصے کا ایک چوتھائی مضروب کو ادا کرے گا۔

قانون ۴

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے کسی عضو کی ہڈی کو اس طرح سے توڑ دے کہ وہ عضو ناکارہ (فک) ہو جائے تو وہ شخص اس عضو کی دیت کا دو تہائی حصہ مضروب کو ادا کرے گا کیونکہ وہ عضو شل عضو کی مانند ہو گیا ہے لیکن اگر علاج کرنے سے وہ عضو درست ہو جائے تو وہ اس عضو کے معطل ہو جانے کی دیت کا ایک چوتھائی حصہ مضروب کو دے گا۔ اس ضمن میں یہی قول علماء کے درمیان مشہور ہے اور باہم صلح کر لینا بہر حال سب سے بہتر ہے۔

قانون ۵

اگر کوئی شخص کسی کی پسلیوں کی ہڈیاں توڑ دے تو اگر ٹوٹنے والی ہڈیاں دل کی جانب ہوں تو ان میں سے ہر پسلی کی دیت ۲۵ دینار ہو گی۔ اگر پسلی میں میں صرف دراڑ سی پڑ جائے تو دیت ساڑھے بارہ دینا ہو گی اور اگر ہڈی اپنے مقام سے ہل جائے تو دیت ساڑھے سات دینار ہو گی اور اگر ہڈی میں صرف ابھار پیدا ہو جائے تو دیت سوا چھ دینار ہو گی۔ اسی طرح اگر پسلی کی ہڈی بازو کی جانب سے ٹوٹ جائے تو اس کی دیت دس دینار ہو گی اور اگر اپنے مقام سے ہٹ جائے تو پانچ دینار اور اگر ہڈی کچھ ابھر آئے تو ڈھائی دینار دیت دینی ہو گی۔ اس حکم کی سند اور دلیل اجماع، شہرت اور اصحاب کے عمل کے علاوہ ظریف بن ناصح کی روایت ہے۔[1]

قانون ۶

فروع کافی کتاب دیات میں سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادق ؑ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص کسی کی دبر کی ہڈی اس طرح توڑ دے کہ وہ پاخانے کو ضبط نہ کر سکے تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟

---

[1] ہنسلی کی ہڈی اور پسلیوں کے ٹوٹنے کے بارے میں شافعی کے دو قول ہیں۔ اول: اس بارے میں مناسب حکم لگایا جائے گا۔ دوئم: ہر ہڈی کے توڑنے کی دیت ایک اونٹ ہے۔ تاہم پہلا قول بہتر ہے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)۔

امام ؑ نے فرمایا: اس کو پوری دیت ادا کرنی ہوگی۔

اسی کتاب میں اسحاق بن عمار سے ایک اور روایت ہے کہ امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا:

ایک شخص نے کسی کے خصیے اور دبر کے درمیان ایسی ضرب لگائی جس سے مضروب پاخانہ ضبط نہیں کر سکتا تھا۔ امیرالمومنین ؑ نے اس بارے میں یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ مجرم کو پوری دیت دینی ہوگی۔

ان دونوں روایات پر اکثر بلکہ مشہور علماء نے عمل کیا ہے۔

قانون ۷

اگر کوئی شخص اپنی انگلی سے کسی لڑکی کی بکارت زائل کرے اور اس کے مثانے کو بھی اس طرح نقصان پہنچائے کہ وہ پیشاب ضبط نہ کر سکے تو اس کی دیت میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اسے پوری دیت اور مہر دینا چاہیے اور بعض کا قول ہے کہ ایک تہائی دیت اور مہر اسے دیا جائے۔ ان ہر دو اقوال کے حق میں روایت وارد ہوئی ہے۔ لیکن صاحب لمعہ نے پہلے قول کو اختیار کیا ہے اور صاحب شرائع نے دوسرے قول کو ترجیح دی ہے۔

قانون ۸

فروع کافی کتاب دیات کے آخر میں ایک روایت درج ہے کہ امیرالمومنین ؑ کے زمانہ میں ایک شخص نے دوسرے شخص کا پیٹ اس طرح دبایا کہ اس کا پاخانہ نکل گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کیا جائے یا

اس سے ایک تہائی دیت وصول کی جائے۔ اکثر علماء نے اس حکم پر عمل کیا ہے لیکن بعض علماء نے اس روایت کو ضعیف قرار دیتے ہوئے مناسب حکم لگانے کو ترجیح دی ہے۔[1]

---

[1] فقہاء عامہ میں سے احمد بن حنبل نے اس روایت کی بنا پر فتویٰ دیا ہے۔ دیگر فقہاء نے اس کی مخالفت کی اور کہا ہے کہ اس مسئلے میں مجرم پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔
(کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

دوسرا باب

جسمانی صلاحیتوں کو ضائع کرنیکی دِیت اور سزا

اس باب میں ۱۶ قوانین بیان کیے گئے ہیں:

قانون ۱

اگر کوئی شخص کوئی ایسا فعل انجام دے جس سے کسی کی عقل زائل ہو جائے تو وہ اسے پوری دِیت ادا کرے گا اور اگر دِیت دے دینے کے بعد اس کی عقل بحال ہو جائے تو دِیت واپس نہیں ہوگی۔ چنانچہ وسائل الشیعہ، کتاب دِیات میں حمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ اس نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ ایک شخص نے کسی کے سر پہ چوب خیمہ سے اس طرح ضرب لگائی کہ مضروب کی عقل جاتی رہی۔ اس بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟

امامؑ نے فرمایا: مجرم مضروب کو پوری دِیت ادا کرے گا۔

راوی نے عرض کیا کہ اگر دس یا اس سے کچھ کم دنوں کے بعد اس کی

عقل بحال ہو جائے تو کیا وہ شخص اپنی ادا کی ہوئی دیت واپس لے سکتا ہے؟

حضرت نے فرمایا: نہیں! اس سے دیت واپس لینا جائز نہیں ہے۔

چنانچہ ایک اور روایت میں ہے کہ اس کی عقل کا واپس آنا اس کے لیے پروردگار عالم کی جانب سے ایک نعمت اور بخشش ہے۔

قانون ۲

اگر کوئی شخص کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو جس سے کسی شخص کی جزوی طور پر عقل جاتی رہے تو اس کی دیت کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ حاکم شرع کے فیصلہ کے تحت اسے تاوان دینا چاہیے اور بعض کا قول ہے کہ عقل کے زائل ہونے کی مقدار کا تعین وقت کے حساب سے ہونا چاہیے۔ اگر وہ شخص ایک دن دیوانہ اور ایک دن عاقل رہتا ہے تو نصف دیت دینی ہوگی اور اگر ایک دن دیوانہ اور دو دن صحیح رہتا ہے تو ایک تہائی دیت دینی ہوگی لیکن اگر ایک دن دیوانہ اور تین دن صحیح رہتا ہے تو ایک چوتھائی دیت دینی ہوگی اور پھر اسی طرح سے تعین کیا جائے گا۔

قانون ۳

جیسا کہ احکام قصاص میں بیان ہو چکا ہے کہ عقل زائل ہو جانے کی صورت میں قصاص بالکل نہیں ہے۔ کیونکہ عقل کے لیے کسی خاص مقام کا تعین نہیں ہے۔

قانون ۲۷

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو ایسی ضرب لگائے جس سے اس کا سر پھٹ جائے، اس کی عقل زائل ہو جائے، کان بہرے ہو جائیں اور آنکھیں اندھی ہو جائیں۔ یعنی ایک ضرب لگانے سے کئی جرائم کا ارتکاب ہو جائے تو اس کی دیت کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے اور یہ اختلاف احادیث میں اختلاف کی بنا پر ہے۔ اکثر علماء کا قول ہے کہ اس کی متعدد دیات ہوں گی اور بعض فقہاء اس بارے میں تفصیل کے قائل ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر ایک ضرب سے یہ تمام نقصانات ہوئے ہوں تو اس صورت میں تداخل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ان سب نقصانات کے لیے وہ ایک ہی دیت دے گا لیکن اگر مختلف ضربات سے یہ نقصانات ہوئے ہوں تو اس صورت میں وہ ہر ایک کی دیت علٰحدہ علٰحدہ ادا کرے گا لیکن مشہور علماء نے قول اول ہی کو اختیار کیا ہے۔ چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں حماد بن عیسٰی نے ابراہیم بن عمر سے اور انہوں نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا ہے کہ امامؑ نے فرمایا:

ایک شخص نے ایک دوسرے شخص کو لاٹھی سے ایسی ضرب لگائی جس سے اس کے کان بہرے، آنکھیں اندھی، زبان گنگ، عقل زائل اور شہوت ختم ہو گئی اور وہ جماع کے قابل نہ رہا۔ امیرالمومنینؑ نے اس مسئلے میں فیصلہ صادر فرمایا کہ وہ مضروب کو چھ دیات ادا کرے۔

قانون ۵

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص پر ایسا وار کرے جس سے اس کی عقل زائل ہو جائے تو ایک سال تک انتظار کرنا چاہیے۔ اگر ایک سال کے اندر وہ مضروب مر جائے تو مجرم سے قصاص لیا جائے گا اور اگر وہ نہ مرے تو پھر اس مجرم سے دیت لی جائے گی۔

قانون ۶

اگر کوئی شخص ایک ایسا کام انجام دے جس سے کسی دوسرے شخص کے کان بہرے ہو جائیں اور اہل خبرہ اس کی قوت سماعت کی بحالی سے مایوس ہو جائیں تو مجرم اسے پوری دیت ادا کرے گا لیکن اگر عقلا کہیں کہ اس کی سماعت کے واپس آجانے کی امید ہے تو پھر ایک مدت تک انتظار کیا جائے گا۔ اگر اس مدت میں اس کی سماعت واپس نہ آئے تو مجرم اس بہرے شخص کو پوری دیت ادا کرے گا۔ وسائل الشیعہ کتاب دیات میں سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ ایک شخص نے کسی آدمی کے کان میں ہڈی گھسیڑ کر اس میں گہرا زخم کر دیا۔ زخمی کا کہنا ہے کہ وہ بہرہ ہو گیا ہے۔ اس بارے میں کیا حکم ہے؟

امامؑ نے فرمایا: ایک سال تک انتظار کیا جائے اور عادل اشخاص اس پہ معین کر دیے جائیں، اگر وہ دو اشخاص نگرانی کرنے کے بعد واپس آ کر یہ شہادت دیں کہ اب وہ سن سکتا ہے

اور اس کی قوت سماعت بہتر ہو گئی ہے تو اس کا کوئی حق ثابت نہیں ہو گا اور اس کا دعویٰ باطل ٹھہرے گا لیکن اگر وہ دو آدمی کوئی اطلاع نہ دیں یعنی تصدیق یا تکذیب نہ کریں تو پھر اس آدمی کو قسم دلائی جائے گی کہ اب وہ سن سکتا ہے یا نہیں اور اس کے قسم کھانے کے بعد اس کو پوری دیت دی جائے گی۔

راوی کہتا ہے کہ اس نے حضرت سے عرض کیا کہ اگر دیت دیے جانے کے بعد اس کی سماعت درست ہو جائے تو کیا وہ دیت اس سے واپس لی جائیگی؟

حضرتؑ نے فرمایا: اس کا واپس لینا جائز نہیں۔ اس لیے کہ قوت سماعت اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے جو اس نے اسے دوبارہ عطا کی ہے۔

کان بہرا کرنیکی دیت اور سزا

قانون ۱۔

اگر کوئی شخص کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو جس سے کسی آدمی کا ایک کان بہرا ہو جائے تو مجرم کو اسے نصف دیت ادا کرنی ہو گی۔ اسی طرح اگر ایک کان کی قوت سماعت کچھ کم ہو جائے تو موجودہ قوت سماعت کو صحیح قوت کی مناسبت سے پرکھا جائے گا اور اسی مناسبت سے دیت وصول کی جائے گی۔

قانون ۸

اگر کوئی شخص کسی کا کان قطع کر دے اور اس کی سماعت بھی جاتی رہے تو مجرم کو دوگنی دیت دینا پڑے گی۔ کیونکہ اس مقام پر تداخل نہیں ہو سکتا جیسے حماد بن عیسیٰ کی روایت میں یہ چیز صراحت سے بیان ہوئی ہے۔

قانون ۹

اگر کوئی شخص کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو جس سے کسی کی دونوں آنکھوں کی بینائی جاتی رہے تو مجرم کو اس کی پوری دیت دینی ہوگی اور اگر ایک آنکھ کی بینائی جاتی رہے تو اسے نصف دیت ادا کرنی ہوگی۔ مدعی اور مدعا علیہ کے درمیان اختلاف کی صورت میں عقلاء میں سے دو عادل مرد یا ایک عادل مرد اور دو عورتیں گواہی دیں۔ اگر گواہ میسر نہ ہوں تو پھر خود مدعی کو قسم کھانی چاہیے۔

چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب دیات میں سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادق ع سے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ کسی نے ضرب لگا کر اس کی بینائی زائل کر دی ہے اور وہ کچھ نہیں دیکھ پاتا تو اس بارے میں کیا حکم ہے؟

امام ع نے فرمایا: ایک سال تک انتظار کیا جائے اگر آنکھوں کی روشنی واپس نہ آئے تو پھر مدعی قسم کھائے کہ فلاں شخص کی ضرب نے میری بینائی تلف کر دی ہے۔ پس اگر وہ قسم کھائے تو اسے دیت دی جائے گی۔

راوی کہتا ہے کہ اس نے عرض کیا کہ اگر اس کی بینائی واپس آجائے تو کیا اس کو دی ہوئی دیت واپس لی جاسکتی ہے ؟

حضرت نے فرمایا: نہیں! وہ دیت اس سے واپس لینا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی بینائی ایک نعمت خداوندی ہے جو خدا نے اسے دوبارہ مرحمت کی ہے۔

اگر مدعی کہے کہ میری ایک آنکھ کی بینائی کم ہوئی ہے اور وہ اس بات کو ثابت کردے تو صحیح آنکھ کے ساتھ تفاوت کی نسبت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے دیت ادا کی جائے گی۔ اگر مدعی کہے کہ میری دونوں آنکھوں کی بینائی کم ہوگئی ہے تو اس بات کا ثبوت ملنے کے بعد کسی دوسرے کی آنکھ سے مقابلہ کرکے اس کو تفاوت کی مناسبت سے دیت ادا کی جائے گی۔

قانون ۱۰

اگر کوئی شخص کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو جس سے کسی کی قوت شامہ زائل ہو جائے اور وہ بدبو اور خوشبو کو شناخت نہ کر سکے تو اگر دونوں نتھنوں کی قوت شامہ ختم ہوگئی ہو تو اسے پوری دیت اور اگر ایک نتھنے کی قوت ختم ہوئی ہو تو نصف دیت دی جائے گی۔

اس بارے میں مدعی اور مدعا علیہ کے درمیان اختلاف کی صورت میں خوشبو اور بدبو کی پہچان میں اس کا امتحان لیا جائے گا۔ فروع کافی کتاب دیات میں اصبع بن نباتہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے امیرالمومنین علیہ السلام سے سوال کیا کہ اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جس نے کسی کے سر پر

ضرب لگائی اور مضروب نے دعویٰ کیا کہ اس کی آنکھ نابینا، قوت شامہ ختم اور زبان گنگ ہوگئی ہے؟

آپ نے فرمایا: اگر مدعی سچ کہتا ہے تو اسے تین دیاتیں دینی پڑیں گی۔

لوگوں نے کہا کہ یا امیرالمومنینؑ! مدعی کا دعویٰ کیسے ثابت ہوگا؟

آپ نے فرمایا: وہ کہتا ہے کہ بدبو اور خوشبو کو شناخت نہیں کرسکتا تو کوئی جلی ہوئی چیز اس کے پاس لے جاؤ اگر وہ سچ کہتا ہے تو اپنا سر اس کی جانب سے نہیں ہٹائے گا اور اس کی آنکھوں میں پانی نہیں آئے گا۔ لیکن اگر وہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی آنکھیں پانی سے بھر جائیں گی اور وہ اپنا سر ایک طرف کو ہٹائے گا۔ پھر وہ آنکھ کی بینائی زائل ہونے کا بھی مدعی ہے تو اس کی آنکھ کو سورج کے سامنے کھلواؤ۔ اگر وہ آنکھ بند کرلے اور سورج کی روشنی کا سامنا نہ کرسکے تو وہ جھوٹ کہتا ہے لیکن اگر اس کی آنکھیں بند نہ ہوں تو اس کے دعویٰ کی سچائی ثابت ہوجائے گی۔ نیز وہ زبان کے گنگ ہونے کا بھی دعویٰ کرتا ہے تو ایک سوئی اس کی زبان میں چبھودو، اگر اس میں سے سرخ خون نکلے تو وہ جھوٹا ہے اور اگر سیاہ خون نکلے تو اس کا دعویٰ درست ثابت ہوجائے گا۔

قانون ۱۱

اگر کوئی شخص کسی کیساتھ کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو جس کی وجہ سے اسے انزال منی میں زحمت ہونے لگے تو اسے پوری دیت دی جانی چاہیے۔ عقل ذائل کرنے کے بیان میں مذکور حماد کی روایت میں اس چیز کی تصریح ہو چکی ہے۔

پیشاب میں خرابی پیدا کرنے کی سزا

قانون ۱۲

اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے ساتھ کوئی ایسا فعل انجام دے جس سے اس کا پیشاب نہ رکے اور قطرہ قطرہ آتے رہے تو اس کی دیت کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے اور یہ اختلاف روایات کی بنا پر ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ اسے پوری دیت دی جانی چاہیے۔ چنانچہ غیاث بن ابراہیم کی روایات میں پوری دیت دینے کے لیے کہا گیا ہے اور وسائل الشیعہ میں بھی یہی بیان کیا گیا ہے۔ لیکن اگر یہ تکلیف مستقل نہ ہو اور وقتی طور پر دور ہو جاتی ہو تو پھر تاوان دیا جانا چاہیے۔ تاہم بعض مجتہدین تفصیل کے قائل ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ اگر پیشاب صبح سے رات تک جاری رہے تو اس شخص کو پوری دیت دی جائے گی اور اگر ظہر کے وقت تک جاری رہے تو نصف اور اگر اس کا پیشاب صرف آفتاب کے بلند ہونے تک ہی جاری رہتا ہے تو پھر ایک تہائی

دیت دی جائے گی۔ یہ چیز اسحاق بن عمار کی روایت میں مذکور ہے لیکن مشہور علماء نے قول اوّل کو اختیار کیا ہے۔

آواز بند کر دینے کی دیت

قانون ۱۳

اگر کوئی شخص کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو جس سے کسی کی آواز بند ہو جائے لیکن زبان ٹھیک ہے تو وہ اسے پوری دیت ادا کرے گا اور اگر زبان میں بھی نقص پیدا ہو جائے تو زبان کی دیت بھی اسے دی جائے گی۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں محمد بن عیسیٰ نے یونس سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ امام علی رضاؑ کی خدمت میں ایک کتاب لائی گئی، جس میں لکھا تھا کہ اگر کوئی شخص کسی کی قوت سماعت ختم کر دے تو وہ اسے ایک ہزار دینار دے اور اگر کسی کی آواز بالکل بند کر دے تو پوری دیت یعنی ایک ہزار دینار اسے دے اور اگر کوئی کسی کے دونوں ہاتھ شل کر دے تو وہ بھی ایک ہزار دینار اسے دے اور اگر دونوں پاؤں شل کر دے تو پھر بھی اسے ایک ہزار دینار دینے پڑیں گے۔

تیسرا باب

شِجاج[1] کی دِیَت اور سزا

اس باب میں ۲۲ قوانین بیان کیے گئے ہیں:

قانون ۱

فقہاء کی اصطلاح میں انسان کے سر اور چہرہ پر وارد ہونے والے زخموں میں سے ہر ایک کا الگ الگ نام ہے ان کی آٹھ اقسام ہیں:

اول: اگر کوئی شخص کسی کے سر یا چہرے کی کھال کو زخمی کر دے تو فقہاء کی اصطلاح میں اسے حارصہ کہتے ہیں اور اس کی دیت میں ایک اونٹ ہے۔

دوئم: اگر کوئی کسی کے سر یا چہرہ پر ایسی ضرب لگائے جو کھال سے گزر کر

---

[1] ش کی زیر کے ساتھ شجاج، شجہ کی جمع ہے۔ فقہاء کے نزدیک سر اور چہرے کے زخم اور خراش کو شجہ کہتے ہیں اور بدن کے دیگر حصوں پر آنیوالے زخم کو جرح کہا جاتا ہے۔

گوشت تک پہنچے تو اسے "دامیہ" کہتے ہیں اور اس کی دیت دو اونٹ ہے۔

سوئم: اگر کوئی کسی کے سر یا چہرے پر ایسی ضرب لگائے جس سے سر یا چہرے کا گوشت کٹ جائے تو اسے "باضعہ" کہتے ہیں اور اس کی دیت تین اونٹ ہے۔

چہارم: اگر کوئی کسی کو ایسی ضرب لگائے کہ جس سے اس کا گوشت الگ ہو جائے اور زخم ہڈی کے نازک پردے تک جا پہنچے تو اسے "سمحاق" کہتے ہیں اور اس کی دیت چار اونٹ ہے۔

پنجم: اگر کوئی کسی کو ایسی ضرب لگائے کہ زخم ہڈی تک جا پہنچے اور ہڈی نمایاں ہو جائے تو اسے "موضحہ" کہتے ہیں اور اسکی دیت پانچ اونٹ ہے۔

ششم: کوئی کسی کو ایسی ضرب لگائے جس سے اس کی ہڈی ٹوٹ جائے تو اسے "ہاشمہ" کہتے ہیں۔ اس کی دیت دس اونٹ ہے۔

ہفتم: اگر کوئی کسی کو ایسی ضرب لگائے جس سے اس کی ہڈی ریزہ ریزہ ہو جائے تو اسے "منقلہ" کہتے ہیں اور اس کی دیت ۱۵ اونٹ ہے۔

ہشتم: اگر کوئی کسی کو ایسی ضرب لگائے جس سے اس کا مغز سر سے باہر نکل آئے تو اسے "مامومہ" کہتے ہیں۔ اس کی دیت ۳۳ اونٹ ہے۔ لیکن بعض فقہاء کا قول ہے کہ اس کی دیت ۱/۳ ۳۳ ہے۔

وسائل الشیعہ میں (بہ اسناد شیخ) منصور بن حازم سے منقول ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

جراحت حارصہ جو ناخن کے برابر ہے، اس کی دیت ایک اونٹ اور دامیہ کی صورت میں دو اونٹ، باضعہ جو سمحاق سے کمتر ہے اس کی تین اونٹ اور سمحاق جو موضحہ سے کمتر ہے اس

کی چار اونٹ اور موضحہ میں دیت پانچ اونٹ ہے۔

وسائل الشیعہ کتاب دیات، باب شجاج میں (بہ اسناد شیخ) سکونی سے روایت ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فیصلہ صادر فرمایا کہ جراحتِ ہاشمہ کی دیت دس اونٹ ہے۔ فروع کافی، کتاب دیات میں حلبی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

موضحہ کی دیت پانچ اونٹ، اسحاق کی چار اونٹ، باضعہ کی تین اونٹ، مامومہ کی ۳۳ اونٹ اور جراحتِ جائفہ میں بھی دیت ۳۳ اونٹ ہے۔

قانون ۲

اگر کوئی شخص کسی کو ایسی ضرب لگائے جس سے اس کے دماغ کی جھلی پھٹ جائے تو اس زخم کو دامغہ کہتے ہیں۔ حلبی اور دیگر راویوں کی روایات میں اسے جائفہ یعنی گھاؤ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس زخم کے لگنے سے انسان کا زندہ بچنا بہت مشکل ہے لیکن اگر زندہ بچ جائے تو اس کی دیت میں علماء کے مابین اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اس کی دیت ۳۳/۱/۳ اونٹ ہے۔ بعض کا قول ہے کہ مجرم سے تاوان لیا جائے اور اس پر مناسب حکم لگایا جائے۔ صاحب شرح لمعہ نے دوسرے قول کو ترجیح دی ہے۔ اگر اس زخم سے انسان مر جائے تو پوری دیت وصول کی جائے گی۔

قانون ۳

انسان کے سر اور چہرے کے زخموں کی دیت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ لیکن بدن کے دوسرے اعضاء کے زخموں اور سر کے زخم کی دیت میں فرق ہوتا ہے۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں حسن بن صالح الثوری سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا کہ کیا سر کے گہرے زخم (موضحہ) کے لیے بھی وہی دیت ہے جو چہرے کے زخم کے لیے ہے؟

امامؑ نے فرمایا: انسان کے چہرے یا سر پر وارد ہونے والے زخم دیت میں باہم برابر ہیں۔ کیونکہ انسان کا چہرہ اس کے سر کا حصہ شمار ہوتا ہے۔ لیکن دیگر اعضائے انسانی پر وارد ہونے والے زخموں کی دیت سر کے زخموں کی دیت سے مختلف ہوتی ہے۔

قانون ۴

اگر بدن کے دوسرے اعضاء پر بھی ویسے ہی زخم آئیں جو سر اور چہرے کے لیے بیان کیے جا چکے ہیں تو ان کی دیت اس عضو کی مناسبت سے متعین کی جائے گی۔ مثلاً اگر کسی شخص کے ایک ہاتھ پہ جراحت حارصہ واقع ہو تو چونکہ ایک ہاتھ کی دیت انسان کی دیت کا نصف ہے۔ اس لیے ہاتھ کی جراحت حارصہ کی دیت ایک اونٹ کا بیسواں حصہ یا نصف دینار ہوگی۔ اسی طرح اگر ہاتھ پہ

جراحتِ موضحہ واقع ہو جائے تو چونکہ ہاتھ کی دیت انسانی دیت کا نصف ہے اس لیے ہاتھ کی جراحت موضحہ کی دیت پانچ اونٹوں کا نصف ہو گی۔ چنانچہ سر اور چہرے کے مذکورہ آٹھواں زخم اگر انسان کے دیگران اعضاء پر واقع ہوں جن کی دیت شارع علیہ السلام کی جانب سے معین ہے تو ان اعضاء پر وارد ہونے والے زخموں کی دیت ان اعضاء کی مناسبت سے لی جائیگی لیکن اگر زخمی ہونے والے اعضاء ایسے ہوں کہ جن کی شارع علیہ السلام کی جانب سے دیت معین نہیں کی گئی تو پھر تاوان کے علاوہ مناسب حکم لگایا جائے گا۔

قانون ۵

اگر کوئی شخص کسی کے سر یا چہرے پر دو جگہ جراحتِ موضحہ وارد کردے تو اسے ان میں سے ہر ایک کی دیت علیحدہ علیحدہ پانچ پانچ اونٹ دینی ہوگی کیونکہ دیت کے موجب زخم اپنی تعداد کے لحاظ سے ایک سے زائد دیت کا سبب بن گئے ہیں۔ لیکن اگر وہی شخص ان دونوں چوٹوں کے باہمی فاصلے کو ختم کردے تو اکثر علماء کا قول ہے کہ ایسی صورت میں وہ صرف ایک موضحہ شمار ہوگا اور اس کی دیت پانچ اونٹ ہو گی۔ جیسے کوئی شخص پہلے کسی شخص کے ہاتھ کو قطع کردے اور پھر اسے مار ڈالے تو اس سے ایک پوری دیت لی جائے گی لیکن اگر کوئی دوسرا آدمی ان دو موضحہ کا فاصلہ ختم کردے تو پہلے شخص سے دو موضحہ کی دیت لی جائے گی اور دوسرے شخص سے الگ دیت وصول کی جائے گی۔

قانون ۶

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے دو اعضاء پر زخم لگائے تو چاہے وہ زخم ایک ہی ضرب سے کیوں نہ لگائے گئے ہوں اس سے دوگنی دیت وصول کی جائے گی۔

قانون ۷

اگر کوئی کسی کے ایک موضحہ اس طرح وار کرے کہ اس کا کچھ حصہ سر پر ہو اور کچھ پیشانی پر تو قول مشہور کے مطابق اس سے ایک موضحہ کی دیت لی جائے گی۔ یعنی اسے پانچ اونٹ دینا پڑیں گے کیونکہ سر اور پیشانی کو ایک عضو شمار کیا جاتا ہے۔

قانون ۸

اگر کوئی شخص کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو جس سے کسی کے دونوں ہونٹ پھٹ جائیں اور دانت دکھائی دینے لگیں تو اسے اس جرم کے عوض ہونٹ قطع کرنے کی دیت کا ایک تہائی ادا کرنا پڑے گا۔ لیکن اگر علاج کرنے سے ہونٹ ٹھیک ہو جائیں تو ہونٹ قطع کرنے کی دیت کا پانچواں حصہ دینا ہو گا اور اگر ایک ہونٹ پھٹ جائے تو ایک ہونٹ قطع کرنے کی دیت کا پانچواں دینا ہو گا۔ یہ نظریہ قول مشہور سے مطابقت رکھتا ہے بلکہ بعض علماء نے اس میں اجماع کا دعویٰ کیا ہے اور بعض نے اس کے لیے کتاب ظریف سے سند

حاصل کی ہے لیکن ظریف کی روایت قول مشہور سے مطابقت نہیں رکھتی اس لیے میں نے اسے نقل نہیں کیا۔

قانون ۹

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے جسم کے کسی حصے پر ضرب لگا کر اس کے پیٹ کے اندرونی حصے کو زخمی کر دے تو اگر زخمی زندہ بچ جائے تو مجرم کو ایک تہائی دیت ادا کرنی ہوگی۔ چنانچہ فروع کافی اور وسائل الشیعہ کی بہت سی روایات میں یہ چیز منقول ہے کہ معصومؑ کے فرمان کے مطابق جائفہ یعنی وہ زخم جو بدن کے اندرونی حصے تک پہنچ گیا ہو، اس کی دیت پوری دیت کا ایک تہائی حصہ ہے۔

قانون ۱۰

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے جسم پر ایک زخم لگائے اور بعد میں اسی زخم کو جسم کے اندرونی حصے تک پہنچا دے تو اسے چاہیے کہ وہ جراحت (ظاہری زخم) اور جائفہ (باطنی زخم) دونوں کی دیت ادا کرے۔ مثلاً یہ کہ پہلے کسی کے کاندھے پر نیزہ مارے اور پھر نیزے سے اس کا پیٹ پھاڑ دے۔ چنانچہ اصل حقیقت کے پیش نظر اور ادلہ کی روشنی میں سبب کے بڑھ جانے سے نتیجہ بھی بڑھ جاتا ہے۔

قانون ۱۱

اگر کوئی شخص کسی کے بدن پر دو جائفہ وار کرے تو وہ شخص اسے پوری دیت کا دو تہائی ادا کرے گا

قانون ۱۲

اگر کوئی شخص کسی کے سینے پر اس طرح سے نیزہ مارے کہ وہ اس کی پشت سے پار ہو جائے تو اکثر علماء کے قول کے مطابق یہ دو جائفہ شمار ہوں گے۔ اس لیے وہ اسے دو جائفہ کی دیت ادا کرے گا۔ لیکن بعض علماء کا کہنا ہے کہ صرف ایک جائفہ کی دیت دینا ہوگی۔

قانون ۱۳

اگر کوئی شخص کسی کے بدن پر جراحت جائفہ وارد کرے اور کوئی دوسرا شخص اسی مقام پر اس طرح سے چھری مارے کہ زخمی کے زخم میں اضافہ نہ ہو تو اس صورت میں پہلے شخص پر جائفہ کی دیت دینا لازم ہوگی اور دوسرے شخص پر کچھ بھی واجب نہ ہوگا۔ لیکن حاکم شرع دوسرے شخص کو تادیب کرے گا۔ کیونکہ اس کے فعل سے ایک مجروح کو اذیت پہنچی ہے۔ لیکن اگر دوسرے شخص کے وار سے وہ زخم اندر سے بڑھ جائے اور باہر سے ویسا ہی رہے یا باہر سے بڑھ جائے اور اندر سے ویسا ہی رہے تو اس صورت میں اس پر تاوان اور مناسب حکم لگایا جائے گا۔ اس لیے کہ ایسی صورت میں جائفہ کا

اطلاق نہیں ہوتا اور ایسی صورت حال کے لیے کوئی دیت معین نہیں ہے لیکن اگر اس کے وار کے نتیجے میں اندر اور باہر دونوں طرف سے زخم بڑھ جائے تو اس دوسرے شخص پر بھی ایک جائفہ کی دیت لازم ہو جائے گی۔ کیونکہ اس کے وار پر بھی جائفہ کا اطلاق ہوتا ہے۔

قانون ۱۴

اگر کوئی شخص کسی کے بدن پر جراحت جائفہ وارد کرے اور کوئی دوسرا شخص زخمی کی انتڑیاں باہر نکال دے اور زخمی مر جائے تو قول مشہور کے مطابق شخص ثانی اسکا قاتل ہے۔ چنانچہ پہلے شخص سے صرف دیت لی جائے گی اور دوسرے شخص سے قصاص لیا جائے گا یا پوری دیت وصول کی جائے گی کیونکہ عام طور پر انتڑیوں کے باہر نکال دینے سے کسی شخص کے زندہ رہنے کا امکان نہیں ہوتا۔

قانون ۱۵

اگر کوئی شخص کسی کے اعضاء میں سے کسی ایک عضو مثلاً ہاتھ پاؤں یا ناک وغیرہ پر ضرب لگائے اور اس میں سوراخ کر دے اور ہتھیار دوسری جانب سے باہر آجائے تو ظریف بن ناصح کی روایت کے مطابق اکثر علماء وفقہاء کا قول یہ ہے کہ اس سے سو دینار بطور دیت لیے جائیں گے اور اگر یہ جراحت کسی عورت پر وارد ہوئی ہو تو اس کی دیت میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ اسے مرد کی دیت کا نصف یعنی پچاس دینار دیے جائیں

گے لیکن بعض علماء مناسب حکم لگانے کے اور بعض علماء مرد کے برابر کی دیت کے قائل ہیں۔ تاہم احتیاط بہتر ہے۔

قانون ۱۶

اگر کوئی شخص کسی کے منہ پر تھپڑ مارے اور وہ جگہ سرخ ہو جائے تو اس جرم کی دیت ایک دینار یا ڈیڑھ مثقال (شرعی) سونا ہے اور اگر وہ جگہ نیلی ہو جائے تو دیت تین دینار یا تین مثقال سونا ہو جائے گی اور اگر وہ جگہ سیاہ ہو جائے تو مجرم کو چھ دینار یا چھ مثقال سونا بطور دیت دینا پڑے گا۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ امیرالمومنینؑ نے تھپڑ مارنے کی سزا بیان کرتے ہوئے فرمایا:

> اگر کسی کے منہ کی وہ جگہ سیاہ ہو جائے تو اس کی دیت چھ دینار ہو گی اور اگر نیلی ہو جائے تو اس کی دیت تین دینار ہو گی اور اگر سرخ ہو جائے تو اس کی دیت ڈیڑھ دینار ہو گی۔

قانون ۱۷

اگر کوئی شخص کسی کے چہرے کے علاوہ اس کے بدن کی کسی اور جگہ پر ضرب لگائے، جس سے وہ جگہ سیاہ، نیلی یا سرخ ہو جائے تو قول مشہور کے مطابق اسے چہرے کی دیت کا نصف دیا جائے گا۔

قانون ۱۸

اگر کوئی شخص کسی کے بدن پر اس طرح چوٹ لگائے کہ وہ جگہ نیلی، سرخ یا سیاہ ہو تو اس کی دیت کے لیے مناسب حکم لگایا جائے گا۔

قانون ۱۹

اگر کوئی شخص کسی کے رخسار میں اس طرح سے سوراخ کر دے کہ اس کے منہ کا دھانہ ظاہر ہو جائے تو اس کی دیت سو دینار ہے لیکن اگر وہ سوراخ علاج سے ٹھیک ہو جائے اور اس کا نشان باقی رہے تو اس کی دیت پچاس دینار ہے۔ اسی طرح اگر وہ شخص اس کے دونوں رخساروں میں سوراخ کر دے تو وہ دیت کے طور پر اسے دو سو دینار دے گا لیکن اگر وہ علاج سے ٹھیک ہو جائے تو پھر اسے سو دینار دینے ہوں گے۔ ظریف بن ناصح کی کتاب اور روایت میں بھی ایسا ہی بیان ہوا ہے۔

قانون ۲۰

مرد کے اعضاء کو زخمی کرنے اور قطع کرنے پر دیت کی جو مقدار معین کی گئی ہے، عورت کے اعضاء کو زخمی کرنے اور قطع کرنے پر بھی دیت کی وہی مقدار معین کی گئی ہے۔

لہ فقہائے عامہ میں سے شافعی وغیرہ موضحہ وجائفہ کے علاوہ سر، چہرے اور دیگر اعضاء کے تمام زخموں کی سزا کے واسطے مناسب حکم لگانے کے قائل ہیں

قانون ۲۱

جن اعضا کی دیت ایک پوری انسانی دیت کے ایک تہائی تک ہے ان میں مرد اور عورت کے اعضاء کی دیت نصف ہو جاتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی مرد کی انگلی قطع کر دے تو وہ اس کی دیت کے طور پر ایک ہزار درہم دے گا اور اگر عورت کے ہاتھ یا پاؤں کی ایک انگلی قطع کر دے تو پھر بھی اسے ایک ہزار درہم دینے ہوں گے۔ اسی طرح اگر مرد کے ہاتھ یا پاؤں کی دو انگلیاں قطع کر دے تو اس کی دیت دو ہزار درہم ہو گی۔ اگر مرد کی تین انگلیاں قطع کر دے تو اسے بطور دیت تین ہزار درہم دے گا اور اگر عورت کی تین انگلیاں قطع کر دے تو اسے بھی بطور دیت تین ہزار درہم دے گا لیکن اگر مرد کی چار انگلیاں قطع کر دے تو اسے بطور دیت چار ہزار درہم دے گا اور اگر عورت کی چار انگلیاں قطع کر دے تو اسے مرد کی دیت کا نصف یعنی دو ہزار درہم دے گا۔ اسی طرح اگر مرد کی پانچ انگلیاں قطع کرے تو اسے مرد کی دیت کا نصف یعنی ڈھائی ہزار درہم دے گا۔ مجرم

موضحہ کی سزا کے بارے میں ان کا قول ہے کہ اگر وہ سر اور چہرہ پر ہو تو اس کی دیت پانچ اونٹ اور باقی اعضائے بدن پر ہو تو اس کے لیے مناسب حکم لگایا جائے گا۔ تاہم جائفہ کے لیے فقہاء خاصہ کی طرح ان کا قول ہے کہ وہ چاہے بدن کے کسی حصے پر ہو اس کے لیے ایک تہائی دیت ادا کرنا لازم ہے۔ نیز چہرے وغیرہ پر تھپڑ مارنے کی سزا میں خواہ وہ جگہ سیاہ، سرخ یا نیلی ہو جائے" وہ مناسب حکم کے قائل ہیں۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)۔

کے مرد یا عورت ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ چنانچہ وسائل الشیعہ اور فروع کافی کتاب دیات میں ابان بن تغلب سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا کہ جس مرد نے کسی عورت کی ایک انگلی قطع کر دی ہو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

آپ نے فرمایا: اسے بطور دیت دس اونٹ دینے ہوں گے۔

راوی نے پوچھا کہ اگر دو انگلیاں قطع کرے؟

آپ نے فرمایا: بیس اونٹ دینے ہوں گے۔

راوی نے پوچھا کہ اگر تین انگلیاں قطع کرے؟

آپ نے فرمایا: تیس اونٹ دینے ہوں گے۔

راوی نے پوچھا کہ اگر چار انگلیاں قطع کرے؟

آپ نے فرمایا: تب بیس اونٹ دینا ہوں گے۔

راوی نے کہا کہ سبحان اللہ! اگر تین انگلیاں قطع کرے تو تیس اونٹ دے اور اگر چار انگلیاں قطع کرے تو بیس اونٹ دے گا!

یہی وجہ ہے کہ جب یہ حکم عراق میں ہم تک پہنچا تو ہم کہتے تھے کہ بتانے والے سے غلطی ہوئی ہے اور یہ شیطان کا لایا ہوا حکم معلوم ہوتا ہے۔

حضرت نے فرمایا: اے ابان! یہ رسول اللہ کا حکم ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ عورت ایک تہائی دیت تک مرد کے ساتھ مساوی ہے لیکن جب دیت ایک تہائی سے بڑھ جاتی ہے تو پھر وہ صرف نصف کی حقدار رہ جاتی ہے۔

حضرت نے مزید فرمایا: کیا تم حکم خدا کو اپنے قیاس سے

سمجھنا چاہتے ہو؟ اگر تم احکام خدا کو اپنے قیاس سے سمجھنا چاہو گے تو خدا اور اس کے احکام سے دور ہوتے چلے جاؤ گے۔

قانون ۲۲

اگر کسی شخص کا کوئی ولی یا وارث نہ ہو تو خود حاکم شرع اس کا ولی ہوتا ہے۔ پس اگر کوئی شخص اسے قتل کر دے تو حاکم شرع اس کا قصاص لے گا اور قتل خطا کی صورت میں اس سے دیت لے گا۔ تاہم حاکم کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اگر چاہے تو اسے معاف کر دے اور اس سے قصاص یا دیت نہ لے۔ اس مسئلہ میں علماء کے درمیان اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ حاکم شرع اس قاتل کو معاف نہیں کر سکتا بلکہ قتل عمد کی صورت میں اس سے قصاص لے گا اور قتل خطا کی صورت میں دیت وصول کرے گا۔ چنانچہ صحیحہ ابی ولاد اور ایک اور روایت میں آیا ہے کہ امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا:

> امام یا حاکم شرع کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ ایک لاوارث شخص کے قاتل کو معاف کر دے بلکہ وہ اسے قصاص میں قتل کرے یا اس سے دیت وصول کرے۔

تاوان وحکومت کا تعین

فقہاء کی اصطلاح میں تاوان اور حکومت کے تعین سے مراد یہ ہے کہ مثلاً اگر کوئی شخص زخمی ہو جائے، اگر وہ آزاد ہے تو اسے غلام یا لونڈی فرض کرتے ہوئے حساب لگایا جائے گا کہ زخمی ہونے سے قبل اس کی قیمت کیا

ہو سکتی تھی اور پھر زخمی ہونے کے بعد اس کی قیمت کیا ہے۔ ان دونوں قیمتوں کے فرق کو تاوان یا حکومت کہا جاتا ہے۔ چنانچہ اگر صحیح حالت میں اس کی قیمت ایک سو تومان تھی اور زخمی ہو جانے کے بعد اس کی قیمت نوے تومان رہ جاتی ہے تو اس صورت میں ان دونوں قیمتوں کا فرق یعنی تاوان دس تومان ہوا جو اس کی اصل قیمت کا دسواں حصہ ہے۔ چنانچہ ان مواقع پر جہاں تاوان وحکومت واجب ہو تو مجرم سے دیت کے علاوہ یہ تاوان بھی وصول کیا جائے گا اور اگر غلام یا لونڈی ہے تو اس صورت میں تاوان کی رقم اس کا مالک وصول کرے گا۔ فقہاء کی اصطلاح میں اس باب میں تاوان اور حکومت سے مراد ایک ہی چیز ہے۔

حصۂ پنجم

پہلا باب

جرائم کے ملحقات کی سزائیں

اِسقاطِ حمل کی دِیت اور سزا

قانون ۱

اگر کوئی شخص کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو جس سے کسی حاملہ عورت کا حمل ساقط ہو جائے تو اگر وہ حمل نطفے کی حالت میں ہے تو اس کی دیت بیس دینار، اگر علقے (جما ہوا خون) کی حالت میں ہو تو چالیس دینار، اگر مضغے (گوشت کا لوتھڑا) کی حالت میں ہو تو ساٹھ دینار، اگر ہڈی بن چکی ہو تو اسّی دینار، اگر ہڈی پر گوشت آچکا ہو لیکن ابھی جان نہ پڑی ہو تو سو دینار اور اگر جان پڑ چکی ہو اور لڑکا ہو تو ایک ہزار دینار اور اگر لڑکی ہو تو پانچ سو دینار بطور دیت اس عورت کو ادا کرے۔[1]

---

[1] فقہائے عامہ میں شافعی کا قول ہے کہ پیٹ کے بچے کی دیت باپ یا ماں کی دیت کا ۱/۲۰ ہے اور ابو حنیفہ کا کہنا ہے کہ خود پیٹ کی دیت ۱/۲ ہے (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

قانون ۲

اگر کوئی شخص کسی حاملہ عورت کو قتل کردے اور اس کے پیٹ کا بچہ بھی مرجائے اور یہ معلوم نہ ہوسکے کہ وہ لڑکا تھا یا لڑکی تو احادیث معتبرہ کے مطابق قول مشہور یہی ہے کہ وہ شخص عورت کی دیت کے ساتھ اس بچے کے عوض نصف دیت مرد کی اور نصف دیت عورت کی ملا کردے گا لیکن بعض علماء ایسے بچے کی جنس کے تعین کے لیے قرعہ اندازی کے قائل ہیں۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات باب دیتِ جنین میں امیرالمومنینؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

اسقاط حمل کے نتیجے میں نطفہ کے تلف کرنے کی دیت بیس دینار، علقہ (جمے ہوئے خون) کی چالیس دینار، مضغہ (گوشت کے لوتھڑے) کی ساٹھ دینار، اگر ہڈی بن گئی ہو تو اسّی دینار اور اگر ہڈیوں پر گوشت آگیا ہو تو اس کی دیت سو دینار ہوگی لیکن اگر اس میں جان پڑ چکی ہو اور وہ لڑکا ہو تو اس کی دیت ایک ہزار دینار اور اگر لڑکی ہو تو پانچسو دینار ہوگی۔

اسی طرح اگر کوئی شخص کسی حاملہ عورت کو قتل کردے اور اس کے پیٹ کا بچہ مذکورہ بالا مراحل طے کرچکا ہو لیکن یہ معلوم نہ ہوسکے کہ وہ لڑکا تھا یا لڑکی تھی اور وہ بچہ ماں سے پہلے مرجائے یا بعد میں دونوں صورتوں میں اس عورت کی پوری اور اس بچے کے لیے نصف دیت مرد کی اور نصف دیت عورت کی وصول کی جائے گی۔

اسی مضمون سے ملتی جلتی محمد بن مسلم ابن مسکان اور عبداللہ بن سنان کی روایات بھی ہیں۔ چنانچہ اگر اس روایت میں اگر کوئی ضعف بھی ہو پھر بھی ان روایات سے اسی حکم کی شہرت ظاہر ہوتی ہے۔[1]

قانون ۳

اگر کوئی شخص جماع کر رہا ہو اور کوئی دوسرا شخص اسے دھمکائے یا کوئی ایسا کام کرے جس سے اس شخص کی منی عورت کی فرج سے باہر گر جائے تو وہ دس دینار بطور دیت کے اسے ادا کرے گا۔ شہرت اور علماء کے اجماع کے علاوہ یہ حکم ظریف بن ناصح کی کتاب اور دیگر روایات میں منقول ہے۔[2]

قانون ۴

اگر کوئی شخص اپنی آزاد دائمی زوجہ کے ساتھ جماع کرتے وقت اس کی مرضی کے بغیر اپنی منی باہر گرادے تو علماء کے قول کے مطابق وہ شخص نطفہ کی دیت کے طور پر دس دینار اپنی زوجہ کو دے گا۔ لیکن بعض علماء استحباب کے قائل ہیں۔ مشہور علماء نے اصالت عدم سے تمسک کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس صورت میں دیت واجب نہیں ہے۔

---

[1] فقہائے عامہ میں سے شافعی اور ابو حنیفہ کا قول ہے کہ اس صورت میں پیٹ کے بچے کی دیت وصول نہیں کی جائے گی۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

[2] فقہائے عامہ نے اس حکم سے اختلاف کیا ہے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

قانون ۵

اگر کوئی شخص کسی ذمی جنین کو مار ڈالے تو مذکورہ قول کے مطابق مجرم کو مسلم جنین کی مانند ذمی جنین کے باپ کی دیت کا دسواں حصہ ادا کرنا ہو گا۔ کافر ذمی کی دیت آٹھ سو درہم ہے۔ چنانچہ جنین ذمی کی دیت اسّی درہم ہوگی۔ اس روایت کی بنا پر وہ شخص دیت کا یہ دسواں حصہ اس کی ماں کو دے گا۔ لیکن مشہور علماء نے اس روایت سے اختلاف کیا ہے اور ان میں سے بعض علماء نے اس روایت کی اس طرح تاویل کی ہے کہ اگر شکم مادر میں لڑکی ہو تو اس صورت میں دیت اس کی ماں کو دی جائے گی۔ [1]

قانون ۶

اگر شکم مادر میں کافر ذمی یا مسلم جنین جڑواں ہوں اور کوئی شخص ان دونوں کو ضائع کر دے تو اس پر دگنی دیت واجب ہو جائے گی۔ کیونکہ جرم کی تعداد بڑھ جانے سے سزا کی مقدار میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

قانون ۷

اگر کوئی شخص جنین کو ضرب لگائے تو اس جرم کی دیت جنین کی پوری

---

[1] فقہاء عامہ کا قول ہے کہ ذمی جنین کی دیت اور خون بہا تاوان اور اس کی ماں کو پہنچنے والا النقصان ہے۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

دیت کی مناسبت سے لی جائیگی۔ مثلاً اگر کوئی شخص حاملہ عورت کے پیٹ پر ضرب لگائے اور اس کے پیٹ کے بچے کا ہاتھ علٰحدہ ہو جائے تو اس شخص کو دیت کے طور پر اسے پچاس دینار دینے ہوں گے۔ کیونکہ مسلم جنین کی پوری دیت سو دینار ہے۔ اس لیے ہاتھ کی دیت اس کے نصف کے برابر یعنی پچاس دینار ہوگی۔ اگر ضرب لگنے کے نتیجے میں پہلے بچے کا ہاتھ ٹوٹے اور بعد میں وہ بچہ بھی مرجائے تو اس صورت میں تداخل ہو جائے گا اور صرف جنین کی دیت ادا کرنی ہوگی۔

اسی طرح اگر ضرب لگانے کے نتیجے میں بچہ زندہ باہر نکل آئے اور پھر مرجائے تو اس صورت میں بھی اس شخص کو صرف ایک انسان کی پوری دیت ادا کرنی ہوگی۔ چونکہ ان دونوں صورتوں میں تداخل ہے اس لیے ہاتھ کی دیت ساقط ہو جائے گی لیکن اگر بچہ باہر نکلنے کے بعد زندہ رہے تو پھر اسے ہاتھ کی دیت ادا کرنی ہوگی۔

قانون ۸

اگر کوئی عورت کوئی ایسی دوا کھائے یا کوئی ایسا فعل انجام دے جس سے اس کے پیٹ کا بچہ ساقط ہو جائے تو وہ عورت اس کی دیت مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق اس کے وارث مثلاً باپ وغیرہ کو ادا کرے گی۔ لیکن جیسا کہ فروع کافی میں ابی عبیدہ کی روایت میں بیان ہوا ہے اس دیت میں سے ماں کو کوئی حصہ نہیں ملے گا۔

میّت کو زخمی کرنے کی دِیت

قانون ۹

کسی مسلمان میت کا سر کاٹنا ایک جنین کو ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ اس کی دِیَت سو دینار ہے۔ تاہم میت کی دِیَت اس کے ورثاء کو نہیں دی جاتی بلکہ میت کے لیے حج، صدقات اور دیگر نیک کاموں میں صرف کی جاتی ہے۔ لیکن اگر میت مقروض ہے اور اس نے کوئی ایسا مال نہیں چھوڑا جس سے وہ قرضہ ادا ہو سکے یا کم مال چھوڑا ہے کہ اس سے پورا قرضہ ادا نہیں ہو سکتا تو دیت کی یہ رقم اس کے قرضے میں دے دی جائے گی۔ کیونکہ اس کا قرض اس کی میراث میں شامل ہے بلکہ اس سے بھی بالاتر ہے۔

چنانچہ فروع کافی کتاب دیات میں حسین بن خالد سے روایت ہے کہ ایک شخص نے میت کا سر کاٹ لیا تھا۔ امام جعفر صادقؑ سے اس شخص کی سزا کے بارے میں سوال کیا گیا۔ حضرتؑ نے جواب میں فرمایا:

> خداوند عالم نے میت کے سر کو قطع کرنا ویسے ہی حرام قرار دیا جیسے زندہ آدمی کا سر کاٹنا حرام قرار دیا ہے۔ لہٰذا اگر کسی نے میت کے ساتھ کوئی ایسا فعل انجام دیا کہ اگر ویسا فعل کسی زندہ شخص کے ساتھ انجام دیا جاتا تو وہ ہلاک ہو جاتا تو اس شخص پر لازم ہے کہ اس کی دیت ادا کرے۔

راوی کہتا ہے کہ اس نے امام ابوالحسنؑ سے بھی یہی سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا:

امام جعفر صادقؑ نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل درست ہے۔کیونکہ پیغمبر اکرمؐ نے بھی یہی فرمایا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ اس نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص کسی میت کا سر کاٹے یا اس کا پیٹ چاک کرے یا ایسا ہی کوئی اور فعل انجام دے کہ اگر وہ کسی زندہ آدمی کے ساتھ انجام دیا جاتا تو وہ فوت ہو جاتا۔کیا اس شخص پر لازم ہے کہ وہ اس کی دیت پوری ادا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: اس صورت میں پوری دیت واجب نہیں ہوتی، بلکہ مثل جنین (جس میں جان نہ پڑی ہو) سو دینار دیت اس پر لازم ہو جاتی ہے۔تاہم جنین کی دیت اس کے ورثاء کو دی جاتی ہے لیکن میت کی دیت خود میت کے لیے صرف کی جاتی ہے اور اس کے ورثاء کو کچھ نہیں دیا جاتا۔

راوی کہتا ہے کہ اس نے پوچھا کہ ان دونوں میں کیا فرق ہے؟

حضرت نے فرمایا: جنین سے مستقبل میں فائدہ پہنچنے کی امید ہوتی ہے لیکن میت اپنی زندگی اور منفعت ختم کر کے لوگوں کے درمیان سے جا چکی ہوتی ہے اس لیے اگر کوئی اس کے اعضاء کو قطع کرے تو اس کی دیت خود میت ہی کے لیے صرف کی جاتی ہے اور کسی دوسرے کو کچھ نہیں دیا جاتا۔چنانچہ اس مال سے اس میت کے لیے حج بدل کروایا جاتا ہے یا اس

اس کی جانب سے نیک کاموں میں خرچ کیا جاتا ہے۔

قانون نمبر ۱۰

اگر کوئی شخص کسی میت کو ضرب لگائے تو اس ضرب کے نتیجے میں پہنچنے والے نقصان کی دیت کو پوری دیت یعنی سو دینار کی مناسبت سے معین کیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص میت کا ہاتھ کاٹ دے تو اس کی دیت پچاس دینار ہو گی۔ کیونکہ ہاتھ کی دیت کل دیت کے نصف کے برابر ہوتی ہے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص میت کے سر پر موضحہ زخم (ایسا زخم جو ہڈی کی سفیدی کو واضح کر دے) لگائے تو اسے اس کی دیت کے طور پر پانچ دینار دینے ہوں گے۔ قول مشہور کے مطابق میت کی دیت کے مسئلے میں مرد، عورت اور بڑے چھوٹے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ کیونکہ معصومؑ کی روایت کے مطابق میت اس جنین کی مانند ہے جس میں ابھی جان نہ پڑی ہو۔ اس لیے ہر میت مطلقاً اس زمرے میں شمار ہوتی ہے۔

قانون نمبر ۱۱

کافر ذمی کی میت کو زخم لگانے کی دیت میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ یہ اس کی پوری دیت کا دسواں حصہ ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ اس کی دیت کچھ بھی نہیں ہے۔ کیونکہ روایت میں صرف مسلمان کی میت کے لیے عمومی حکم موجود ہے اور غیر مسلم میت کے بارے میں حکم کا موجود نہ ہونا اس مسئلے میں دیت کے عدم وجوب کو ظاہر کرتا ہے۔

قانون ۱۲

اگر کوئی شخص عمداً یا شبہ عمد کے نتیجے میں ایک جنین ضائع کر دے یا کسی میت کا سر کاٹ دے تو وہ اپنے مال سے اس کی دیت ادا کرے گا لیکن اگر اس شخص نے یہ فعل خطاً اور غلطی کے نتیجے میں انجام دیا ہے تو جنین کی دیت مجرم کے عاقلہ تین سال کے عرصہ میں ادا کریں گے۔ مگر میت کو غلطی سے زخم لگانے کی دیت کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ چنانچہ بعض کا قول ہے کہ اس کی دیت مجرم کے عاقلہ پر ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ دیت خود مجرم پر واجب ہے اور بعض کا قول ہے کہ کسی میت کو غلطی سے زخم لگانے کی کوئی دیت نہیں ہے۔ لیکن اس صورت میں وہ کفارہ کو واجب جانتے ہیں۔ جیسا کہ حسین بن خالد کی روایت میں ہے کہ وہ مجرم دو ماہ تک پے در پے روزے رکھے یا ایک غلام کو آزاد کرے یا ۶۰ آدمیوں کو کھانا کھلائے[1]

---

[1] فقہاء عامہ کے مابین میت کو زخم لگانے کی کوئی بھی دیت واجب اور مقرر نہیں ہے (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)۔

دُوسرا باب

عاقِلہ کے معنیٰ

عاقلہ پر دِیت کے وُجوب کے بارے میں ۱۶ قوانین ہیں۔

قانون ۱

لفظ عاقِلہ، عقل سے مشتق ہے اور جمع کی صورت میں تائے تانیث بڑھادی گئی ہے۔ لفظ "عقل" تین معنی میں استعمال ہوتا ہے اور اس کے تینوں معانی یہاں پر مناسب اور موزوں ہیں۔

اول: عقل کے معنی ہیں "بند ہونا" چونکہ عرب میں یہ رسم تھی کہ اگر کوئی شخص کسی کو قتل کردیتا تھا تو قاتل کے رشتہ دار مقتول کے ورثاء کو راضی کرنے کے لیے دِیت کے اونٹ اس کے گھر پہ جاکر باندھ دیتے تھے تاکہ عاقلہ کی جانب سے مقتول کے ورثاء کو دِیت اور خون بہا ادا کرنے سے ان کی زبان بند ہوجائے۔

دوئم: عقل کے معنی منع کرنے اور کسی کام سے باز رکھنے کے ہیں۔ چنانچہ اس مناسبت سے عاقلہ مقتول کی دیت کی ادائیگی کے خوف سے اپنے عزیزوں کو ایسے افعال سے روکتے تھے کہ جن کے نتیجے میں کسی کے غلطی سے قتل ہو جانے کا امکان ہو۔ عاقل کو بھی اسی مناسبت سے عاقل کہا جاتا ہے کہ اس کی قوت عاقلہ اسے ہر نقصان دہ کام سے روک کر رکھتی ہے۔

سوئم: عقل کے تیسرے معنی دیت ہیں۔ چونکہ وہ دیت اور خون بہا کی ادائیگی کے ضامن ہوتے ہیں، اسی سبب سے انہیں عاقلہ کہتے ہیں۔ لیکن شرعی اعتبار سے عقل کے دوسرے معنی یعنی "منع کرنا" زیادہ مناسب ہیں چنانچہ شیخ نظام الدین ساوجی نقل کرتے ہیں کہ شاہ عباس صفوی ایک روز شیخ بہائی قدس سرہ کے درس میں حاضر ہوئے تو وہاں عاقلہ پر بحث ہو رہی تھی۔ جب شاہ نے عاقلہ کے معنی دریافت کیے تو شیخ نے فرمایا کہ عاقلہ وہ گروہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کو غلطی سے قتل کر دے تو وہ گروہ اس کی دیت ادا کرتا ہے۔ اس پر شاہ نے پوچھا کہ کوئی شخص کسی کو کیوں قتل کرتا ہے اور کیوں دوسرے لوگ اس کی دیت ادا کرتے ہیں؟ شیخ نے فرمایا کہ جب انہیں معلوم ہوتا ہے کہ اگر ان کے آدمیوں میں سے کسی نے قتل کیا تو انہیں دیت ادا کرنی پڑے گی تو وہ اس چیز کا خیال رکھتے ہیں کہ کوئی ایسا جرم نہ کرے جس کی دیت انہیں ادا کرنی پڑے۔ شاہ عباس نے کہا کہ شاید اس میں یہ حکمت ہے کہ ایک مجرم کے رشتہ دار اس کا تاوان ادا کریں گے تو وہ ان کا احسان مند ہو جائے گا اور آئندہ ایسا کام نہیں کرے گا۔

عاقلہ اوران کی قسمیں

قانون ۲

عاقلہ ان افراد کو کہتے ہیں جو کسی کی جانب سے قتل خطاء اور ضرب خطاً کے جرم کی دیت ادا کرتے ہیں۔ ان کی چار اقسام ہیں:

اول: مجرم کے عزیز واقارب

دوئم: مجرم کا سابقہ آقا (مجرم پہلے اس کا غلام رہا ہو)۔

سوئم: ضامن جریرہ' وہ شخص جس نے حاکم شرع کے سامنے اقرار کیا ہو کہ اگر یہ آدمی کسی جرم کا ارتکاب کرے گا تو میں اس کا ذمہ دار ہونگا۔

چہارم: امام وقت اگر کسی مجرم کے عاقلہ میں مندرجہ بالا تینوں اقسام میں سے کوئی بھی نہ ہو تو اس کی دیت امام وقت ادا کریں گے اور جب مجرم مرجائے گا تو اس کی میراث بھی امام ہی کو ملے گی۔

قانون ۳

عاقلہ میں شامل ہونے والے عزیز واقارب کے تعین میں علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ اکثر علماء کا قول ہے کہ عاقلہ سے مراد وہ عزیز واقارب ہیں جو قاتل کی ماں اور باپ یا باپ کی طرف کے عزیز ہوں۔ صرف ماں کی طرف کے عزیز نہیں ہونے چاہئیں۔ چنانچہ باپ دادا' سگے بھائی' بھتیجے' چچا اور چچا زاد بھائی وغیرہ عاقلہ میں شامل ہوں گے، خواہ وہ قاتل کے مرنے پر اس کی

میراث کے حقدار نہ بھی ہوں۔ بعض کا قول ہے کہ عاقلہ میں وہ رشتہ دار شامل ہیں جو قاتل کے مرنے پر اس کی میراث کے حقدار ہوں لیکن قول اول ہی مشہور ہے۔

قانون ۴

عاقلہ کے لیے شرط ہے کہ وہ بالغ، عاقل، غنی اور دیت ادا کرنے پر قادر ہوں۔ چنانچہ نابالغ، دیوانہ، فقیر، عورت اور جو دیت ادا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا، یہ لوگ عاقلہ میں شامل نہیں اور قتل خطاء کی دیت ان پر واجب نہیں ہے۔

قانون ۵

اگر غلطی سے لگنے والے زخم کی دیت زخم موضحہ کی دیت یعنی پوری دیت کے بیسویں حصے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو جائے تو مجرم کے عاقلہ اس زخم کی دیت ادا کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ علماء کے درمیان اس مسئلے پر کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن اگر غلطی سے لگنے والے زخم کی دیت موضحہ کی دیت سے کم ہے تو اس میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ اس صورت حال میں خود مجرم کو اپنے مال سے دیت ادا کرنی چاہیے۔ جیسا کہ ابن فضال کی روایت میں آیا ہے لیکن بعض علماء اس روایت کو ضعیف سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیت اس کے عاقلہ ہی کو ادا کرنی چاہیے لیکن چند علماء نے اصل برائت کی رو سے اس روایت کی تائید کرتے ہوئے قول اول

کو ترجیح دی ہے۔

قانون ۶

عاقلہ کے افراد کے درمیان دیت کے حصے کے تعین میں علماء کے درمیان اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ کوئی مقدار معین نہیں ہے اور حاکم شرع ہر فرد کی حیثیت کو دیکھ کر اس کے لیے حصہ معین کرے گا۔ لیکن بعض کا کہنا ہے کہ ان میں سے جو مالدار ہوں ان سے نصف دینار اور جو فقیر ہوں ان سے ایک چوتھائی دینار لیا جائے گا۔ تاہم پہلا قول مشہور ہے۔

قانون ۷

قول مشہور یہ ہے کہ دیت کی ادائیگی کے سلسلے قاتل کے قریبی عزیز و اقارب دور کے عزیزوں پر مقدم ہیں۔ اگر قریب کے عزیز دیت ادا کرنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں تو پھر دور کے اعزا کی جانب رجوع کیا جائے گا۔ اس بنا پر باپ، دادا اور ان کے بیٹے جو قریب ترین عزیز ہیں، سب سے پہلے ان سے دیت وصول کی جاتے گی۔ اگر وہ بھی اس قابل نہ ہوں تو ان کی اولاد سے لی جائے گی۔ اگر وہ بھی اس قابل نہ ہوں تو دادا کے چچاؤں سے اور اگر وہ بھی قدرت نہ رکھتے ہوں تو ان کی اولاد سے لی جائے گی۔ اگر کوئی بھی نسبتی عزیز دیت ادا کرنے کے قابل نہ ہوں تو دیت قاتل کے سابقہ آقا سے لی جائے گی اور اگر سابقہ آقا موجود نہ ہو یا دیت ادا کرنے کے قابل نہ ہو تو دیت کی وصولی کے لیے اس کے باپ سے اور اگر وہ بھی نہ ہو تو قاتل کے ضامن جریرہ

کی طرف رجوع کیا جائے گا اور اگر وہ بھی موجود نہ ہو تو پھر دیت کی وصولی کے لیے امامِ وقت کی طرف رجوع کریں گے۔

قانون ۸

اگر کسی شخص نے غلطی سے کسی کو زخمی کر دیا ہو اور اس کے عاقلہ ضامن جریرہ یا سابقہ آقا میں سے کوئی نہ ہو تو دیت ادا کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو اس صورت میں دیت کی ادائیگی کے لیے امام وقت یا نائب امام کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

قانون ۹

اگر عاقلہ کے بعض افراد حالتِ سفر میں ہوں تو ان کے حصے کی دیت موجود افراد پر تقسیم نہیں کی جائے گی بلکہ ان کی سفر سے واپسی کا انتظار کیا جائے گا یا وہ افراد حاکم شرع کو لکھ دیں کہ ان کا حصہ ان کے فلاں عزیز سے وصول کر لیا جائے یا وہ اپنا حصہ بھیج دیں۔

قانون ۱۰

غلطی سے لگ جانے والے زخم کی دیت زیادہ سے زیادہ تین برس کی مدت میں وصول کر لینی چاہیے۔ قتل خطا میں مقتول کی موت کے وقت سے سال کی ابتدا ہوتی ہے اور غلطی سے لگنے والے زخم کی صورت میں وہ زخم اگر بدن کے دوسرے حصوں میں سرایت نہیں کر گیا تو سال کی ابتدا زخم لگنے

کے وقت سے ہوگی۔ اگر وہ زخم بدن کے دوسرے حصوں میں سرایت کر گیا ہو مثلاً کوئی شخص کسی کی انگلی قطع کر دے اور زخم ہاتھ کی ہتھیلی تک پھیل جائے اور ہتھیلی ضائع ہو جائے تو اس کی مدت کے تعین کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ مدت اس وقت سے شمار کی جائے گی جب اس زخم نے پھیلنا شروع کیا۔ بعض کا کہنا ہے کہ مدت کا شمار اس وقت سے ہوگا جب زخم کے نتیجے میں ہاتھ کی ہتھیلی ضائع ہوئی۔ تاہم پہلا قول زیادہ مشہور ہے۔

قانون ۱۱

مندرجہ ذیل مواقع پر عاقلہ پر کچھ واجب نہیں بلکہ قاتل خود دیت کا ذمہ دار ہے۔

اول: وہ قتل یا زخم جو مقتول یا زخمی کے ورثاء کے قسم کھانے سے ثابت ہوا ہو۔

دوئم: وہ قتل خطاء یا زخم خطاء جو خود قاتل یا زخم لگانے والے کے اقرار سے ثابت ہوا ہو لیکن اگر جرم عاقلہ کے اقرار یا دو عادل افراد کی گواہی سے ثابت ہو تو اس کی دیت عاقلہ پر واجب ہے۔

سوئم: کسی نے غلطی سے اپنے آپ کو قتل کر لیا ہو۔

چہارم: قتل عمد اور زخم عمد کی صورت میں فریقین نے دیت پر صلح کر لی ہو۔ چنانچہ فروع کافی اور وسائل الشیعہ، کتاب دیات میں ابی بصیر نے امام محمد باقرؑ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

قتل عمد اور زخم عمد کی صورت میں عاقلہ دیت کے ضامن

نہیں ہیں اور اگر مجرم کے اقرار یا فریقین کی صلح کے نتیجے میں دیت ثابت ہو تو پھر بھی عاقلہ ذمہ دار نہیں ہوں گے۔"

قانون ۱۲

اگر کوئی کافر ذمی کسی مسلمان کو غلطی سے قتل یا زخمی کردے تو اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو اس غلام کی طرح جس کا آقا اس کے جرم کی دیت کا ضامن ہوتا ہے اس کافر ذمی کی دیت امام وقت ادا کریں گے۔ کیونکہ اس سے جزیہ وہی وصول کرتے ہیں۔

قانون ۱۳

اگر کسی کا غلام یا حیوان کسی دوسرے کو غلطی سے مار ڈالے یا زخمی کردے تو اس کے عاقلہ اس کے ضامن نہیں ہوں گے۔

قاتل کا دیت میں حصہ

قانون ۱۴

اگر باپ اپنے بیٹے کو عمداً یا شبہ عمد کے عنوان سے قتل کردے تو باپ دیت بیٹے کے ورثاء کو ادا کرے گا اور خود باپ کو بیٹے کی دیت اور میراث سے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ اگر مقتول کا کوئی وارث نہ ہو تو امامؑ یا نائب امام دیت کے وارث ہوں گے۔

چنانچہ وسائل الشیعہ، کتاب قصاص میں علا بن الفضیل نے امام جعفر صادق ؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

باپ کو بیٹے کے قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا لیکن بیٹے کو باپ کے قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ تاہم ان دونوں میں سے کوئی بھی دوسرے کو قتل کر دے تو وہ مقتول کی میراث کا حقدار نہیں ہوگا۔

قانون ۱۵

اگر کوئی باپ اپنے بیٹے کو غلطی سے قتل کر دے تو اس کی دیت اس کے عاقلہ ادا کریں گے۔ اس صورت میں باپ کے اپنے مقتول بیٹے کی میراث پانے کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ وہ مطلقاً میراث نہیں پائے گا اور بعض کا کہنا ہے کہ وہ مطلقاً میراث پائے گا اور کچھ علماء نے کہا ہے کہ وہ دیت کے علاوہ اس کے مال میں سے میراث پائے گا۔ چنانچہ جب مقتول کا باپ اس کی میراث نہیں پائے گا اور عاقلہ کے علاوہ مقتول کا کوئی اور وارث موجود نہیں تو اس صورت میں دیت ساقط ہو جائے گی لیکن اگر مقتول کا باپ میراث پائے گا تو اس صورت میں علماء کے مابین اختلاف ہے کہ کیا دیت عاقلہ سے وصول کی جائے گی۔ بعض علماء کا قول ہے کہ عاقلہ سے دیت وصول نہیں کی جائے گی۔

قانون ۱۶

اگر کوئی شخص کسی کو عمداً یا شبہ عمد کے انداز میں قتل کر کے بھاگ جائے

اور دیت کی ادائیگی کے لیے اس کے پاس مال موجود نہ ہو تو اس کتاب کے حصہ دوئم میں قصاص کے احکام میں مذکور روایت کے مطابق اس کے عاقلہ کو مقتول کی دیت ادا کرنی پڑے گی۔

تیسرا باب

حیوان کو مارنے کی سزا

اس باب میں نو قوانین بیان کیے گئے ہیں:

قانون ۱

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے حلال گوشت حیوان مثلاً بکری یا گائے کو اس کے مالک کی مرضی کے بغیر ذبح کر دے تو چونکہ زندہ اور مردہ میں فرق ہوتا ہے اس لیے ذبح کرنے والا اس جانور کے ضائع ہو جانے کی وجہ سے اس کے مالک کو تاوان ادا کرے گا۔

کیا اس حیوان کا مالک اس حیوان کی قیمت طلب کر سکتا ہے؟ اس مسئلے میں علمار کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ اس کی قیمت کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ کیونکہ اس حیوان کا حقیقی فائدہ ختم ہو گیا ہے۔ لیکن بعض علمار کا کہنا ہے کہ مالک اس کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ چونکہ ذبیحہ کی کوئی قیمت

نہیں رہی اور وہ اس کی ملکیت سے خارج ہو گیا ہے لیکن یہ صرف اس صورت میں ہے کہ ذبح ہو جانے کے بعد اس حیوان کی کوئی قیمت نہ رہے۔ البتہ اس صورت میں مالک اس کے ضائع ہو جانے کی وجہ سے اس کی قیمت طلب کر سکتا ہے۔ یہ قول زیادہ مشہور اور زیادہ بہتر ہے۔

قانون ۲

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے حلال گوشت حیوان کو ذبح نہ کرے بلکہ اسے یونہی مار کر مردار میں تبدیل کر دے تو مارنے والے کو چاہیے کہ مرتے وقت حیوان کی جو قیمت تھی وہ اس کے مالک کو ادا کرے۔ اگر اس حیوان کے بدن کے کچھ اجزا جن سے نفع حاصل ہو سکتا ہے مثلاً کھال، اون، پر وغیرہ باقی رہ جائیں تو وہ مالک کا مال ہے اور ان کی قیمت حیوان کی قیمت سے منفی کر دی جائے گی۔ اسی طرح سدھائے جانے والے غیر حلال گوشت جانور جن کا گوشت پاک ہو سکتا ہے۔ مثلاً شیر، چیتا اور ہاتھی وغیرہ کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص ان کے مالک کی اجازت کے بغیر انہیں ذبح کر ڈالے تو اسے چاہیے کہ زندہ اور مردہ جانور کی قیمت میں جو فرق ہوتا ہے اسکا لحاظ رکھتے ہوئے تاوان مالک کو ادا کرے لیکن اگر ذبح کیے بغیر ویسے ہی مار ڈالے تو وہ اس جانور کی قیمت مالک کو ادا کرے گا اور اگر اس جانور کے جسم کے اجزا قیمتی ہیں مثلاً ہاتھی کی ہڈی اور دانت وغیرہ تو ان اجزاء کی قیمت اس جانور کی قیمت میں سے منفی کر دی جائے گی۔

قانون ۳

اگر کوئی شخص کسی حلال گوشت یا حرام گوشت حیوان کو ضرب لگائے مثلاً اس کے کسی عضو کو قطع کر دے یا اس کی ہڈی توڑ دے یا اس کا حمل ضائع کر دے تو اکثر بلکہ مشہور علماء کا قول ہے کہ ضرب لگنے سے پہلے اور ضرب لگنے کے بعد والی قیمت کے درمیان فرق بطور تاوان اس کے مالک کو ادا کرے لیکن شرط یہ ہے کہ اس ضرب سے وہ حیوان زندہ رہے اور ضائع نہ ہو جائے۔ لیکن اگر ضائع ہو جائے تو پھر مندرجہ بالا احکام کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ بعض علماء کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص کسی حیوان کی آنکھ ضائع کر دے تو اس حیوان کی قیمت کا ایک چوتھائی اس کے مالک کو ادا کرے گا۔ اگر اس ضرب کے نتیجے میں حمل ضائع ہو جائے تو جیسا کہ روایت میں وارد ہوا ہے وہ دسواں حصہ مالک کو ادا کرے۔ تاہم مشہور علماء نے اس پر عمل نہیں کیا ہے۔

قانون ۴

کوئی کتا پاک ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور نہ ہی کسی کتے کو مار دینے سے اس کا گوشت اور جسم کے اعضاء حلال ہو جاتے ہیں اور نہ ہی اس طرح سے کوئی ان کا مالک قرار پاتا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص سوائے مندرجہ ذیل چار قسم کے کتوں کے کسی کتے کو مار ڈالے تو اسے کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔

اول: شکاری کتا جسے سگِ معلم بھی کہتے ہیں لیکن اس بارے میں اختلاف ہے کہ کیا ہر وہ کتا جسے شکار کی تربیت دی گئی ہو، اس کے بارے

میں یہی حکم ہے یا یہ کہ حکم صرف سلوقی کتے کے لیے ہے جو یمن کے ایک گاؤں سلوق سے منسوب ہے۔ اکثر علماء قدس سرہم نے فرمایا ہے کہ یہ حکم صرف سلوقی کتے سے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر وہ کتا جسے شکار کی تعلیم دی گئی ہو وہ اس ضمن میں شمار ہوتا ہے۔

چنانچہ اگر کوئی شخص کسی شکاری کتے کو مار ڈالے تو وہ اس کی دیت کا ضامن ہوگا۔ لیکن اس کی دیت کی مقدار میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ اس کی بازاری قیمت ادا کی جائے گی اور بعض مشہور علماء کا کہنا ہے کہ اس کی دیت ۴۰ درہم ہے۔ چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب دیات میں عبدالاعلیٰ ابن اعین نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

امیر المومنین علیؑ کی کتاب میں شکاری کتے کی دیت چالیس درہم لکھی ہے۔

دوئم و سوئم: بکریوں اور کھیتی باڑی کی حفاظت کرنے والے کتے جن کی دیت کی مقدار میں بھی علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ ان میں سے ہر ایک کی بازاری قیمت دی جانی چاہیئے۔ لیکن بعض مشہور علماء کا کہنا ہے کہ بکریوں کی حفاظت کرنے والے کتے کی دیت ایک بکری اور کھیتی باڑی کی حفاظت کرنے والے کتے کی دیت ایک قفیز (۴۸ سیر) گیہوں ہے۔ چنانچہ وسائل الشیعہ کتاب دیات میں ابوبصیر نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

رسول اکرمؐ نے شکاری کتے کی دیت ۴۰ درہم، بکریوں کی حفاظت کرنے والے کتے کی ایک بکری اور کھیتی باڑی کی

حفاظت کرنے والے کتے کی ایک جریب گندم اور گھر کی حفاظت کرنے والے کتے کی دیت ایک گھڑا مٹی (یعنی اس کی دیت کچھ بھی نہیں) مقرر کی ہے۔

چہارم: باغ کی حفاظت کرنے والا کتا۔ اس کی دیت میں بھی اختلاف ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ بازار کی قیمت یا جو قیمت عرفِ عام میں ہو وہ دینی چاہیے۔ لیکن اکثر بلکہ مشہور علماء کا قول ہے کہ اس کی دیت بیس درہم ہے۔ مگر اس کی سند نہیں ملتی۔

مالی و زرعی نقصان کی سزا

قانون ۵

اگر کوئی مسلمان کسی ذمی مثلاً یہودی و عیسائی کی شراب یا جوئے وغیرہ کے آلات ضائع کردے، جن کا استعمال ان کے مذہب میں جائز ہے تو اگر وہ ان چیزوں کو پوشیدہ طور پر استعمال کرتے تھے تو ان چیزوں کی جو قیمت وہ خود بتائیں، ان چیزوں کو توڑنے والا مسلمان وہ قیمت ادا کرنے کا ضامن ہے۔ لیکن اگر وہ ان چیزوں کو علانیہ استعمال کرتے تھے اور اس مسلمان نے ان چیزوں کو ضائع کردیا تو وہ ان کی قیمت ادا کرنے کا ضامن نہیں ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے ذمیت کی شرائط کے خلاف عمل کیا ہے۔ لیکن اگر وہ چیزیں کسی مسلمان کے گھر میں ہوں اور کوئی دوسرا شخص انہیں ضائع کردے تو وہ مطلقاً ضامن نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ مسلمان ان کا مالک نہیں ہے۔

قانون ۶

اگر کسی کا حیوان کسی دوسرے کے کھیت یا باغ کو نقصان پہنچائے تو اکثر قدیم علماء نے فرمایا ہے کہ اگر رات کے وقت نقصان پہنچایا ہو تو حیوان کا مالک نقصان کا ضامن ہے اور اگر نقصان دن میں پہنچایا ہو تو ضامن نہیں ہے۔

اس بارے میں کئی روایات وارد ہوئی ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ جانور دن کے وقت چرنے پر مجبور ہیں اس لیے کھیت والوں پر واجب ہے کہ دن کے وقت کھیتوں کی حفاظت کریں اور رات کے وقت حیوان کے مالک پر واجب ہے کہ وہ حیوان کی حفاظت کرے۔ تاہم اکثر علماء متاخرین نے دن رات کے فرق کو اہمیت نہیں دی۔ کیونکہ حیوان کا مالک دن اور رات دونوں میں اپنے حیوان کی حفاظت کرنے کا ذمہ دار ہے۔ چنانچہ اگر اس نے حیوان کی حفاظت کرنے میں کوتاہی کی ہے تو وہ نقصان کا ضامن ہے اور اگر کوتاہی نہیں کی تو ضامن نہیں ہے۔

قانون ۷

اگر ایک بچہ کسی کوتاہی کا مرتکب ہو یا ارتکاب گناہ کرے تو اس کے ولی اور معلم کے لیے جائز ہے کہ اصلاح کی خاطر اسے مارے اگر مارنے کے نتیجے میں بچے کے بدن کی وہ جگہ سرخ نیلی یا کالی ہو جائے تو وہ دیت کے ضامن ہوں گے اور وہ دیت خود اس بچے کی ملک ہو گی لیکن اگر وہ اس ضرب سے مر جائے تو دیت اس کے وارث کو ملے گی۔

قانون ۸

اگر کوئی مرد ازراہ مزاح اپنی بیوی کے جسم کو دانتوں سے اس طرح نوچے کہ وہ جگہ سرخ، نیلی یا سیاہ ہوجائے تو وہ اس کی دیت اپنی زوجہ کو دے گا لیکن اگر بیوی اسے بری الذمہ قرار دیدے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اس طرح اگر اس کے برعکس ہوا ہو تو پھر بھی یہی حکم ہے۔

قانون ۹

اگر حجام وغیرہ کسی کے سر کو زخمی کردے یا حمام میں مالش کرنے والا کسی کے بدن کو اس زور سے رگڑے کہ وہ جگہ سرخ ہوجائے تو انہیں اس کی دیت دینی ہوگی۔ لیکن اگر حجامت بنوانے والا یا مالش کروانے والا انہیں چھوڑ دے تو پھر کچھ واجب نہیں ہے۔

چوتھا باب

قتل کا کفّارہ

اس باب میں آٹھ قوانین بیان کیے گئے ہیں:

قانون ۱

اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو عمداً قتل کر دے تو اس پر کفّارہ جمع یعنی دو ماہ کے پے در پے روزے رکھنا، ایک غلام کو آزاد کرنا اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا واجب ہوتا ہے۔ مشہور قول یہ ہے کہ یہ کفّارہ قاتل پر واجب ہوگا۔ قتل کا حکم دینے والے یا قتل کا سبب بننے والے پر یہ کفارہ واجب نہیں ہوگا۔ اسی طرح مقتول کے مرد یا عورت، عاقل یا دیوانہ، بالغ یا کمسن، آزاد یا غلام ہونے یا مقتول کے قاتل کا غلام یا لونڈی ہونے سے کفارے پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

قانون ۲

اگر قتل عمد میں مقتول کے ورثا قصاص نہ لیں اور معاف کر دیں یا دیت لینے پر راضی ہو جائیں یا حاکم کے نزدیک قتل ثابت نہ ہو تو ان تمام صورتوں میں علماً کے درمیان بغیر کسی اختلاف کے قاتل پر واجب ہے لیکن اگر قاتل سے قصاص لیا جائے تو پھر اس صورت میں کفارہ کے واجب ہونے کے بارے میں علماً کے درمیان اختلاف ہے۔ اکثر علماً کے نزدیک اس صورت میں بھی اس پر کفارہ واجب ہے اور وہ اسکے مال سے ادا کیا جائے گا۔ بعض کا کہنا ہے کہ قصاص لینے کی صورت میں کفارہ ساقط ہو جاتے گا۔

فروع کافی کتاب دیات میں عبداللہ بن سنان اور ابن بکیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق ؑ سے پوچھا گیا کہ اگر ایک مومن نے کسی دوسرے مومن کو عمداً قتل کر دیا ہو تو کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟

آپ نے فرمایا: اگر قتل کا سبب مقتول کا دین اور ایمان ہے تو پھر قاتل کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ لیکن اگر قاتل نے مقتول کو کسی دنیاوی فائدے یا غصے کی وجہ سے قتل کیا ہے تو اس کی توبہ یہ ہے کہ مقتول کے ورثاء اس سے قصاص لیں۔ اگر مقتول کے ورثاء اس کے جرم سے واقف نہ ہوں اور قاتل خود ان کے پاس جا کر اقرار کرے اور مقتول کے ورثاء اس کو معاف کر دیں اور قصاص میں قتل نہ کریں تو قاتل انہیں دیت ادا کرے اور اللہ کی راہ میں ایک غلام کو آزاد کرے، دو ماہ تک پے در پے روزے رکھے اور ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلائے

اس کا یہ عمل خداوند عالم کے حضور اس کی توبہ تصور ہوگا۔[1]

قانون ۳

قتل شبہ عمد اور قتل خطاء کی صورت میں کفارۂ مرتبہ واجب ہے۔ یعنی قاتل ایک غلام آزاد کرے اور اگر ایسا کرنے سے عاجز ہے تو پے در پے دو ماہ تک کے روزے رکھے اور اگر اس سے بھی عاجز ہے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

قانون ۴

اگر کوئی مسلمان میدان جنگ میں کسی مسلمان کو کسی کافر کے اشتباہ میں قتل کردے تو اس پر قتل خطاء کا کفارہ واجب ہوگا اور اسے قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اس کی دیت کے متعلق علماء میں اختلاف ہے۔ اکثر علماء کا کہنا ہے کہ اس پر مطلقاً دیت واجب نہیں ہے اور بعض کا قول ہے کہ اگر وہ کافروں کے ہاتھوں اسیر تھا تو دیت واجب ہے اور اگر خود اپنی مرضی سے کافروں کے پاس چلا گیا تھا تو دیت واجب نہیں ہے۔ لیکن بعض علماء کے بقول احتیاط اس چیز میں ہے کہ مطلقاً دیت واجب ہے۔

---

[1] فقہاء عامہ میں سے شافعی اور مالک کا قول ہے کہ قتل عمد میں کفارہ واجب ہے لیکن ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کا قول ہے کہ کفارہ واجب نہیں ہے۔
(کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)

اگر کوئی شخص ایسے کفار کے شہر میں جن کا مسلمانوں سے معاہدہ ہو کسی مسلمان کو از روئے خطا قتل کر دے تو اس پر کفارہ اور دیت دونوں واجب ہوں گے۔ فروع کافی کتاب دیات میں علی بن ابراہیم کا قول ہے کہ وہ قتل اور زخم جس میں دیت لازم ہے اور قصاص جائز نہیں ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اگر ایک شخص کسی دوسرے شخص کے ساتھ مذاق کر رہا ہو اور بغیر کسی قسم کے غصے کے اپنے ہاتھ یا پاؤں سے اسے مارے اور وہ اتفاقاً مر جائے تو اس صورت میں اس پر دیت واجب ہے لیکن اس سے دیت اس صورت میں لی جائے گی جب یہ ثابت ہو جائے کہ وہ قتل کا ارادہ نہ رکھتا تھا۔ اس کے بعد اس پر کفارہ بھی لازم ہے۔ یعنی وہ دو ماہ تک پے در پے روزے رکھے یا ایک غلام آزاد کرے یا ساٹھ آدمیوں کو کھانا کھلائے۔ نیز توبہ استغفار کرے اور عہد کرے کہ دوبارہ اس گناہ کا ارتکاب نہ کرے گا۔

علی بن ابراہیم نے اقسام قتل کے سلسلہ میں قرآن کی اس آیت سے استدلال کیا ہے جس میں خداوند عالم فرماتا ہے کہ ایک مومن کے لیے ناحق کسی مومن کو قتل کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر کوئی مومن کسی دوسرے مومن کو غلطی سے قتل کر دے تو اس پر ایک مومن غلام کو آزاد کرنا اور مقتول کے وارثوں کو پوری دیت ادا کرنا لازم ہے لیکن اگر مقتول کے ورثا قاتل کو دیت معاف کر دیں تو وہ بری ہے۔ اس کے بعد علی بن ابراہیم نے بقیہ آیت وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ[1] سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر کوئی مومن

---

[1] سورۂ نساء۔ آیت ۹۱

کفار و مشرکین کے درمیان موجود ہو اور پھر ان کفار اور مسلمانوں کے درمیان جنگ چھڑ جائے اور وہ مومن کسی مسلمان کے ہاتھوں مارا جائے تو اس کے لیے دیت نہیں ہے۔ کیونکہ رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ ہر وہ مومن جو کفار حربی کے درمیان موجود ہو اور جنگ میں مارا جائے تو اس کے لیے کوئی دیت یا قصاص نہیں ہو گا لیکن اگر کوئی مومن ایسے گروہ کفار کے درمیان موجود ہو جن سے رسول اکرمؐ یا امامؑ نے معاہدہ کر رکھا ہو اور کوئی مسلمان یا مومن اسے غلطی سے قتل کر دے تو اس پر دیت اور کفارہ واجب ہو جائے گا۔

قانون ۵

اگر چند آدمی جان بوجھ کر یا بھولے سے کسی شخص کو قتل کر دیں تو ان میں سے ہر ایک پر کفارہ واجب ہے اور اس مسئلے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک نے قتل میں حصہ لیا ہے۔[1]

قانون ۶

اگر کوئی بچہ یا کوئی دیوانہ کسی کو قتل کر دے تو اس پر کفارہ واجب ہونے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے بچے اور دیوانے پر کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ان کا ولی اور سرپرست ان کے مال سے غلام کو

---

[1] فقہائے عامہ نے بھی یہی کہا ہے کہ ان میں سے ہر ایک پر کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔ (کتاب خلاف و کتب فقہی عامہ)۔

آزاد کرے گا، ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائیگا اور بالغ اور عاقل ہو جانے کے بعد وہ خود دو ماہ تک پے در پے روزے رکھیں گے لیکن اگر وہ بالغ ہونے سے پہلے مرجائیں تو ان کے مال سے روزہ کی اجرت دی جائے گی لیکن بہت سے علمار کا قول ہے کہ کفارہ ان سے ساقط ہے اور کفارہ واجب ہونے کی صورت میں انہیں قتل خطا کا کفارہ ادا کرنا ہوگا کیونکہ ان کا قتل عمد قتل خطا شمار ہوتا ہے[1]

قانون ۷

اگر حاملہ عورت یا کوئی دوسرا کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو جس سے اس کا حمل ساقط ہو جائے تو قول مشہور کے مطابق اگر اس میں روح داخل ہو چکی تھی تو کفارہ واجب ہے اور اگر روح داخل نہیں ہوئی تھی تو کفارہ واجب نہیں[2]

قانون ۸

اگر ایک مسلمان کسی کافر ذمی یا غیر ذمی کو عمداً یا غلطی سے قتل کردے تو بلا اختلاف اس پر کفارہ واجب نہیں ہے[3] کیونکہ اس کفارے کے واجب ہونے میں شک ہے اور اس پر اصل برائت کا حکم جاری ہوتا ہے۔

---

[1] فقہار عامہ میں سے شافعی کا قول ہے کہ ان پر کفارہ واجب ہے (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)۔ [2] فقہار عامہ میں سے شافعی کا قول ہے کہ کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)

[3] فقہار عامہ میں سے شافعی اور ابو حنیفہ وغیرہ کا قول ہے کہ کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔ (کتاب خلاف وکتب فقہی عامہ)۔

پانچواں باب

پالتو جانوروں کو تکلیف پہنچانے کی سزا

اس باب میں پالتو جانوروں کو تکلیف پہنچانے کی سزا کے بارے میں چار قوانین بیان کیے گئے ہیں:

قانون ۱

کسی حیوان کے مالک کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اسے بھوکا پیاسا رکھے اور گرمی سردی سے اس کی حفاظت نہ کرے یا اسے خواہ مخواہ مارے اور خاص طور سے اس کے سر اور چہرہ پر ضربیں لگائے۔ اسی طرح بار برداری کے کام آنے والے حیوان کے مالک کے لیے یہ بھی جائز نہیں ہے کہ وہ اس پر حد سے زیادہ وزن لادے۔

چنانچہ وسائل الشیعہ[1] میں امام جعفر صادقؑ نے اپنے اجداد علیہم السلام

---

[1] کتاب حج، باب چوپاؤں کے حقوق بسند محمد بن علی بن الحسین

سے نقل کیا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

حیوان کے مالک پر چند امور لازم ہیں:

۱۔ دوران سفر اور سفر کے علاوہ جب اس کی سواری سے فارغ ہو تو لازم ہے کہ اسے چارہ دے۔

۲۔ جب پانی کے پاس سے گزرے تو اسے پانی پلائے۔

۳۔ راہ خدا میں سفر کے علاوہ اس پر سواری نہ کرے۔

۴۔ اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ نہ لادے۔

۵۔ اس کی طاقت سے زیادہ اسے استعمال نہ کرے۔

۶۔ اس کے چہرے پر ضرب نہ لگائے۔ کیونکہ اس سے وہ خدا کی تسبیح کرتا ہے۔

قانون ۲

کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ حیوان کو کھڑا کر کے اور اس کی پشت پر بیٹھے بیٹھے کسی سے باتیں کرتا رہے۔ چنانچہ وسائل الشیعہ میں روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

کسی حیوان پر سوار ہو کر گفت و شنید میں مصروف نہ ہو جاؤ۔

نیز وسائل کے اسی باب میں ابوذر سے روایت ہے کہ انہوں نے پیغمبر اکرمؐ سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

کوئی چوپایہ ایسا نہیں جو پروردگار سے روزانہ یہ دعا نہ مانگتا ہو کہ اے اللہ! تو مجھے اچھا مالک عطا کر جو مجھے

چارے اور پانی سے سیر کرے، مجھ سے میری طاقت سے زیادہ
کام نہ لے اور مجھ پر بہت زیادہ بوجھ نہ لادے۔

وسائل کے اسی باب میں روایت ہے کہ امام علیؑ نے فرمایا:

جانوروں کے چہرے پر مت مارو اور ان پر لعنت مت بھیجو
کیونکہ خداوند عالم ان پر لعنت کرنے والے پر خود لعنت کرتا ہے۔

وسائل کے اسی باب میں ہے کہ رسول اکرمؐ نے حیوانات کے چہرے پر ضرب لگانے، شہد کی مکھی کو مارنے اور حیوانات کے چہروں کو داغنے سے منع فرمایا ہے۔

وسائل الشیعہ کے اسی باب میں ایک روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

ہر شے کا احترام ہے اور حیونات کے احترام کا مقام ان کا
چہرہ ہے۔

وسائل الشیعہ کے اسی باب میں امام جعفر صادقؑ نے امیرالمومنینؑ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

چوپایوں کے چہروں پر ضرب نہ لگاؤ۔ اس لیے کہ ہر ذی روح
خداوند عالم کی تسبیح کرتا ہے۔

وسائل میں بسند کلینی علی بن ابراہیم الخدری سے روایت ہے کہ کسی نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ اگر میں کسی چوپائے پر سوار ہوں اور مجھے اس پر مکمل اختیار حاصل ہو تو میں اسے کس وقت مار سکتا ہوں؟

آپ نے فرمایا: اگر وہ عام راستے پر اس طرح نہ چلے جس طرح

چل کر وہ اپنی چراگاہ کی طرف جاتا ہے تو اس وقت اسے مارنا جائز ہے۔

وسائل کے اسی باب میں بسند بشخ روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا:

جب چوپایہ چلنے سے انکار کرے تو اسے مارو۔ لیکن ٹھوکر کھانے یا گرنے پر اسے مت مارو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اگر چوپایہ چلنے سے انکار کرے تو اُسے نہ مارو۔ کیونکہ حیوان وہ چیز دیکھتا ہے جو تم نہیں دیکھتے۔ چنانچہ اس روایت سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ چلنے سے انکار کرنے پر ہر مرتبہ حیوان کو مارنا جائز نہیں ہے۔ وسائل میں ابی عبیدہ نے صادقین علیہم السلام میں کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اگر گھوڑا یا چوپایہ چلنے سے گریز کرے اور مالک کو لگام وغیرہ نہ ڈالنے دے تو وہ اس کے کان پر ضرب لگائے اور یہ آیہ شریفہ پڑھے: اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ۔

وسائل کے اسی باب میں ہے کہ امام علی بن الحسینؑ نے ایک اونٹ پر چالیس مرتبہ حج کیا اور ایک مرتبہ بھی اسے تازیانہ نہیں مارا۔

وسائل الشیعہ میں ابراہیم بن علی نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ وہ امام علی بن الحسین سجادؑ کے ہمراہ حج کو گئے۔ آپ کے اونٹ نے راستے میں چلنے سے انکار کر دیا۔ حضرت نے اپنے تازیانے سے لئے اشارہ کیا اور

فرمایا:

ہر مسئلے میں اگر قصاص نہ لیا جانا ہوتا تو میں اسے مارتا۔ پھر اس کی گردن پر سے اپنا دست مبارک اٹھا لیا۔

اسی طرح "وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ" والی آیت سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ قیامت کے روز حیوانات بھی محشور کیے جائیں گے۔ چنانچہ تفسیر میں وارد ہوا ہے کہ خداوند عالم حیوانات کو قصاص کی غرض سے محشور فرمائے گا تاکہ ایک دوسرے سے اپنا قصاص لے سکیں۔ ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ "يُقَادُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِلْمَنْطُوْحَةِ مِنَ النَّاطِحَةِ"

یعنی قیامت کے روز وہ حیوان جسے کسی دوسرے حیوان نے سینگ سے مار ڈالا ہوگا، سینگ مارنے والے حیوان سے اپنا قصاص لے گا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اگر کسی سینگ دار حیوان نے کسی بغیر سینگ والے حیوان کو مارا تو قیامت کے روز اس سے قصاص لیا جائے گا۔

قانون ۳

اگر بلی کسی کو نقصان پہنچائے تو اسے مار ڈالنا جائز نہیں ہے۔ البتہ اتنا مارنا جائز ہے کہ جس سے وہ ڈر جائے اور دوبارہ نقصان نہ پہنچائے۔

چنانچہ وسائل الشیعہ میں کتاب عقاب الاعمال سے بہ سند حفص بن البختری امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

ایک عورت نے ایک بلی کو باندھ دیا تھا۔ وہ بلی پیاس سے مر گئی۔ اس بنا پر اس عورت پر عذاب نازل ہوا۔

وسائل الشیعہ کے اسی باب میں محاسن سے نقل ہوا ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

بدترین گناہ تین ہیں:

اوّل: حیوانات کو (بلاوجہ) مار ڈالنا۔

دوئم: عورتوں کا حق مہر ادا نہ کرنا۔

سوئم: مزدور کی اجرت نہ دینا۔

قانون ۲

کاٹنے والی بلی، کاٹنے والا قیمتی کتا اور زمین اور ہوا میں پائے جانیوالے تمام موذی حیوانات مثل سانپ اور بچھو وغیرہ کا مار ڈالنا جائز ہے۔

عربی عبارات

محترم قارئین کی سہولت کے لیے کتاب میں درج شدہ احادیث و آیات کا عربی متن صفحات کی ترتیب کے لحاظ سے ہم یہاں نقل کر رہے ہیں :-

صفحہ۷ اَلْمُؤْمِنُ اِذَا مَاتَ وَتَرَكَ وَرَقَةً عَلَيْهَا عِلْمٌ تَكُوْنُ تِلْكَ الْوَرَقَةُ سِتْرًا فِيْمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّارِ وَاَعْطَاهُ اللّٰهُ بِكُلِّ حَرْفٍ مَّكْتُوْبٍ عَلَيْهَا مَدِيْنَةً فِى الْجَنَّةِ اَوْسَعَ مِنَ الدُّنْيَا سَبْعَ مَرَّاتٍ .

صفحہ۸ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ عَبْدًا اَحْيٰى اَمْرَنَا قُلْتُ كَيْفَ يُحْيِيْ اَمْرَكُمْ قَالَ يَتَعَلَّمُ عُلُوْمَنَا وَيُعَلِّمُهَا النَّاسَ فَاِنَّ النَّاسَ لَوْعَلِمُوْا مَحَاسِنَ كَلَامِنَا لَاتَّبَعُوْنَا .

صفحہ۱۱ يُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا .

صفحہ۱۱ لَيْسَ يُحْيِيْهَا بِالْقَطْرِ وَلٰكِنْ يَّبْعَثُ اللّٰهُ رِجَالًا فَيُحْيُوْنَ الْعَدْلَ فَتُحْيِي الْاَرْضُ لِاِحْيَآءِ الْعَدْلِ، وَلَاِقَامَةِ الْحَدِّ لِلّٰهِ اَنْفَعُ فِى الْاَرْضِ مِنَ الْقَطْرِ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا .

صفحہ۱۱ قَالَ سَاعَةٌ مِّنْ اِمَامٍ عَدْلٍ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سَبْعِيْنَ سَنَةً وَحَدٌّ يُقَامُ لِلّٰهِ فِى الْاَرْضِ اَفْضَلُ مِنْ مَطَرٍ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا .

صفحہ۱۳ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْخَمْرَ رَاْسُ كُلِّ اِثْمٍ .

صفحہ۱۴ اِنَّ زِنْدِيْقًا قَالَ لَهٗ وَلِمَ حَرَّمَ اللّٰهُ الْخَمْرَ وَلَا لَذَّةَ اَفْضَلُ مِنْهَا ؟ قَالَ حَرَّمَهَا لِاَنَّهَا اُمُّ الْخَبَآئِثِ وَرَاْسُ كُلِّ شَرٍّ يَاْتِيْ عَلٰى شَارِبِهَا سَاعَةٌ يُسْلَبُ لُبُّهٗ فَلَا يَعْرِفُ رَبَّهٗ وَلَا يَتْرُكُ

مَعْصِيَةً اِلَّا رَكِبَهَا وَلَا حُرْمَةً اِلَّا انْتَهَكَهَا وَلَا رَحِمًا اِلَّا قَطَعَهَا وَلَا فَاحِشَةً اِلَّا اَتَاهَا، وَالسَّكْرَانُ زِمَامُهٗ بِيَدِ الشَّيْطَانِ اِنْ اَمَرَهٗ اَنْ يَّسْجُدَ لِلْاَوْثَانِ سَجَدَ وَيَنْقَادُ حَيْثُمَا قَادَهٗ۔

صفحہ ۱۶ قَالَ لَا حَدَّ عَلٰى مَجْنُوْنٍ حَتّٰى يُفِيْقَ وَلَا عَلٰى صَبِيٍّ حَتّٰى يُدْرِكَ وَلَا عَلَى النَّآئِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ۔

صفحہ ۱۷ قَالَ سَئَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَجُلٍ شَرِبَ حُسْوَةَ خَمْرٍ قَالَ يُجْلَدُ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً قَلِيْلُهَا وَكَثِيْرُهَا حَرَامٌ۔

صفحہ ۱۸ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ فَاِنْ عَادَ فَاجْلِدُوْهُ فَاِنْ عَادَ فَاقْتُلُوْهُ۔

صفحہ ۱۸ قَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ مِّنَ الْاَشْرِبَةِ يَجِبُ فِيْهِ كَمَا يَجِبُ فِي الْخَمْرِ مِنَ الْحَدِّ۔

صفحہ ۱۹ كَانَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَجْلِدُ الْحُرَّ وَالْعَبْدَ وَالْيَهُوْدَ وَالنَّصْرَانِيَّ فِي الْخَمْرِ وَالنَّبِيْذِ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً قُلْتُ: مَا بَالُ الْيَهُوْدِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ؟ فَقَالَ اِذَا اَظْهَرُوْا ذٰلِكَ فِيْ مِصْرٍ مِّنَ الْاَمْصَارِ لِاَنَّهُمْ لَيْسَ لَهُمْ اَنْ يَّظْهَرُوْا شُرْبَهَا۔

صفحہ ۲۰ قَالَ هٰذَا لِتَجَرِّئِكَ عَلٰى شُرْبِ الْخَمْرِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ۔

صفحہ ۲۱ قَالَ يُجْلَدُوْنَ بِالسِّيَاطِ مجردين بَيْنَ الْكَتِفَيْنِ۔

صفحہ ۲۳ قَالَ اَبُو الْحَسَنِ الرِّضَا ؑ لَوْ كَانَ الْحُكْمُ لِيْ وَالدَّارُ لِيْ لَجَلَدْتُ شَارِبَهٗ وَلَقَتَلْتُ بَايِعَهٗ۔

صفحہ ۲۵ سُئِلَ الصَّادِقُ عَنِ الْمَائِدَةِ إِذَا شُرِبَ عَلَيْهَا الْخَمْرُ أَوْ مُسْكِرٌ قَالَ حرمت الْمَائِدَةُ.

صفحہ ۲۵ قَالَ لَا تُجَالِسُوا شُرَّابَ الْخَمْرِ فَإِنَّ اللَّعْنَةَ إِذَا نَزَلَتْ عَمَّتْ مَنْ فِي الْمَجْلِسِ.

صفحہ ۲۸ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ص اَرْبَعٌ لَا يَدْخُلُ بَيْتًا وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ إِلَّا خَرَّبَ وَلَمْ يَعْمُرْ بِالْبَرَكَةِ: شُرْبُ الْخَمْرِ وَالسَّرِقَةُ وَالْخِيَانَةُ وَالزِّنَا.

صفحہ ۲۸ قَالَ سَئَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ سَرَقَ فَقَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ: اُتِيَ عَلِيٌّ فِي زَمَانِهِ بِرَجُلٍ قَدْ سَرَقَ فَقَطَعَ يَدَهُ ثُمَّ اُتِيَ بِهِ ثَانِيَةً فَقَطَعَ رِجْلَهُ مِنْ خِلَافٍ ثُمَّ اُتِيَ بِهِ ثَالِثَةً فَخَلَّاهُ فِي السِّجْنِ وَاَنْفَقَ عَلَيْهِ مِنْ بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِيْنَ وَقَالَ هٰكَذَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ص لَا اُخَالِفُهُ.

صفحہ ۲۹ إِنَّهُ كَانَ إِذَا سَرَقَ الرَّجُلُ اَوَّلًا قَطَعَ يَمِيْنَهُ فَإِنْ عَادَ قَطَعَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى فَإِنْ عَادَ ثَالِثَةً خَلَّدَهُ السِّجْنَ وَ اَنْفَقَ عَلَيْهِ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ.

صفحہ ۲۹ وَرَوَاهُ الْمُقْنِعُ مُرْسَلًا نَحْوَهُ قَالَ وَرُوِيَ اَنَّهُ مَنْ سَرَقَ فِي السِّجْنِ قُتِلَ.

صفحہ ۳۲ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ ع فِيْ كَمْ يُقْطَعُ السَّارِقُ فَقَالَ فِيْ رُبْعِ دِيْنَارٍ قَالَ قُلْتُ لَهُ فِيْ دِرْهَمَيْنِ فَقَالَ فِيْ رُبْعِ دِيْنَارٍ بَلَغَ الدِّيْنَارُ مَا بَلَغَ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ اَرَاَيْتَ مَنْ سَرَقَ اَقَلَّ

مِن رُبعِ دِینارٍ هَل یَقَعُ عَلَیهِ حِینَ سَرَقَ اسمُ السَّارِقِ وَ هَل هُوَ عِندَ اللهِ سَارِقٌ فِی تِلکَ الحَالِ فَقَالَ کُلُّ مَن سَرَقَ مِن مُسلِمٍ شَیئاً قَد حَوَاهُ وَاحرَزَهُ فَهُوَ یَقَعُ عَلَیهِ اسمُ السَّارِقِ وَهُوَ عِندَ اللهِ وَلٰکِن لَا یُقطَعُ اِلَّا فِی رُبعِ دِینَارٍ اَو اَکثَرَ وَلَو قُطِعَت اَیدِی السُّرَّاقِ فِیمَا هُوَ اَقَلُّ مِن رُبعِ دِینَارٍ لَاَلفَیتَ عَامَّةَ النَّاسِ مُقَطَّعِینَ۔

صفحہ ۳۳ قَالَ لَا یُقطَعُ السَّارِقُ فِی سَنَةِ المَحَلِّ فِی کُلِّ شَیءٍ یُؤکَلُ مِثلِ الخُبزِ وَاللَّحمِ وَاَشبَاهِ ذٰلِکَ۔

صفحہ ۳۴ قَالَ کَانَ اَمِیرُ المُؤمِنِینَ ؑ لَا یَقطَعُ السَّارِقَ فِی اَیَّامِ المَجَاعَةِ۔

صفحہ ۳۴ قَالَ قُلتُ رَجُلٌ سَرَقَ مِنَ المَغنَمِ اَیُّ شَیءٍ یَجِبُ عَلَیهِ فَقَالَ یُنظَرُ کَم نَصِیبُهُ فَاِن کَانَ الَّذِی اَخَذَ اَقَلَّ مِن نَصِیبِهِ عُزِّرَ وَدُفِعَ اِلَیهِ تَمَامُ مَالِهِ وَاِن کَانَ اَخَذَ مِثلَ الَّذِی لَهُ فَلَا شَیءَ عَلَیهِ وَاِن اَخَذَ فَضلاً بِقَدرِ ثَمَنِ مِجَنٍّ وَهُوَ رُبعُ دِینَارٍ قُطِعَ۔

صفحہ ۳۵ اِنَّ عَلِیّاً عَلَیهِ السَّلَامُ قَالَ فِی رَجُلٍ اَخَذَ بَیضَةً مِنَ المَقسَمِ وَالمَغنَمِ فَقَالُوا قَد سَرَقَ اِقطَعهُ فَقَالَ اِنِّی لَا اَقطَعُ اَحَداً لَهُ فِیمَا اَخَذَ شِرکٌ۔

صفحہ ۳۵ قَالَ سَئَلتُهُ عَن رَجُلٍ استَاجَرَ اَجِیراً فَاَخَذَ الاَجِیرُ مَتَاعَهُ فَسَرَقَهُ فَقَالَ هُوَ مُؤتَمَنٌ ثُمَّ قَالَ: الاَجِیرُ وَالضَّیفُ اُمَنَاءُ

لَیْسَ یَقَعُ عَلَیْھِمْ حَدُّ السَّرِقَۃِ۔

صفحہ ۳۶ قَالَ الضَّیْفُ اِذَا سَرَقَ لَمْ یُقْطَعْ وَاِنْ اَضَافَ الضَّیْفُ ضَیْفًا فَسَرَقَ قُطِعَ ضَیْفُ الضَّیْفِ۔

صفحہ ۳۷ لَا یُقْطَعُ اِلَّا مَنْ نَقَبَ بَیْتًا اَوْکَسَرَ قُفْلاً۔

صفحہ ۳۷ قَالَ سَئَلْتُ اَبَا عَبْدِاللّٰہِؑ عَنْ رَجُلٍ نَقَبَ بَیْتًا فَاُخِذَ قَبْلَ اَنْ یَّصِلَ اِلَی شَیْءٍ قَالَ یُعَاقَبُ فَاِنْ اُخِذَ وَقَدْ اَخْرَجَ مَتَاعًا فَعَلَیْہِ الْقَطْعُ۔

صفحہ ۳۸ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِاللّٰہِؑ یَقُوْلُ حَدُّ النَّبَّاشِ حَدُّ السَّارِقِ۔

صفحہ ۳۹ قَالَ قَالَ مَنْ اَقَرَّ عَلٰی نَفْسِہٖ عِنْدَ الْاِمَامِ بِحَقٍّ اَحَدٍ مِّنْ حُقُوْقِ الْمُسْلِمِیْنَ فَلَیْسَ عَلَی الْاِمَامِ اَنْ یُّقِیْمَ عَلَیْہِ الْحَدَّ الَّذِیْ اَقَرَّ بِہٖ عِنْدَہٗ حَتّٰی یَحْضُرَ صَاحِبُ حَقِّ الْحَدِّ اَوْوَلِیُّہٗ فَیَطْلُبُہٗ بِحَقِّہٖ۔

صفحہ ۴۰ قَالَ قَالَ اَمِیْرُالْمُؤْمِنِیْنَؑ اَرْبَعَۃٌ لَا قَطْعَ عَلَیْھِمْ: اَلْمُخْتَلِسُ وَالْغُلُوْلُ وَمَنْ سَرَقَ مِنَ الْغَنِیْمَۃِ وَسَرِقَۃُ الْاَجِیْرِ فَاِنَّھَا خِیَانَۃٌ۔

صفحہ ۴۰ اِنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَؑ اُتِیَ بِرَجُلٍ اخْتَلَسَ دُرَّۃً مِّنْ جَارِیَۃٍ قَالَ ھٰذِہِ الدَّعَارَۃُ الْمُعْلِنَۃُ فَضَرَبَہٗ وَحَبَسَہٗ۔

صفحہ ۴۰ قَالَ لَیْسَ عَلَی الَّذِیْ یَسْتَلِبُ قَطْعٌ وَلَیْسَ عَلَی الَّذِیْ یَطِرُّ الدَّرَاھِمَ مِنْ ثَوْبِ الرَّجُلِ قَطْعٌ۔

صفحہ ۴۱ اِنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَؑ اُتِیَ بِطَرَّارٍ قَدْ طَرَّ مِنْ رَجُلٍ مِنْ رُدْنِہٖ

دراهِمَ قَالَ اِنْ كَانَ طَرَّ مِنْ قَمِيْصِهِ الْاَعْلٰى لَمْ نَقْطَعْهُ وَ اِنْ كَانَ طَرَّ مِنْ قَمِيْصِهِ الْاَسْفَلِ قَطَعْنَاهُ.

صفحہ ۴۲ قَالَ قَالَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ كُلُّ مُدْخَلٍ يَدْخُلُ فِيْهِ بِغَيْرِ اِذْنِ صَاحِبِهٖ فَسَرَقَ مِنْهُ السَّارِقُ فَلَا قَطْعَ عَلَيْهِ يَعْنِى الْحَمَامَاتِ وَالْخَانَاتِ وَالْاَرْحِيَةَ.

صفحہ ۴۴ قَالَ قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ ؑ اِذَا سَرَقَ السَّارِقُ قُطِعَتْ يَدُهُ وَغُرِمَ مَا اَخَذَ.

صفحہ ۴۴ قَالَ قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ ؑ يُقْطَعُ مِنَ السَّارِقِ اَرْبَعُ اَصَابِعَ وَيُتْرَكُ الْاِبْهَامُ وَتُقْطَعُ الرِّجْلُ مِنَ الْمَفْصَلِ وَيُتْرَكُ الْعَقَبُ يَطَاُ عَلَيْهِ.

صفحہ ۴۵ قَالَ اَلْقَطْعُ مِنْ وَسْطِ الْكَفِّ وَلَا يُقْطَعُ الْاِبْهَامُ وَاِذَا قُطِعَتِ الرِّجْلُ تُرِكَ الْعَقَبُ لَمْ يُقْطَعْ.

صفحہ ۵۰ اُتِىَ بِسَارِقٍ فَاَمَرَ بِهٖ فَقُطِعَتْ يَدُهُ ثُمَّ عُلِّقَتْ فِىْ رَقَبَتِهٖ.

صفحہ ۵۰ فَجَعَلَ قَطْعَهَا نَكَالًا وَعِبْرَةً لِّلْخَلْقِ لِئَلَّا يَبْتَغُوْا اَخْذَ الْاَمْوَالِ مِنْ غَيْرِ حِلِّهَا.

صفحہ ۵۲ قَالَ اَلسَّارِقُ اِذَا جَآءَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِهٖ تَآئِبًا اِلَى اللّٰهِ وَرَدَّ سَرِقَتَهٗ عَلٰى صَاحِبِهَا فَلَا قَطْعَ عَلَيْهِ.

صفحہ ۵۴ قَالَ سَئَلْتُ اَبَاعَبْدِاللّٰهِ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: اِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ

مِنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ. اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ. قُلْتُ اَىُّ شَيْءٍ عَلَيْهِمْ مِّنْ هٰذِهِ الْحُدُوْدِ الَّتِىْ سَمَّى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ ذٰلِكَ اِلَى الْاِمَامِ اِنْ شَآءَ قَطَعَ وَاِنْ شَآءَ صَلَّبَ وَاِنْ شَآءَ نُفِىَ وَاِنْ شَآءَ قَتَلَ. قُلْتُ النَّفْىُ اِلٰى اَيْنَ؟ قَالَ يُنْفٰى مِنْ مِصْرٍ اِلٰى مِصْرٍ اٰخَرَ. وَقَالَ اِنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ نَفٰى رَجُلَيْنِ مِنَ الْكُوْفَةِ اِلَى الْبَصْرَةِ.

صفحہ ۵۶ قَالَ سُئِلَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْا (الْاٰيَة) فَمَا الَّذِىْ اِذَا فَعَلَهٗ اسْتَوْجَبَ وَاحِدَةً مِّنْ هٰذِهِ الْاَرْبَعِ فَقَالَ اِذَا حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَسَعٰى فِى الْاَرْضِ فَسَادًا فَقَتَلَ قُتِلَ بِهٖ وَاِنْ قَتَلَ وَاَخَذَ الْمَالَ قُتِلَ وَصُلِّبَ وَاِنْ اَخَذَ الْمَالَ وَلَمْ يَقْتُلْ قُطِعَتْ يَدُهٗ وَرِجْلُهٗ مِنْ خِلَافٍ وَاِنْ شَهَرَ السَّيْفَ فَحَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَسَعٰى فِى الْاَرْضِ فَسَادًا وَلَمْ يَقْتُلْ وَلَمْ يَاْخُذِ الْمَالَ يُنْفٰى مِنَ الْمِصْرِ الَّذِىْ فَعَلَ فِيْهِ مَا فَعَلَ اِلٰى مِصْرٍ غَيْرِهٖ وَيُكْتَبُ اِلٰى اَهْلِ ذٰلِكَ الْمِصْرِ اَنَّهٗ مُنْفًى فَلَا تُجَالِسُوْهُ وَلَا تُبَايِعُوْهُ وَلَا تُنَاكِحُوْهُ وَلَا تُؤَاكِلُوْهُ وَلَا تُشَارِبُوْهُ فَيُفْعَلُ ذٰلِكَ بِهٖ سَنَةً فَاِنْ خَرَجَ مِنْ ذٰلِكَ الْمِصْرِ اِلٰى غَيْرِهٖ كُتِبَ اِلَيْهِمْ بِمِثْلِ ذٰلِكَ حَتّٰى تَتِمَّ السَّنَةُ قُلْتُ فَاِنْ تَوَجَّهَ اِلٰى اَرْضِ الشِّرْكِ لِيَدْخُلَهَا قُوْتِلَ اَهْلُهَا.

صفحہ ۶۰ قَالَ اِذَا دَخَلَ عَلَيْكَ اللِّصُّ يُرِيدُ اَهْلَكَ وَمَالَكَ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْدِرَهُ وَتَضْرِبَهُ فَابْدِرْهُ وَاضْرِبْهُ وَ قَالَ: اَللِّصُّ مُحَارِبٌ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ فَاقْتُلْهُ فَمَا عَلَيْكَ مِنْهُ فَهُوَ عَلَيَّ .

صفحہ ۶۱ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍؑ عَنِ الرَّجُلِ يُقَاتِلُ عَنْ مَالِهِ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؐ قَالَ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ شَهِيْدٍ فَقُلْنَا لَهُ اَيُقَاتَلُ اللِّصُّ ؟ فَقَالَ اِنْ يُقَاتَلْ فَلَا بَاْسَ اَمَّا لَوْ كُنْتُ اَنَا تَرَكْتُهُ .

صفحہ ۶۲ عَوْرَةُ الْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَرَامٌ وَقَالَ مَنِ اطَّلَعَ عَلٰى مُؤْمِنٍ فِيْ مَنْزِلِهِ فَعَيْنَاهُ مُبَاحَتَانِ لِلْمُؤْمِنِ فِيْ تِلْكَ الْحَالِ .

صفحہ ۶۳ قَالَ اِذَا اطَّلَعَ رَجُلٌ عَلٰى قَوْمٍ يُشْرِفُ عَلَيْهِمْ اَوْ يَنْظُرُ مِنْ خَلَلِ شَيْءٍ لَهُمْ فَرَمَوْهُ فَاَصَابُوْهُ فَقَتَلُوْهُ اَوْ فَقَاُوْا عَيْنَهُ فَلَيْسَ عَلَيْهِمْ غُرْمٌ وَقَالَ اِنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ خَلَلِ حُجْرَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ؐ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِمِشْقَصٍ يَفْقَاُ عَيْنَهُ فَوَجَدَهُ قَدِ انْطَلَقَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَيْ خَبِيْثُ اَمَا وَاللّٰهِ لَوْ ثَبَتَّ لِيْ لَفَقَاْتُ عَيْنَكَ .

صفحہ ۶۴ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ؐ مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يُنَادِيْ بِالْمُسْلِمِيْنَ فَلَمْ يُجِبْهُ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ .

صفحہ ۶۵ قَالَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَا يُرْجَمُ الرَّجُلُ وَالْمَرْاَةُ حَتّٰى

يَشْهَدُ عَلَيْهِمَا اَرْبَعَةُ شُهَدَآءَ عَلَى الْجِمَاعِ وَالْإِيْلَاجِ وَ الْاِدْخَالِ كَالْمِيْلِ فِي الْمُكْحُلَةِ ۔

صفحہ ۶۸ فِيْ ثَلَاثَةٍ شَهِدُوْا عَلٰى رَجُلٍ بِالزِّنَا فَقَالَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَؑ اَيْنَ الرَّابِعُ فَقَالُوْا الْاٰنَ يَجِيْءُ فَقَالَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَؑ حُدُّوْهُمْ فَلَيْسَ فِي الْحُدُوْدِ نَظْرَةُ سَاعَةٍ ۔

صفحہ ۶۸ قَالَ سَئَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍؑ عَنْ ثَلَاثَةٍ شَهِدُوْا عَلٰى رَجُلٍ بِالزِّنَا وَقَالُوا الْاٰنَ نَاْتِيْ بِالرَّابِعِ قَالَ يُجْلَدُوْنَ حَدَّ الْقَاذِفِ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةٍ كُلَّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ ۔

صفحہ ۶۹ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِؑ اَلرَّجُلُ يَاْتِيْ ذَاتَ مَحْرَمٍ قَالَ يُضْرَبُ بِالسَّيْفِ ۔

صفحہ ۶۹ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِؑ اَلرَّجُلُ يَاْتِيْ ذَاتَ مَحْرَمٍ اَيْنَ يُضْرَبُ بِالسَّيْفِ قَالَ رَقَبَتُهُ ۔

صفحہ ۷۰ قَالَ سُئِلَ اَبُوْ جَعْفَرٍؑ عَنْ رَجُلٍ اغْتَصَبَ امْرَاَةً فَرْجَهَا قَالَ يُقْتَلُ مُحْصِنًا كَانَ اَوْ غَيْرَ مُحْصِنٍ ۔

صفحہ ۷۰ قَالَ سَئَلْتُهُ عَنْ يَهُوْدِيٍّ فَجَرَ بِمُسْلِمَةٍ قَالَ يُقْتَلُ ۔

صفحہ ۷۱ يُضْرَبُ حَتّٰى يَمُوْتَ ۔

صفحہ ۷۱ فَكَتَبَ : بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ۔

صفحہ ۷۲ قَالَ قُلْتُ مَا الْمُحْصِنُ رَحِمَكَ اللّٰهُ قَالَ مَنْ كَانَ لَهٗ فَرْجٌ

يَغْدُو عَلَيْهِ وَيَرُوحُ فَهُوَ مُحْصِنٌ.

صفحہ ۷۲ فِي الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ الْمُتْعَةَ اَتُحْصِنُهُ قَالَ لَا اِنَّمَا ذَاكَ عَلَى الشَّيْءِ الدَّائِمِ.

صفحہ ۷۳ قَالَ سَئَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ ؑ عَنْ رَجُلٍ يَزْنِيْ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِاَهْلِهِ اَيُرْجَمُ؟ قَالَ لَا.

صفحہ ۷۳ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ ؑ عَنْ رَجُلٍ لَهُ امْرَاَةٌ بِالْعِرَاقِ فَاَصَابَ فُجُوْرًا وَهُوَ بِالْحِجَازِ فَقَالَ يُضْرَبُ حَدَّ الزَّانِيْ مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا يُرْجَمُ. قُلْتُ فَاِنْ كَانَ مَعَهَا فِيْ بَلْدَةٍ وَّاحِدَةٍ وَهُوَ مَحْبُوْسٌ فِيْ سِجْنٍ لَا يَقْدِرُ اَنْ يَّخْرُجَ اِلَيْهَا وَلَا تَدْخُلُ هِيَ عَلَيْهِ اَرَاَيْتَ اِنْ زَنٰى فِي السِّجْنِ قَالَ هُوَ بِمَنْزِلَةِ الْغَائِبِ عَنْ اَهْلِهِ يُجْلَدُ مِائَةَ جَلْدَةٍ.

صفحہ ۷۴ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ الْمُغِيْبُ وَالْمُغِيْبَةُ لَيْسَ عَلَيْهِمَا رَجْمٌ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ الرَّجُلُ مَعَ الْمَرْئَةِ وَالْمَرْئَةُ مَعَ الرَّجُلِ.

صفحہ ۷۵ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ ؑ يَضْرِبُ الشَّيْخَ وَالشَّيْخَةَ مِائَةً وَيَرْجُمُهُمَا.

صفحہ ۷۵ قَالَ اِذَا زَنَى الشَّيْخُ وَالْعَجُوْزُ جُلِدَا ثُمَّ رُجِمَا عُقُوْبَةً لَهُمَا.

صفحہ ۷۶ قَالَ الْمُحْصِنُ وَالْمُحْصِنَةُ جَلْدُ مِائَةٍ ثُمَّ الرَّجْمُ.

صفحہ ۷۶ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ ؑ يَقُوْلُ مَنْ اَقَرَّ عَلٰى نَفْسِهِ عِنْدَ الْاِمَامِ بِحَقٍّ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ مَرَّةً وَّاحِدَةً حُرًّا كَانَ اَوْ

عَبْدًا حُرَّةً كَانَتْ اَوْ اَمَةً فَعَلَى الْاِمَامِ اَنْ يُقِيمَ الْحَدَّ
عَلَى الَّذِى اَقَرَّ بِهِ عَلٰى نَفْسِهٖ كَائِنًا مَنْ كَانَ اِلَّا الزَّانِى
الْمُحْصِنَ فَاِنَّهٗ لَا يَرْجُمُهٗ حَتّٰى يَشْهَدَ عَلَيْهِ اَرْبَعَةُ شُهَدَآءَ
فَاِذَا شَهِدُوْا ضَرَبَهُ الْحَدَّ مِائَةَ جَلْدَةٍ ثُمَّ يَرْجُمُ ۔

صفحہ ۷۷ قَالَ الرَّجْمُ حَدُّ اللّٰهِ الْاَكْبَرُ وَالْجَلْدُ حَدُّ اللّٰهِ الْاَصْغَرُ
فَاِذَا زَنَى الرَّجُلُ الْمُحْصِنُ يُرْجَمُ وَلَمْ يُجْلَدْ ۔

صفحہ ۷۹ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ اجْتَمَعَتْ عَلَيْهِ حُدُوْدٌ فِيهَا الْقَتْلُ فَاِنَّهٗ
يُبْدَأُ بِالْحُدُوْدِ الَّتِىْ دُوْنَ الْقَتْلِ ثُمَّ يُقْتَلُ ۔

صفحہ ۷۹ قَضٰى اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْمَنْ قَتَلَ وَشَرِبَ خَمْرًا وَسَرَقَ
فَاَقَامَ عَلَيْهِ الْحَدَّ فَجَلَدَهٗ لِشُرْبِهِ الْخَمْرَ وَقَطَعَ يَدَهٗ فِىْ
سَرِقَتِهٖ وَقَتَلَهٗ بِقَتْلِهٖ ۔

صفحہ ۷۹ قَالَ اِذَا اَقَرَّ الزَّانِى الْمُحْصِنُ كَانَ اَوَّلَ مَنْ يَرْجُمُهُ
الْاِمَامُ ثُمَّ النَّاسُ ، فَاِذَا قَامَتْ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةُ كَانَ اَوَّلَ
مَنْ يَرْجُمُهُ الْبَيِّنَةُ ثُمَّ الْاِمَامُ ثُمَّ النَّاسُ ۔

صفحہ ۸۰ قَالَ تُدْفَنُ الْمَرْأَةُ اِلٰى وَسَطِهَا ثُمَّ يَرْمِى الْاِمَامُ وَيَرْمِى
النَّاسُ بِاَحْجَارٍ صِغَارٍ وَلَا يُدْفَنُ الرَّجُلُ اِذَا رُجِمَ اِلَّا
اِلٰى حَقْوَيْهِ ۔

صفحہ ۸۱ قَالَ سَئَلْتُ اَبَا اِبْرَاهِيمَ عَنِ الزَّانِى كَيْفَ يُجْلَدُ ؟ قَالَ
اَشَدَّ الْجَلْدِ فَقُلْتُ مِنْ فَوْقِ الثِّيَابِ فَقَالَ بَلْ يُجَرَّدُ ۔

صفحہ ۸۲ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ قَدْ ثَبَتَ لَكَ عَلَيْهَا اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ وَاِنَّكَ

قَدْ قُلْتَ لِنَبِيِّكَ ؐ فِيمَا اَخْبَرْتَهُ بِهِ مِنْ دِيْنِكَ يَامُحَمَّدُ مَنْ عَطَّلَ حَدًّا مِنْ حُدُوْدِی فَقَدْ عَانَدَنِی وَطَلَبَ بِذٰلِكَ مَضَادَّتِی .

صفحہ ۹۲ قَالَ اَلْحُرُّ وَالْحُرَّةُ اِذَا زَنَیَا جُلِدَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَاَمَّا الْمُحْصِنُ وَالْمُحْصِنَةُ فَعَلَیْهِمَا الرَّجْمُ .

صفحہ ۹۳ قَالَ لَا یُحَدُّ الصَّبِیُّ اِذَا وَقَعَ عَلٰی امْرَاَةٍ وَ یُحَدُّ الرَّجُلُ اِذَا وَقَعَ عَلَی الصَّبِیَّةِ .

صفحہ ۹۳ فِیْ غُلَامٍ صَغِیْرٍ لَمْ یُدْرِكْ اِبْنُ عَشْرِ سِنِیْنَ زَنٰی بِامْرَاَةٍ قَالَ یُجْلَدُ الْغُلَامُ دُوْنَ الْحَدِّ وَتُجْلَدُ الْمَرْاَةُ الْحَدَّ كَامِلًا قِیْلَ لَهُ فَاِنْ كَانَتْ مُحْصِنَةً قَالَ لَا تُرْجَمُ لِاَنَّ الَّذِیْ نَكَحَهَا لَیْسَ بِمُدْرِكٍ وَلَوْ كَانَ مُدْرِكًا رُجِمَتْ .

صفحہ ۹۴ قَالَ الَّذِیْ لَمْ یُحْصِنْ یُجْلَدُ مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا یُنْفٰی وَ الَّذِیْ قَدْ اَمْلَكَ وَلَمْ یَدْخُلْ بِهَا یُجْلَدُ مِائَةً وَیُنْفٰی .

صفحہ ۹۴ فِیْ خَبَرِ عَلِیِّ بْنِ جَعْفَرٍ ؑ سُئِلَ اَخَاهُ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةً وَلَمْ یَدْخُلْ بِهَا فَزَنٰی مَا عَلَیْهِ ؟ قَالَ یُجْلَدُ الْحَدَّ وَ یُحْلَقُ رَاْسُهُ وَیُفَرَّقُ بَیْنَهُ وَبَیْنَ اَهْلِهِ وَیُنْفٰی سَنَةً .

صفحہ ۹۵ فِی الْاَمَةِ تَزْنِیْ قَالَ تُجْلَدُ نِصْفَ الْحَدِّ كَانَ لَهَا زَوْجٌ اَوْ لَمْ یَكُنْ لَهَا زَوْجٌ .

صفحہ ۹۵ قَالَ قَضٰی اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ؑ فِی الْعَبِیْدِ اِذَا زَنٰی اَحَدُهُمْ اَنْ یُجْلَدَ خَمْسِیْنَ جَلْدَةً وَاِنْ كَانَ مُسْلِمًا اَوْ كَافِرًا اَوْ

نَصَارِنِیّاً وَلَا یُرْجَمُ وَلَا یُنْفٰی۔

صفحہ۹۷ اَنَّهُ اُتِیَ بِرَجُلٍ کَبِیْرِ الْبَطْنِ قَالَ اَصَابَ مُحَرَّمًا فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ بِعُرْجُوْنٍ فِیْهِ مِائَةُ شِمْرَاخٍ فَضَرَبَهٗ مَرَّةً وَّاحِدَةً۔

صفحہ۱۰۱ رُوِیَ مَنْ رَاٰی زَوْجَتَهٗ تَزْنِیْ فَلَهٗ قَتْلُهُمَا۔

صفحہ۱۰۲ فِیْ رَجُلٍ قَتَلَ رَجُلًا وَّادَّعٰی اَنَّهٗ رَاٰهُ مَعَ امْرَاَتِهٖ فَقَالَ عَلَیْهِ الْقَوَدُ اِلَّا اَنْ یَّاْتِیَهٗ بِبَیِّنَةٍ۔

صفحہ۱۰۲ قَالَ قُلْتُ لِاَبِی الْحَسَنِ رَجُلٌ دَخَلَ دَارَ قَوْمٍ لِیَتَلَصَّصَ اَوْ لِلْفُجُوْرِ فَقَتَلَهٗ صَاحِبُ الدَّارِ؟ فَقَالَ مَنْ دَخَلَ دَارَ غَیْرِهٖ هُدِرَ دَمُهٗ وَلَا یَجِبُ شَیْءٌ۔

صفحہ۱۰۴ حُرْمَةُ الدُّبُرِ اَعْظَمُ مِنْ حُرْمَةِ الْفَرْجِ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَهْلَكَ اُمَّةً بِحُرْمَةِ الدُّبُرِ وَلَمْ یُهْلِكْ اَحَدًا بِحُرْمَةِ الْفَرْجِ۔

صفحہ۱۰۷ قَالَ اُتِیَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَؑ بِرَجُلٍ وَّامْرَاَةٍ قَدْ لَاطَ زَوْجُهَا بِابْنِهَا مِنْ غَیْرِهٖ وَثَقَبَهٗ وَشَهِدَ عَلَیْهِ بِذٰلِكَ شُهُوْدٌ فَاَمَرَ بِهٖ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَؑ فَضُرِبَ بِالسَّیْفِ حَتّٰی قُتِلَ وَضُرِبَ الْغُلَامُ دُوْنَ الْحَدِّ وَقَالَ اَمَا لَوْ كُنْتَ مُدْرِكًا لَقَتَلْتُكَ لِاِمْكَانِكَ اِیَّاهُ مِنْ نَفْسِكَ بِثَقْبِكَ۔

صفحہ۱۱۰ فِی الرَّجُلِ یَفْعَلُ بِالرَّجُلِ قَالَ فَقَالَ اِنْ کَانَ دُوْنَ الثَّقْبِ فَالْجَلْدُ وَاِنْ کَانَ ثَقَبَ اُقِیْمَ قَائِمًا ثُمَّ ضُرِبَ بِالسَّیْفِ

ضَرْبَةً اَخَذَ السَّيْفُ مِنْهُ مَا اَخَذَ فَقُلْتُ لَهُ هُوَ الْقَتْلُ ؟ قَالَ هُوَ ذٰلِكَ ۔

صفحہ ۱۱۲ مَنْ قَبَّلَ غُلَامًا بِشَهْوَةٍ لَعَنَتْهُ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ وَمَلَائِكَةُ الْاَرْضِ وَمَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ ۔

صفحہ ۱۱۲ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ ؑ رَجُلٌ مُحْرِمٌ قَبَّلَ غُلَامًا بِشَهْوَةٍ قَالَ يُضْرَبُ مِائَةَ جَلْدَةٍ ۔

صفحہ ۱۱۳ قَالَ سَئَلَ بَعْضُ اَصْحَابِنَا اَبَاعَبْدِ اللّٰهِ ؑ فَقَالَ جُعِلْتُ فِدَاكَ الرَّجُلُ يَنَامُ مَعَ الرَّجُلِ فِیْ لِحَافٍ وَّاحِدٍ فَقَالَ ذَوَا مَحْرَمٍ فَقَالَ لَا قَالَ مِنْ ضَرُوْرَةٍ قَالَ لَا قَالَ يُضْرَبَانِ ثَلَاثِيْنَ سَوْطًا ثَلَاثِيْنَ سَوْطًا ۔

صفحہ ۱۱۳ قَالَ لَا يَنْبَغِیْ لِامْرَاَتَيْنِ تَنَامَانِ فِیْ لِحَافٍ وَّاحِدٍ اِلَّا وَبَيْنَهُمَا حَاجِزٌ فَاِنْ فَعَلَتَا نُهِيَتَا عَنْ ذٰلِكَ فَاِنْ وَّجَدَهُمَا بَعْدَ النَّهْیِ فِیْ لِحَافٍ وَّاحِدٍ جُلِدَتَا كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا حَدًّا حَدًّا فَاِنْ وُّجِدَتَا الثَّالِثَةَ فِیْ لِحَافٍ حُدَّتَا فَاِنْ وُّجِدَتَا الرَّابِعَةَ قُتِلَتَا ۔

صفحہ ۱۱۴ اَلسِّحَاقَةُ تُجْلَدُ ۔

صفحہ ۱۱۴ اَلسُّحْقُ فِی النِّسَاءِ كَاللِّوَاطِ فِی الرِّجَالِ وَلٰكِنْ فِيْهِ مِائَةُ جَلْدَةٍ لِاَنَّهُ لَيْسَ فِيْهِ اِيْلَاجٌ ۔

صفحہ ۱۱۸ فِیْ رَجُلٍ نَبَشَ امْرَاَةً فَسَلَبَهَا ثِيَابَهَا ثُمَّ نَكَحَهَا قَالَ اِنَّ حُرْمَةَ الْمَيِّتِ كَحُرْمَةِ الْحَیِّ تُقْطَعُ يَدُهُ لِنَبْشِهِ وَسَلْبِهِ

الثِّيَابِ وَيُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ فِي الزِّنَا إِنْ أَحْصَنَ رُجِمَ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَحْصَنَ جُلِدَ مِائَةً.

صفحہ ۱۱۹ مَنْ قَادَ بَيْنَ رَجُلٍ وَّامْرَأَةٍ حَرَامًا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاوَاهُ جَهَنَّمُ.

صفحہ ۱۲۰ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللّٰهِ ؑ أَخْبِرْنِي عَنِ الْقَوَّادِ مَا حَدُّهُ؟ قَالَ لَا حَدَّ عَلَى الْقَوَّادِ أَلَيْسَ إِنَّمَا يُعْطَى الْأَجْرَ عَلَى أَنْ يُقَوِّدَ قُلْتُ إِنَّمَا يَجْمَعُ بَيْنَ الذَّكَرِ وَالْأُنْثَى حَرَامًا قَالَ ذٰلِكَ الْمُؤَلِّفُ بَيْنَ الذَّكَرِ وَالْأُنْثَى حَرَامًا؟ فَقُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ يُضْرَبُ ثَلَاثَةَ أَرْبَاعِ حَدِّ الزَّانِي خَمْسَةً وَّسَبْعِينَ سَوْطًا وَيُنْفَى مِنَ الْمِصْرِ الَّذِي هُوَ فِيهِ.

صفحہ ۱۲۱ قَالَ وَمَنْ رَمَى مُحْصِنًا أَوْ مُحْصِنَةً أَحْبَطَ اللّٰهُ عَمَلَهُ وَجَلَدَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ ثُمَّ يُؤْمَرُ بِهِ إِلَى النَّارِ.

صفحہ ۱۲۳ إِذَا جَاهَرَ الْفَاسِقُ بِفِسْقِهِ فَلَا حُرْمَةَ لَهُ وَلَا غِيبَةَ.

صفحہ ۱۲۳ قَالَ سَئَلْتُ عَنْ رَجُلٍ قَذَفَ ابْنَهُ بِالزِّنَا قَالَ لَوْ قَتَلَهُ مَا قُتِلَ بِهِ وَإِنْ قَذَفَهُ لَمْ يُجْلَدْ.

صفحہ ۱۲۴ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ ؑ قَضَى أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ الْفِرْيَةَ ثَلٰثٌ (يَعْنِي ثَلٰثُ وُجُوهٍ): إِذَا رَمَى الرَّجُلُ الرَّجُلَ بِالزِّنَا وَإِذَا قَالَ إِنَّ أُمَّهُ زَانِيَةٌ وَإِذَا دُعِيَ لِغَيْرِ أَبِيهِ.

صفحہ ۱۲۵ قَالَ إِذَا قَذَفَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَقَالَ إِنَّكَ تَعْمَلُ عَمَلَ

قَوْمِ لُوْطٍ تَنْكِحُ الرِّجَالَ قَالَ يُجْلَدُ حَدَّ الْقَاذِفِ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً .

صفحہ ۱۲۵ قَالَ : اَلْقَاذِفُ يُجْلَدُ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَلَا تُقْبَلُ لَهُ شَهَادَةٌ اَبَدًا اِلَّا بَعْدَ التَّوْبَةِ اَوْ يَكْذِبُ نَفْسَهُ فَاِنْ شَهِدَ لَهُ ثَلَاثَةٌ وَاَبَى وَاحِدٌ يُجْلَدُ الثَّلَاثَةُ وَلَا تُقْبَلُ شَهَادَتُهُمْ حَتّٰى يَشْهَدَ رَابِعَةٌ رَاَيْنَا مِثْلَ الْمِيْلِ فِي الْمِكْحَلَةِ .

صفحہ ۱۲۶ قَالَ سَاَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ افْتَرٰى عَلٰى قَوْمٍ جَمَاعَةً قَالَ اِنْ اَتَوْا بِهِ مُجْتَمِعِيْنَ ضُرِبَ حَدًّا وَّاحِدًا وَاِنْ اَتَوْا بِهِ مُتَفَرِّقِيْنَ ضُرِبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ حَدًّا .

صفحہ ۱۲۸ قَالَ سَئَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ ؑ عَنْ رَجُلَيْنِ افْتَرٰى كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلٰى صَاحِبِهِ فَقَالَ يُدْرَاُ عَنْهُمَا الْحَدُّ وَيُعَزَّرَانِ .

صفحہ ۱۲۹ قَالَ سَئَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَجُلٍ سَبَّ رَجُلًا بِغَيْرِ قَذْفٍ يعرض بِهِ هَلْ يُجْلَدُ قَالَ عَلَيْهِ تَعْزِيْرٌ .

صفحہ ۱۲۹ قَالَ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ اَنْتَ خَبِيْثٌ اَوْ اَنْتَ خِنْزِيْرٌ فَلَيْسَ فِيْهِ حَدٌّ وَلٰكِنْ فِيْهِ مَوْعِظَةٌ وَبَعْضُ الْعُقُوْبَةِ .

صفحہ ۱۲۹ فِيْ رَجُلٍ قَالَ لِرَجُلٍ يَا شَارِبَ الْخَمْرِ يَا اٰكِلَ الْخِنْزِيْرِ قَالَ لَا حَدَّ عَلَيْهِ وَلٰكِنْ يُضْرَبُ اَسْوَاطًا .

صفحہ ۱۳۰ اِنَّ عَلِيًّا ؑ لَمْ يَكُنْ يَحُدُّ فِي التَّعْرِيْضِ حَتّٰى يَاتِيَ بِالْفِرْيَةِ الْمُصَرِّحَةِ يَا زَانٍ اَوْ يَا ابْنَ الزَّانِيَةِ اَوْ لَسْتَ لِاَبِيْكَ .

صفحہ ۱۳۱ قَالَ الْمُفْتَرِيْ يُضْرَبُ بَيْنَ الضَّرْبَيْنِ يُضْرَبُ جَسَدُهُ

كُلُّهُ فَوْقَ ثِيَابِهِ .

صفحہ ۱۳۲ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلزَّانِیْ اَشَدُّ ضَرْبًا مِّنْ شَارِبِ الْخَمْرِ وَشَارِبُ الْخَمْرِ اَشَدُّ ضَرْبًا مِّنَ الْقَاذِفِ وَالْقَاذِفُ اَشَدُّ ضَرْبًا مِّنَ التَّعْزِيْرِ .

صفحہ ۱۳۲ فِیْ رَجُلٍ قَالَ لِرَجُلٍ يَا ابْنَ الْفَاعِلَةِ يَعْنِی الزِّنَا فَقَالَ اِنْ كَانَتْ اُمُّهُ حَيَّةً شَاهِدَةً ثُمَّ جَاءَتْ تَطْلُبُ حَقَّهَا ضُرِبَ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً .

صفحہ ۱۳۲ قَالَ لَا يُعْفٰی عَنِ الْحُدُوْدِ الَّتِیْ لِلّٰهِ دُوْنَ الْاِمَامِ فَاَمَّا مَا كَانَ مِنْ حُقُوْقِ النَّاسِ فِیْ حَدٍّ فَلَا بَاْسَ بِاَنْ يُّعْفٰی دُوْنَ الْاِمَامِ .

صفحہ ۱۳۳ قَالَ سَئَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ يَفْتَرِیْ عَلَی الرَّجُلِ فَيَعْفُوْ عَنْهُ ثُمَّ يُرِيْدُ اَنْ يَجْلِدَهُ بَعْدَ الْعَفْوِ قَالَ لَيْسَ لَهُ اَنْ يَّجْلِدَهُ بَعْدَ الْعَفْوِ .

صفحہ ۱۳۴ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ جَعْفَرٍؑ اَرَاَيْتَ لَوْاَنَّ رَجُلًا لَاَنْ سَبَّ النَّبِیَّ اَيُقْتَلُ ؟ قَالَ اِنْ لَّمْ تَخَفْ عَلٰی نَفْسِكَ فَاقْتُلْهُ .

صفحہ ۱۳۵ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ عَبْدِاللّٰهِؑ اَیُّ شَیْءٍ تَقُوْلُ فِیْ رَجُلٍ سَمِعْتَهُ يَشْتِمُ عَلِيًّاؑ وَّيَبْرَاُ مِنْهُ ؟ قَالَ فَقَالَ لِیْ وَاللّٰهِ هُوَ حَلَالُ الدَّمِ وَمَا اَلْفٌ بَيْنَهُمْ بِرَجُلٍ مِّنْكُمْ دَعْهُ .

صفحہ ۱۳۶ قَالَ مَنْ سَبَّ نَبِيًّا قُتِلَ .

صفحہ ۱۳۶ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهُ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا سُنَّةَ

بعد سنتی فمن ادعی ذلک فدعواہ وبدعتہ فی النار فاقتلوہ .

صفحہ ۱۳۶ من شک فی اللہ وفی رسولہ فہو کافر .

صفحہ ۱۳۷ قال سئل ابوجعفرؑ عن رجل شہد علیہ شہود انہ افطر من شہر رمضان ثلاثۃ ایام فقال یسال ہل علیک فی افطارک اثم ؟ فان قال لا فان علی الامام ان یقتلہ وان ہو قال نعم فان علی الامام ان ینہکہ ضربا .

صفحہ ۱۳۷ انہ قال اکل المیتۃ والدم ولحم الخنزیر علیہ ادب فان عاد ادب فان عاد ادب فلیس علیہ حد .

صفحہ ۱۴۲ کل مسلم بین المسلمین ارتد عن الاسلام وجحد محمدا نبوتہ وکذبہ فان دمہ مباح لکل من سمع ذلک منہ وامراتہ بائنۃ منہ یوم ارتد فلا تقربہ ویقسم مالہ علی ورثتہ وتعتد امراتہ عدۃ المتوفی عنہا زوجہا وعلی الامام ان یقتلہ ولا یستتیبہ .

صفحہ ۱۴۳ قال اذا ارتدت المراۃ عن الاسلام لم تقتل ولکن تحبس ابدا .

صفحہ ۱۴۳ قال لا تقتل وتستخدم خدمۃ شدیدۃ وتمنع الشراب والطعام الا ما یمسک نفسہا وتلبس خشن الثیاب وتضرب علی الصلوات .

صفحہ ۱۴۲ قَالَ قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ "اَلْمُرْتَدُّ تَعْزِلُ عَنْهُ امْرَاتُهٗ وَلَا تُوْكَلُ ذَبِيْحَتُهٗ وَيُسْتَتَابُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَاِنْ تَابَ وَاِلَّا قُتِلَ يَوْمَ الرَّابِعِ.

صفحہ ۱۴۴ قَالَ سَاَلْتُهٗ عَنْ مُسْلِمٍ تَنَصَّرَ قَالَ يُقْتَلُ وَلَا يُسْتَتَابُ قُلْتُ فَنَصْرَانِيٌّ اَسْلَمَ ثُمَّ ارْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ يُسْتَتَابُ فَاِنْ رَجَعَ وَاِلَّا قُتِلَ.

صفحہ ۱۴۵ قَالَ اَتٰى قَوْمٌ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ" فَقَالُوْا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَبَّنَا فَاسْتَتَابَهُمْ فَلَمْ يَتُوْبُوْا فَحَفَرَ لَهُمْ حَفِيْرَةً وَّاَوْقَدَ فِيْهَا نَارًا وَّحَفَرَ حَفِيْرَةً اُخْرٰى اِلٰى جَانِبِهَا وَاَفْضٰى مَا بَيْنَهُمَا فَلَمَّا لَمْ يَتُوْبُوْا اَلْقَاهُمْ فِي الْحَفِيْرَةِ وَاَوْقَدَ فِي الْحَفِيْرَةِ الْاُخْرٰى (نَارًا) حَتّٰى مَاتُوْا.

صفحہ ۱۴۸ فِي الرَّجُلِ يَاْتِي الْبَهِيْمَةَ قَالَ يُحَدُّ دُوْنَ الْحَدِّ وَيُغْرَمُ قِيْمَةَ الْبَهِيْمَةِ لِصَاحِبِهَا لِاَنَّهٗ اَفْسَدَهَا عَلَيْهِ وَتُذْبَحُ وَتُحْرَقُ وَتُدْفَنُ اِنْ كَانَتْ مِمَّا يُؤْكَلُ لَحْمُهٗ وَاِنْ كَانَتْ مِمَّا يُرْكَبُ ظَهْرُهٗ اُغْرِمَ قِيْمَتُهَا وَجُلِدَ دُوْنَ الْحَدِّ وَ اَخْرَجَهَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ الَّتِيْ فُعِلَ بِهَا اِلٰى بِلَادٍ اُخْرٰى حَيْثُ لَا تُعْرَفُ فَيَبِيْعُهَا فِيْهَا كَيْلَا يُعَيَّرَ بِهَا.

صفحہ ۱۵۰ قَالَ وَاَمَّا الرَّجُلُ النَّاظِرُ اِلَى الرَّاعِيْ وَقَدْ نَزَا عَلٰى شَاةٍ فَاِنْ عَرَفَهَا ذَبَحَهَا وَاَحْرَقَهَا وَاِنْ لَّمْ يَعْرِفْهَا قَسَمَ الْغَنَمَ نِصْفَيْنِ وَسَاهَمَ بَيْنَهُمَا فَاِذَا وَقَعَ عَلٰى اَحَدِ النِّصْفَيْنِ

فَقَدْ نَجَا النِّصْفُ الْاٰخِرُ ثُمَّ يُفَرِّقُ النِّصْفَ الْاٰخِرَ فَلَا يَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى يَبْقٰى شَاتَانِ فَيُقْرَعُ بَيْنَهُمَا فَاَيُّهُمَا اَوْقَعَ السَّهْمُ بِهَا ذُبِحَتْ وَاُحْرِقَتْ وَنَجَا سَائِرُ الْغَنَمِ.

صفحہ ۱۵۲ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا ؑ اُتِيَ بِرَجُلٍ عَبَثَ بِذَكَرِهٖ حَتّٰى اَنْزَلَ فَضَرَبَ يَدَهٗ حَتّٰى احْمَرَّتْ وَزَوَّجَهٗ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ.

صفحہ ۱۵۳ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ عَبْدِ اللهِ ؑ كَمِ التَّعْزِيْرُ؟ قَالَ قَالَ عَلٰى قَدْرِ مَا يَرَى الْوَالِيْ مِنْ ذَنْبِ الرَّجُلِ وَقُوَّةِ بَدَنِهٖ.

صفحہ ۱۵۶ قَالَ سَئَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ ؑ عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ: مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ ..... فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا. قَالَ: لَهٗ فِي النَّارِ مَقْعَدٌ لَوْ قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا لَمْ يَرِدْ اِلَّا اِلٰى ذٰلِكَ الْمَقْعَدِ.

صفحہ ۱۵۶ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَقَفَ بِمِنٰى حِيْنَ قَضٰى مَنَاسِكَهٗ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِسْمَعُوْا مَا اَقُوْلُ لَكُمْ فَاعْقِلُوْهُ عَنِّيْ فَاِنِّيْ لَا اَدْرِيْ لَعَلِّيْ لَا اَلْقَاكُمْ فِيْ هٰذَا الْمَوْقِفِ بَعْدَ عَامِنَا هٰذَا ثُمَّ قَالَ اَيُّ يَوْمٍ اَعْظَمُ حُرْمَةً قَالُوْا هٰذَا الْيَوْمُ قَالَ اَيُّ شَهْرٍ اَعْظَمُ حُرْمَةً؟ قَالُوْا هٰذَا الشَّهْرُ قَالَ فَاَيُّ بَلَدٍ اَعْظَمُ حُرْمَةً قَالُوْا هٰذَا الْبَلَدُ قَالَ: فَاِنَّ دِمَائَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا اِلٰى يَوْمِ تَلْقَوْنَهٗ فَيَسْاَلُكُمْ عَنْ اَعْمَالِكُمْ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ

اَلا وَمَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ اَمَانَةٌ فَلْيُؤَدِّهَا اِلٰى مَنِ ائْتَمَنَهُ عَلَيْهَا فَاِنَّهُ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ وَلَا مَالُهُ اِلَّا بِطِيْبَةِ نَفْسِهٖ وَلَا تَظْلِمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا۔

صفحہ ۱۵۷ قَالَ مَا مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ بَرَّةً وَّلَا فَاجِرَةً اِلَّا وَهِيَ تُحْشَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَعَلِّقَةً بِقَاتِلِهٖ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى وَرَاْسُهُ بِيَدِهِ الْيُسْرٰى وَاَوْدَاجُهُ تَشْخَبُ دَمًا يَقُوْلُ يَارَبِّ سَلْ هٰذَا فِيْمَ قَتَلَنِيْ فَاِنْ كَانَ قَتَلَهُ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ اُثِيْبَ الْقَاتِلُ الْجَنَّةَ وَاُذْهِبَ بِالْمَقْتُوْلِ اِلَى النَّارِ وَاِنْ قَالَ فِيْ طَاعَةِ فُلَانٍ قِيْلَ لَهُ اُقْتُلْهُ كَمَا قَتَلَكَ ثُمَّ يَفْعَلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْهِمَا بَعْدُ مَشِيَّتَهٖ۔

صفحہ ۱۵۸ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَوَّلُ مَا يَحْكُمُ اللّٰهُ فِيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الدِّمَاءُ۔

صفحہ ۱۵۸ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ص لَا يَغُرَّنَّكُمْ رَحْبُ الذِّرَاعَيْنِ بِالدَّمِ فَاِنَّ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ قَاتِلًا لَا يَمُوْتُ، قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَاتِلٌ لَّا يَمُوْتُ فَقَالَ: اَلنَّارُ۔

صفحہ ۱۶۰ قَالَ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ ع اَلْعَمْدُ كُلُّ مَا اعْتَمَدَ شَيْئًا فَاَصَابَهُ بِحَدِيْدَةٍ اَوْ بِحَجَرٍ اَوْ بِعَصًا اَوْ بِوَكْزَةٍ فَهٰذَا كُلُّهُ عَمْدٌ وَالْخَطَاُ مَنِ اعْتَمَدَ شَيْئًا فَاَصَابَ غَيْرَهُ۔

صفحہ ۱۶۰ قَالَ اِنْ ضَرَبَ رَجُلٌ رَجُلًا بِعَصًا اَوْ بِحَجَرٍ فَمَاتَ مِنْ ضَرْبَةٍ وَّاحِدَةٍ قَبْلَ اَنْ يَّتَكَلَّمَ فَهُوَ شِبْهُ الْعَمْدِ فَالدِّيَةُ

عَلَى الْقَاتِلِ .

صفحہ ۱۶۱ قَالَ قَتْلُ الْعَمَدِ كُلُّ مَا عَمِدَ بِهِ الضَّرْبَ فَعَلَيْهِ الْقَوَدُ وَاِنَّمَا الْخَطَأُ اَنْ تُرِيْدَ الشَّيْءَ فَتُصِيْبَ غَيْرَهُ وَقَالَ اِذَا اَقَرَّ عَلٰى نَفْسِهِ بِالْقَتْلِ قُتِلَ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ .

صفحہ ۱۶۲ اِنَّهُ قَالَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَاِنَّهُ يُقَادُ بِهِ اِلَّا اَنْ يَّرْضٰى اَوْلِيَآءُ الْمَقْتُوْلِ اَنْ يَّقْبَلُوا الدِّيَةَ اَوْ يَتَرَاضَوْا بِاَكْثَرَ مِنَ الدِّيَةِ اَوْ اَقَلَّ مِنَ الدِّيَةِ .

صفحہ ۱۶۴ قَالَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ ؑ لَوْ اَنَّ رَجُلًا ضَرَبَ رَجُلًا بِخَزَفَةٍ اَوْ بِاٰجُرَةٍ اَوْ بِعُوْدٍ فَمَاتَ كَانَ عَمَدًا .

صفحہ ۱۶۶ فِيْ اَرْبَعَةٍ شَهِدُوْا عَلٰى رَجُلٍ اَنَّهُ زَنٰى فَرُجِمَ ثُمَّ رَجَعُوْا وَقَالُوْا قَدْ وَهِمْنَا يَلْزَمُوْنَ الدِّيَةَ وَاِنْ قَالُوْا اِنَّمَا تَعَمَّدْنَا قُتِلَ اَيُّ الْاَرْبَعَةِ شَآءَ وَلِيُّ الْمَقْتُوْلِ وَرَدَّ الثَّلٰثَةُ ثَلٰثَةَ اَرْبَاعِ الدِّيَةِ اِلٰى اَوْلِيَآءِ الْمَقْتُوْلِ الثَّانِيْ وَيُجْلَدُ الثَّلٰثَةُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَاِنْ شَآءَ وَلِيُّ الْمَقْتُوْلِ اَنْ يَّقْتُلَهُمْ وَرَدَّ ثَلٰثَ دِيَاتٍ عَلٰى اَوْلِيَآءِ الشُّهُوْدِ الْاَرْبَعَةِ وَ يُجْلَدُوْنَ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ يَقْتُلُهُمُ الْاِمَامُ .

صفحہ ۱۶۸ اِنَّ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ رُفِعُوْا اِلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاحِدٌ مِّنْهُمْ اَمْسَكَ رَجُلًا وَاَقْبَلَ اٰخَرُ فَقَتَلَهُ وَالْاٰخَرُ يَرَاهُمْ فَقَضٰى فِي الرُّوْيَةِ اَنْ تُسْمَلَ عَيْنَاهُ وَفِي الَّذِيْ اَمْسَكَ اَنْ يُّسْجَنَ

حَتّٰی یَمُوْتَ کَمَا اَمْسَکَهٗ وَقَضٰی فِی الَّذِیْ قَتَلَ اَنْ یُّقْتَلَ۔

صفحہ ۱۶۹ فِیْ رَجُلٍ اَمَرَ رَجُلًا بِقَتْلِ رَجُلٍ فَقَتَلَهٗ فَقَالَ یُقْتَلُ بِهِ الَّذِیْ قَتَلَهٗ وَیُحْبَسُ الْاٰمِرُ بِقَتْلِهٖ فِی السِّجْنِ حَتّٰی یَمُوْتَ۔

صفحہ ۱۷۵ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ جَعْفَرٍؑ عَشَرَةٌ قَتَلُوْا رَجُلًا فَقَالَ اِنْ شَآءَ اَوْلِیَآءُهٗ قَتَلُوْهُمْ جَمِیْعًا وَغَرِمُوْا تِسْعَ دِیَاتٍ وَاِنْ شَآءُوْا تَخَیَّرُوْا رَجُلًا فَقَتَلُوْهُ وَاَدَّی التِّسْعَةُ الْبَاقُوْنَ اِلٰی اَهْلِ الْمَقْتُوْلِ الْاٰخِرِ عُشْرَ الدِّیَةِ کُلُّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ۔

صفحہ ۱۷۶ فِیْ رَجُلَیْنِ اجْتَمَعَا عَلٰی قَطْعِ یَدِ رَجُلٍ قَالَ اِنْ اَحَبَّ اَنْ یَّقْطَعَهُمَا اَدّٰی اِلَیْهِمَا دِیَةَ یَدٍ فَاقْتَسَمَا ثُمَّ یَقْطَعُهُمَا وَاِنْ اَحَبَّ اَخَذَ مِنْهُمَا دِیَةَ یَدٍ قَالَ وَاِنْ قَطَعَ یَدَ اَحَدِهِمَا رَدَّ الَّذِیْ لَمْ یُقْطَعْ یَدُهٗ عَلَی الَّذِیْ قُطِعَتْ یَدُهٗ رُبْعَ الدِّیَةِ۔

صفحہ ۱۷۷ قَالَ سَئَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ عَنِ امْرَاَتَیْنِ قَتَلَتَا رَجُلًا عَمْدًا قَالَ تُقْتَلَانِ بِهٖ مَا یَخْتَلِفُ فِیْهِ اَحَدٌ۔

صفحہ ۱۸۰ قَالَ اِذَا قَتَلَتِ الْمَرْاَةُ رَجُلًا قُتِلَتْ بِهٖ وَاِذَا قَتَلَ الرَّجُلُ الْمَرْاَةَ فَاِنْ اَرَادُ الْقَوَدَ اَدَّوْا فَضْلَ دِیَةِ الرَّجُلِ وَقَادُوْهُ بِهَا وَاِنْ لَمْ یَفْعَلُوْا قَبِلُوْا مِنَ الْقَاتِلِ الدِّیَةَ وَدِیَةُ الْمَرْاَةِ نِصْفُ دِیَةِ الرَّجُلِ۔

صفحہ ۱۸۰ قَالَ لَا یُقَادُ مُسْلِمٌ بِذِمِّیٍّ فِی الْقَتْلِ وَلَا فِی الْجِرَاحَاتِ وَلٰکِنْ یُؤْخَذُ مِنَ الْمُسْلِمِ جِنَایَتُهٗ لِلذِّمِّیِّ عَلٰی قَدْرِ دِیَةِ الذِّمِّیِّ ثَمَانُ مِائَةِ دِرْهَمٍ۔

صفحہ ۱۸۱ قَالَ سَئَلْتُ اَبَا عَبْدِاللّٰہِ ؑ عَنِ الْمُسْلِمِ ھَلْ یُقْتَلُ بِاَھْلِ الذِّمَّۃِ قَالَ لَا اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ مُعَوَّدًا لِقَتْلِھِمْ فَیُقْتَلُ وَ ھُوَصَاغِرٌ۔

صفحہ ۱۸۲ اِنَّ اَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ ؑ کَانَ یَقُوْلُ : یُقْتَصُّ لِلنَّصْرَانِیِّ وَالْیَھُوْدِیِّ وَالْمَجُوْسِیِّ بَعْضُھُمْ مِنْ بَعْضٍ وَیُقْتَلُ بَعْضُھُمْ بِبَعْضٍ اِذَا قَتَلُوْا عَمَدًا۔

صفحہ ۱۸۲ فِیْ نَصْرَانِیٍّ قَتَلَ مُسْلِمًا فَلَمَّا اُخِذَ اَسْلَمَ قَالَ اُقْتُلْہُ بِہٖ قِیْلَ وَاِنْ لَمْ یُسْلِمْ قَالَ یُدْفَعُ اِلٰی اَوْلِیَاءِ الْمَقْتُوْلِ فَاِنْ شَآءُوْا قَتَلُوْا وَاِنْ شَآءُوْا عَفَوْا وَاِنْ شَآءُوْا اسْتَرَقُّوْا وَ اِنْ کَانَ مَعَہٗ مَالٌ دُفِعَ اِلٰی اَوْلِیَآءِ الْمَقْتُوْلِ ھُوَ وَمَالُہٗ۔

صفحہ ۱۸۴ قَالَ لَا یُقْتَلُ الْاَبُ بِابْنِہٖ اِذَا قَتَلَہٗ وَیُقْتَلُ الْاِبْنُ بِاَبِیْہِ اِذَا قَتَلَ اَبَاہُ۔

صفحہ ۱۸۴ قَالَ قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰہِ ؑ لَا یُقْتَلُ الْوَالِدُ بِوَلَدِہٖ وَیُقْتَلُ الْوَلَدُ بِوَالِدِہٖ وَلَایَرِثُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ اِذَا قَتَلَہٗ وَاِنْ کَانَ خَطَاً ۔

صفحہ ۱۸۴ فِی الرَّجُلِ یَقْتُلُ ابْنَہٗ اَوْعَبْدَہٗ قَالَ لَا یُقْتَلُ بِہٖ وَلٰکِنْ یُضْرَبُ ضَرْبًا شَدِیْدًا وَیُنْفٰی عَنْ مَسْقَطِ رَاْسِہٖ ۔

صفحہ ۱۸۶ قَالَ کَانَ اَمِیْرُالْمُؤْمِنِیْنَ ؑ یَجْعَلُ جِنَایَۃَ الْمَعْتُوْہِ عَلٰی عَاقِلَتِہٖ خَطَاً کَانَ اَوْعَمَدًا ۔

صفحہ ۱۸۶ قَالَ سُئِلَ اَبُوْجَعْفَرٍ ؑ عَنْ رَجُلٍ قَتَلَ رَجُلًا عَمَدًا فَلَمْ یُقَم

عَلَيْهِ الْحَدُّ وَلَمْ تَصِحَّ الشَّهَادَةُ عَلَيْهِ حَتّٰى خُولِطَ وَذَهَبَ عَقْلُهُ ثُمَّ اِنَّ قَوْمًا اٰخَرِيْنَ شَهِدُوْا عَلَيْهِ بَعْدَ مَا خُولِطَ اَنَّهُ قَتَلَهُ فَقَالَ اِنْ شَهِدُوْا عَلَيْهِ اَنَّهُ قَتَلَهُ حِيْنَ قَتَلَهُ وَهُوَصَحِيْحٌ لَيْسَ بِهٖ عِلَّةٌ مِّنْ فَسَادِ عَقْلِهٖ قُتِلَ بِهٖ وَاِنْ شَهِدُوْا عَلَيْهِ بِذٰلِكَ وَكَانَ لَهُ مَالٌ يُصْرَفُ دُفِعَ اِلٰى وَرَثَةِ الْمَقْتُوْلِ الدِّيَةُ مِنْ مَّالِ الْقَاتِلِ وَاِنْ لَّمْ يَتْرُكْ مَالًا اُعْطِيَ الدِّيَةُ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ وَلَا يَبْطُلُ دَمُ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ.

صفحہ ۱۸۷ قَالَ سَئَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ عَنْ رَجُلٍ قَتَلَ مَجْنُوْنًا فَقَالَ اِنْ كَانَ الْمَجْنُوْنُ اَرَادَهُ فَدَفَعَهُ عَنْ نَفْسِهٖ فَقَتَلَهُ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ مِنْ قَوَدٍ وَلَا دِيَةٍ وَيُعْطٰى وَرَثَتُهُ دِيَتَهُ مِنْ بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ وَاِنْ كَانَ قَتَلَهُ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّكُوْنَ الْمَجْنُوْنُ اَرَادَهُ فَلَا قَوَدَ لِمَنْ لَّا يُقَادُ مِنْهُ فَاَرٰى اَنَّ عَلٰى قَاتِلِهِ الدِّيَةَ مِنْ مَالِهٖ يَدْفَعُهَا اِلٰى وَرَثَةِ الْمَجْنُوْنِ وَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَيَتُوْبُ اِلَيْهِ.

صفحہ ۱۸۸ عَلِيًّا كَانَ يَقُوْلُ عَمَدُ الصِّبْيَانِ خَطَأٌ يُحْمَلُ عَلَى الْعَاقِلَةِ.

صفحہ ۱۹۱ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ قَتَلَهُ الْحَدُّ اَوِ الْقِصَاصُ فَلَا دِيَةَ عَلَيْهِ.

صفحہ ۱۹۲ قَالَ مَنْ قَتَلَهُ الْقِصَاصُ بِاَمْرِ الْاِمَامِ فَلَا دِيَةَ لَهُ فِيْ قَتْلٍ وَلَا جِرَاحَةٍ.

صفحہ ۱۹۲ قَالَ مَنِ اقْتُصَّ مِنْهُ فَهُوَ قَتِيْلُ الْقُرْاٰنِ.

صفحہ ۱۹۶ اِقْرَارُ الْعُقَلَاءِ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ جَائِزٌ.

صفحہ ۱۹۷ قَالَ سَئَلْتُ اَبَا عَبْدِاللّٰهِ عَنْ رَجُلٍ وُجِدَ مَقْتُوْلًا فَجَآءَ رَجُلَانِ اِلٰى وَلِيِّهٖ فَقَالَ اَحَدُهُمَا اَنَا قَتَلْتُهٗ عَمْدًا وَقَالَ الْاٰخَرُ اَنَا قَتَلْتُهٗ خَطَأً فَقَالَ اِنْ هُوَ اَخَذَ بِقَوْلِ صَاحِبِ الْعَمَدِ فَلَيْسَ لَهٗ عَلٰى صَاحِبِ الْخَطَاِ سَبِيْلٌ وَاِنْ اَخَذَ بِقَوْلِ صَاحِبِ الْخَطَاِ فَلَيْسَ لَهٗ عَلٰى صَاحِبِ الْعَمَدِ سَبِيْلٌ.

صفحہ ۱۹۸ اَخْبَرَنِيْ بَعْضُ اَصْحَابِنَا رَفَعَهٗ اِلٰى اَبِيْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ اُتِيَ اَمِيْرُالْمُؤْمِنِيْنَ بِرَجُلٍ وُجِدَ فِيْ خَرِبَةٍ وَبِيَدِهٖ سِكِّيْنٌ مُلَطَّخٌ بِالدَّمِ وَاِذَا رَجُلٌ مَذْبُوْحٌ يَتَشَحَّطُ فِيْ دَمِهٖ فَقَالَ لَهٗ اَمِيْرُالْمُؤْمِنِيْنَ مَا تَقُوْلُ قَالَ يَا اَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ اَنَا قَتَلْتُهٗ قَالَ اذْهَبُوْا بِهٖ فَاقْتُلُوْهُ بِهٖ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ لِيَقْتُلُوْهُ بِهٖ اَقْبَلَ رَجُلٌ مُسْرِعًا فَقَالَ لَا تَعْجَلُوْهُ وَرُدُّوْهُ اِلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَرَدُّوْهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ يَا اَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ مَا هٰذَا صَاحِبُهٗ اَنَا قَتَلْتُهٗ فَقَالَ اَمِيْرُالْمُؤْمِنِيْنَ لِلْاَوَّلِ مَا حَمَلَكَ عَلٰى اِقْرَارِكَ عَلٰى نَفْسِكَ وَلَمْ تَفْعَلْ فَقَالَ يَا اَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ وَمَا كُنْتُ اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَقُوْلَ وَقَدْ شَهِدَ عَلَيَّ اَمْثَالُ هٰؤُلَاءِ الرِّجَالِ وَاَخَذُوْنِيْ وَبِيَدِيْ سِكِّيْنٌ مُلَطَّخٌ بِالدَّمِ وَالرَّجُلُ يَتَشَحَّطُ فِيْ دَمِهٖ وَاَنَا قَائِمٌ عَلَيْهِ وَخِفْتُ الضَّرْبَ فَاَقْرَرْتُ وَاَنَا رَجُلٌ كُنْتُ ذَبَحْتُ بِجَنْبِ هٰذِهِ الْخَرِبَةِ شَاةً وَاَخَذَنِي الْبَوْلُ فَدَخَلْتُ الْخَرِبَةَ فَرَاَيْتُ

الرَّجُلَ يَتَشَحَّطُ فِیْ دَمِهٖ فَقُمْتُ مُتَعَجِّبًا فَدَخَلَ عَلٰی هٰؤُلَاءِ
فَاَخَذُوْنِیْ فَقَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ؑ خُذُوْا هٰذَیْنِ فَاذْهَبُوْا بِهِمَا
اِلَی الْحَسَنِ ؑ وَقُصُّوْا عَلَیْهِ قِصَّتَهُمَا وَ قُوْلُوْا لَهٗ مَا الْحُکْمُ
فِیْهِمَا فَذَهَبُوْا اِلَی الْحَسَنِ وَقَصُّوْا عَلَیْهِ قِصَّتَهُمَا فَقَالَ
الْحَسَنُ ؑ قُوْلُوْا لِاَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّ هٰذَا اِنْ کَانَ ذَبَحَ ذَاكَ
فَقَدْ اَحْیَا هٰذَا وَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ : وَمَنْ اَحْیَاهَا
فَکَاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا . یُخْلٰی عَنْهُمَا وَ تُخْرَجُ
دِیَةُ الْمَذْبُوْحِ مِنْ بَیْتِ الْمَالِ .

صفحہ ۲۰۲ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلطَّالِبِیْنَ اَقِیْمُوْا رَجُلَیْنِ عَدْلَیْنِ مِنْ
غَیْرِکُمْ اَقِیْدُوْهُ .

صفحہ ۲۰۳ قَالَ سَئَلْتُ اَبَاعَبْدِ اللّٰهِ ؑ عَنِ الْقَسَامَةِ اَیْنَ کَانَ بَدْءُهَا
قَالَ کَانَ مِنْ قِبَلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا کَانَ بَعْدَ فَتْحِ خَیْبَرَ
تَخَلَّفَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ عَنْ اَصْحَابِهٖ فَرَجَعُوْا فِیْ طَلَبِهٖ
فَوَجَدُوْهُ مُتَشَحِّطًا فِیْ دَمِهٖ قَتِیْلًا فَجَاءَتِ الْاَنْصَارُ اِلٰی
رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَتَلَتِ الْیَهُوْدُ صَاحِبَنَا
فَقَالَ یُقْسِمُ مِنْکُمْ خَمْسُوْنَ عَلٰی اَنَّهُمْ قَتَلُوْهُ قَالُوْا یَارَسُوْلَ
اللّٰهِ کَیْفَ نُقْسِمُ عَلٰی مَالَمْ نَرَهٗ قَالَ فَیُقْسِمُ الْیَهُوْدُ قَالُوْا
یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ یُّصَدِّقُ الْیَهُوْدَ فَقَالَ اَنَا اِذًا اَدِیْ صَاحِبَکُمْ
فَقُلْتُ لَهٗ کَیْفَ الْحُکْمُ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَکَمَ فِی
الدِّمَاءِ مَالَمْ یَحْکُمْ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ حُقُوْقِ النَّاسِ لِتَعْظِیْمِهٖ

الدِّمَاءَ لَوْاَنَّ رَجُلًا ادَّعٰى عَلٰى رَجُلٍ عَشْرَةَ اٰلَافِ دِرْهَمٍ
اَوْ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ اَوْ اَكْثَرَ لَمْ يَكُنِ الْيَمِيْنُ لِلْمُدَّعٰى وَ
كَانَتِ الْيَمِيْنُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ فَاِذَا ادَّعَى الرَّجُلُ عَلَى الْقَوْمِ
بِالدَّمِ اَنَّهُمْ قَتَلُوْا كَانَتِ الْيَمِيْنُ لِمُدَّعِى الدَّمِ قَبْلَ الْمُدَّعٰى
عَلَيْهِمْ فَعَلَى الْمُدَّعٰى اَنْ يَّجِئَ بِخَمْسِيْنَ رَجُلًا يَحْلِفُوْنَ
اَنَّ فُلَانًا قَتَلَ فُلَانًا فَيُدْفَعُ اِلَيْهِمُ الَّذِىْ حَلَفَ عَلَيْهِ فَاِنْ
شَاءُوْا عَفَوْا وَاِنْ شَاءُوْا قَتَلُوْا وَاِنْ شَاءُوْا قَبِلُوا الدِّيَةَ
وَاِنْ لَمْ يُقْسِمُوْا فَاِنَّ عَلَى الَّذِيْنَ ادَّعٰى عَلَيْهِمْ اَنْ يَّحْلِفَ
مِنْهُمْ خَمْسُوْنَ مَا قَتَلْنَا وَلَا عَلِمْنَا لَهٗ قَاتِلًا فَاِنْ فَعَلُوْا
اَدّٰى اَهْلُ الْقَرْيَةِ الَّذِيْنَ وُجِدَ فِيْهِمْ وَاِنْ كَانَ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ
اُدِّيَتْ دِيَتُهٗ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ، فَاِنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ؏ يَقُوْلُ
لَا يَبْطُلُ دَمُ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ.

صفحہ ۲۰۶ قَالَ سَئَلْتُهٗ عَنِ الْقَسَامَةِ كَيْفَ كَانَتْ؟ فَقَالَ هِيَ حَقٌّ
وَهِيَ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَنَا وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَقَتَلَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ
بَعْضًا ثُمَّ لَمْ يَكُنْ شَيْئٌ وَاِنَّمَا الْقَسَامَةُ نَجَاةٌ لِّلنَّاسِ.

صفحہ ۲۰۶ اِنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ؏ قَالَ مَنْ مَاتَ فِيْ زِحَامِ النَّاسِ يَوْمَ
الْجُمُعَةِ اَوْ يَوْمَ عَرَفَةَ اَوْ عَلٰى جِسْرٍ لَا يَعْلَمُوْنَ مَنْ قَتَلَهٗ
فَدِيَتُهٗ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ.

صفحہ ۲۱۰ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّؐ كَانَ يَحْبِسُ فِيْ تُهْمَةِ الدَّمِ سِتَّةَ اَيَّامٍ.

صفحہ ۲۱۱ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَا اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ

وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ
قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَكَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ
بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ.

صفو ۲۱۷ قَالَ سَئَلْتُ اَبَاجَعْفَرٍ عَنْ رَجُلٍ قَطَعَ يَدَيْنِ لِرَجُلَيْنِ
الْيَمِيْنَيْنِ قَالَ فَقَالَ يَاحَبِيْبُ تُقْطَعُ يَمِيْنُهٗ لِلرَّجُلِ
الَّذِىْ قَطَعَ يَمِيْنَهٗ اَوَّلًا وَتُقْطَعُ يَسَارُهٗ لِلرَّجُلِ الَّذِىْ قُطِعَ
يَمِيْنُهٗ اٰخِرًا لِاَنَّهٗ اِنَّمَا قَطَعَ يَدَ الرَّجُلِ الْاٰخِرِ وَيَمِيْنُهٗ
قِصَاصٌ لِلرَّجُلِ الْاَوَّلِ قَالَ فَقُلْتُ اِنَّ عَلِيًّا اِنَّمَا كَانَ يَقْطَعُ
الْيَدَ الْيُمْنٰى وَالرِّجْلَ الْيُسْرٰى قَالَ فَقَالَ اِنَّمَا كَانَ يَفْعَلُ
ذٰلِكَ فِيْمَا يَجِبُ مِنْ حُقُوْقِ اللّٰهِ فَاَمَّا يَاحَبِيْبُ حُقُوْقُ الْمُسْلِمِيْنَ
يُؤْخَذُ لَهُمْ حُقُوْقُهُمْ فِى الْقِصَاصِ الْيَدُ بِالْيَدِ اِذَا كَانَتْ
لِلْقَاطِعِ يَدٌ فَقُلْتُ لَهٗ اَوَمَا يَجِبُ عَلَيْهِ الدِّيَةُ وَيُتْرَكُ لَهٗ رِجْلُهٗ
فَقَالَ اِنَّمَا يَجِبُ عَلَيْهِ الدِّيَةُ اِذَا قَطَعَ يَدَ رَجُلٍ وَلَيْسَ
لِلْقَاطِعِ يَدَانِ وَلَا رِجْلَانِ فَثَمَّ يَجِبُ عَلَيْهِ الدِّيَةُ لِاَنَّهٗ لَيْسَ
لَهٗ جَارِحَةٌ يُقَاصُ مِنْهَا.

صفو ۲۱۸ اِنَّ رَجُلًا قَطَعَ مِنْ بَعْضِ اُذُنِ رَجُلٍ شَيْئًا فَرُفِعَ ذٰلِكَ اِلٰى عَلِىٍّ
فَاَقَادَهٗ فَاَخَذَ الْاٰخَرُ مَا قُطِعَ مِنْ اُذُنِهٖ فَرَدَّهٗ عَلٰى اُذُنِهٖ بِدَمِهٖ
فَالْتَحَمَتْ وَبَرِئَتْ فَعَادَ الْاٰخَرُ اِلٰى عَلِىٍّ فَاسْتَقَادَهٗ فَاَمَرَبِهَا
فَقُطِعَتْ ثَانِيَةً وَاَمَرَبِهَا فَدُفِنَتْ وَقَالَ اِنَّمَا يَكُوْنُ الْقِصَاصُ
مِنْ اَجَلِ الشَّيْنِ.

صفحہ ۲۱۹ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ جَعْفَرٍؑ اَعْوَرُ فَقَاَ عَیْنَ صَحِیْحٍ فَقَالَ تُفْقَأُ عَیْنُهُ قَالَ قُلْتُ یَبْقٰی اَعْمٰی قَالَ اَلْحَقُّ اَعْمَاهُ۔

صفحہ ۲۲۰ قَالَ قَالَ اَبُوْجَعْفَرٍؑ قَضٰی اَمِیْرُالْمُؤْمِنِیْنَؑ فِیْ رَجُلٍ اَعْوَرٍ اُصِیْبَ عَیْنُهُ الصَّحِیْحَةُ فَفُقِئَتْ اَنْ تُفْقَاَ اِحْدٰی عَیْنَیْ صَاحِبِهٖ وَیُعْقَلَ لَهٗ نِصْفُ الدِّیَةِ وَاِنْ شَاءَ اَخَذَ دِیَةً کَامِلَةً وَیُعْفٰی عَنْ عَیْنِ صَاحِبِهٖ۔

صفحہ ۲۲۱ قَضٰی اَمِیْرُالْمُؤْمِنِیْنَؑ فِی اللِّحْیَةِ اِذَا حُلِقَتْ فَلَمْ تَنْبُتْ اَلدِّیَةُ کَامِلَةً فَاِذَا نَبَتَتْ فَثُلُثُ الدِّیَةِ۔

صفحہ ۲۲۲ قَالَ فِیْ لِسَانِ الْاَخْرَسِ وَعَیْنِ الْاَعْمٰی وَذَکَرِ الْخَصِیِّ وَ اُنْثَیَیْهِ ثُلُثُ الدِّیَةِ۔

صفحہ ۲۲۵ اِنَّهٗ قَالَ فِیْ سِنِّ الصَّبِیِّ یَضْرِبُهَا الرَّجُلُ فَتَسْقُطُ ثُمَّ تَنْبُتُ قَالَ لَیْسَ عَلَیْهِ الْقِصَاصُ وَعَلَیْهِ الْاَرْشُ الخ

صفحہ ۲۲۶ قَالَ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ قَتَلَ رَجُلًا عَمَدًا وَکَانَ الْمَقْتُوْلُ اَقْطَعَ الْیَدِ الْیُمْنٰی فَقَالَ اِنْ کَانَتْ قُطِعَتْ یَدُهٗ فِیْ جِنَایَةٍ جَنَاهَا عَلٰی نَفْسِهٖ اَوْکَانَ قُطِعَ فَاَخَذَ دِیَةَ یَدِهٖ مِنَ الَّذِیْ قَطَعَهَا فَاِنْ اَرَادَ اَوْلِیَاءُهٗ اَنْ یَّقْتُلُوْا قَاتِلَهٗ اَدَّوْا اِلٰی اَوْلِیَاءِ قَاتِلِهٖ دِیَةَ یَدِهِ الَّذِیْ قِیْدَ مِنْهَا اِنْ کَانَ اَخَذَ دِیَةَ یَدِهٖ وَیَقْتُلُوْهُ وَاِنْ شَاءُوْا طَرَحُوْا عَنْهُ دِیَةَ یَدٍ وَاَخَذُوا الْبَاقِیْ قَالَ وَاِنْ کَانَتْ یَدُهٗ قُطِعَتْ فِیْ غَیْرِ جِنَایَةٍ جَنَاهَا عَلٰی نَفْسِهٖ وَلَا اَخَذَ لَهَا دِیَةً قَتَلُوْا قَاتِلَهٗ وَلَا یَغْرَمُ شَیْئًا وَاِنْ شَاءُوْا اَخَذُوْا

دِيَةً كَامِلَةً قَالَ وَهٰكَذَا وَجَدْنَا فِي كِتَابِ عَلِيٍّ۔

صفحہ ۲۳۲ إِنَّ عَلِيًّا قَالَ انْتَظِرُوا بِالصِّغَارِ الَّذِينَ قُتِلَ أَبُوهُمْ أَنْ يَكْبَرُوا فَإِذَا بَلَغُوا خُيِّرُوا فَإِنْ أَحَبُّوا قَتَلُوا أَوْ عَفَوْا أَوْ صَالَحُوا۔

صفحہ ۲۳۳ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَجُلٍ قُتِلَ وَلَهُ أُمٌّ وَأَبٌ وَابْنٌ فَقَالَ الِابْنُ: أَنَا أُرِيدُ أَنْ أَقْتُلَ قَاتِلَ أَبِي وَقَالَ الْأَبُ أَنَا أُرِيدُ أَنْ أَعْفُوَ وَقَالَتِ الْأُمُّ أَنَا أُرِيدُ أَنْ آخُذَ الدِّيَةَ قَالَ فَقَالَ فَلْيُعْطِ الِابْنُ الْأُمَّ السُّدُسَ مِنَ الدِّيَةِ وَيُعْطِي وَرَثَةَ الْقَاتِلِ السُّدُسَ مِنَ الدِّيَةِ حَقَّ الْأَبِ الَّذِي عَفَا وَلْيَقْتُلْهُ۔

صفحہ ۲۳۴ قَالَ إِذَا قَتَلَ الرَّجُلُ الرَّجُلَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قُتِلَ بِهِمْ

صفحہ ۲۳۵ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَجُلٍ قَتَلَ رَجُلًا مُتَعَمِّدًا ثُمَّ هَرَبَ الْقَاتِلُ لَمْ يُقْدَرْ عَلَيْهِ قَالَ إِنْ كَانَ لَهُ الْمَالُ أُخِذَتِ الدِّيَةُ مِنْ مَالِهِ وَإِلَّا فَمِنَ الْأَقْرَبِ فَالْأَقْرَبِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ قَرَابَةٌ أَدَّاهُ الْإِمَامُ فَإِنَّهُ لَا يَبْطُلُ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ

صفحہ ۲۳۶ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ قَتَلَ رَجُلًا عَمْدًا فَرُفِعَ إِلَى الْوَالِي فَدَفَعَهُ الْوَالِي إِلَى أَوْلِيَاءِ الْمَقْتُولِ لِيَقْتُلُوهُ فَوَثَبَ عَلَيْهِمْ قَوْمٌ فَخَلَّصُوا الْقَاتِلَ مِنْ أَيْدِي الْأَوْلِيَاءِ فَقَالَ أَرَى أَنْ يُحْبَسَ الَّذِينَ خَلَّصُوا الْقَاتِلَ مِنْ أَيْدِي الْأَوْلِيَاءِ حَتّٰى يَأْتُوا بِالْقَاتِلِ قِيلَ فَإِنْ مَاتَ الْقَاتِلُ وَهُمْ فِي السِّجْنِ قَالَ فَإِنْ مَاتَ فَعَلَيْهِمُ الدِّيَةُ يُؤَدُّونَهَا جَمِيعًا إِلَى أَوْلِيَاءِ الْمَقْتُولِ۔

صفحہ ۲۳۷ اِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ ۔

صفحہ ۲۳۸ قَالَ سَاَلْنَاهُ عَنْ رَجُلٍ ضَرَبَ رَجُلًا بِعَصَا فَلَمْ يَقْلَعْ عَنْهُ الضَّرْبَ حَتّٰى مَاتَ اَيُدْفَعُ اِلٰى وَلِيِّ الْمَقْتُوْلِ فَيَقْتُلُهُ قَالَ نَعَمْ وَلٰكِنْ لَا يُتْرَكُ يَعْبَثُ بِهٖ وَلٰكِنْ يُجِيْزُ عَلَيْهِ بِالسَّيْفِ ۔

صفحہ ۲۳۹ وَاِنْ مِّتُّ بَعْدَ الْكُمْ اَنْ تَقْتُلُوْهُ فَلَا تُمَثِّلُوْهُ ۔

صفحہ ۲۴۱ قَالَ خَرَجَ اَبُو الْحَسَنِ فِيْ بَعْضِ حَوَائِجِهٖ فَمَرَّ بِرَجُلٍ يُحَدُّ فِي الشِّتَاءِ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا يَنْبَغِيْ هٰذَا فَقُلْتُ وَلِهٰذَا حَدٌّ قَالَ نَعَمْ يَنْبَغِيْ لِمَنْ يُّحَدُّ فِي الشِّتَاءِ اَنْ يُّحَدَّ فِيْ حَرِّ النَّهَارِ وَلِمَنْ حُدَّ فِي الصَّيْفِ اَنْ يُّحَدَّ فِيْ بَرْدِ النَّهَارِ

صفحہ ۲۴۲ قَالَ سَاَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ، فَقَالَ يُكَفَّرُ عَنْهُ مِنْ ذُنُوْبِهٖ بِقَدْرِ مَا عَفٰى وَسَاَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ، قَالَ يَنْبَغِيْ لِلَّذِيْ لَهُ الْحَقُّ اَنْ لَا يُعَسِّرَ اَخَاهُ اِذَا كَانَ قَدْ صَالَحَهٗ عَلٰى دِيَةٍ وَيَنْبَغِيْ لِلَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ اَنْ لَّا يُمَطِّلَ اَخَاهُ اِذَا قَدَرَ عَلٰى مَا يُعْطِيْهِ وَ يُؤَدِّيْ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ۔

صفحہ ۲۴۳ قَالَ سَاَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ، فَقَالَ هُوَ الرَّجُلُ يَقْبَلُ الدِّيَةَ اَوْ يَعْفُوْ اَوْ صَالَحَ ثُمَّ يَعْتَدِيْ فَيَقْتُلُ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔

صفحہ ۲۴۵ اِنَّهٗ قَالَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَاِنَّهٗ يُقَادُ بِهٖ اِلَّا اَنْ يَّرْضٰى

اَوْلِيَاءُ الْمَقْتُوْلِ اَنْ يَّقْبَلُوا الدِّيَةَ اَوْ يَتَرَاضَوْا بِاَكْثَرَ مِنَ الدِّيَةِ اَوْ اَقَلَّ مِنَ الدِّيَةِ فَاِنْ فَعَلُوْا ذٰلِكَ بَيْنَهُمْ جَازَ.

صفحہ ۲۴۶ فَقَالَ كَانَ عَلِيٌّ يَقُوْلُ الدِّيَةُ اَلْفُ دِيْنَارٍ وَقِيْمَةُ الدِّيْنَارِ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ وَعَشَرَةُ اٰلَافِ دِرْهَمٍ لِاَهْلِ الْاَمْصَارِ وَعَلٰى اَهْلِ الْبَوَادِى الدِّيَةُ مِائَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ وَلِاَهْلِ السَّوَادِ مِائَتَا بَقَرَةٍ اَوْ اَلْفُ شَاةٍ.

صفحہ ۲۴۶ قَالَ سَاَلْتُهُ عَنْ دِيَةِ الْعَمَدِ الَّذِىْ يَقْتُلُ الرَّجُلُ عَمَدًا قَالَ فَقَالَ مِائَةٌ مِّنْ فُحُوْلَةِ الْاِبِلِ الْمَسَانِ فَاِنْ لَمْ يَكُنْ اِبِلٌ فَمَكَانَ كُلِّ جَمَلٍ عِشْرُوْنَ مِنْ فُحُوْلَهِ الْغَنَمِ.

صفحہ ۲۴۸ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِى الْخَطَاِ شِبْهِ الْعَمَدِ اَنْ يُّقْتَلَ بِالسَّوْطِ اَوْ بِالْعَصَا اَوْ بِالْحِجَارَةِ اَنَّ دِيَةَ ذٰلِكَ تَغْلُظُ وَهِىَ مِائَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ فِيْهَا اَرْبَعُوْنَ خِلْفَةً (مَا) بَيْنَ ثَنِيَّةٍ اِلٰى بَازِلِ عَامِهَا وَثَلَاثُوْنَ حِقَّةً وَّثَلٰثُوْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَالْخَطَاُ يَكُوْنُ فِيْهِ ثَلَاثُوْنَ حِقَّةً وَّثَلَاثُوْنَ ابْنَةُ لَبُوْنٍ وَّعِشْرُوْنَ ابْنَةُ مَخَاضٍ وَّعِشْرُوْنَ ابْنُ لَبُوْنٍ ذَكَرٍ وَ قِيْمَةُ كُلِّ بَعِيْرٍ مِّنَ الْوَرِقِ مِائَةٌ وَّعِشْرُوْنَ دِرْهَمًا اَوْ عَشَرَةُ دَنَانِيْرَ وَمِنَ الْغَنَمِ قِيْمَةُ كُلِّ نَابٍ مِّنَ الْاِبِلِ عِشْرُوْنَ شَاةً.

صفحہ ۲۴۹ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ يَقُوْلُ تُسْتَاَدٰى دِيَةُ الْخَطَاِ فِىْ ثَلَاثِ سِنِيْنَ وَتُسْتَاَدٰى دِيَةُ الْعَمَدِ فِىْ سَنَةٍ.

صفحہ ۲۵۰ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الرَّجُلِ يُقْتَلُ فِى الشَّهْرِ الْحَرَامِ

مَادِيَتُهُ ؟ قَالَ دِيَةٌ وَثُلُثٌ .

صفحہ ۲۵۱ قَالَ لَا يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ وَلَا يُطْعَمُ وَلَا يُسْقَى وَلَا يُكَلَّمُ وَلَا يُبَايَعُ فَإِذَا فُعِلَ ذٰلِكَ بِهِ يُوشَكُ اَنْ يَّخْرُجَ فَيُقَامَ عَلَيْهِ الْحَدُّ .

صفحہ ۲۵۲ قَالَ إِذَا قَتَلَتِ الْمَرْاَةُ رَجُلًا قُتِلَتْ بِهِ وَإِذَا قَتَلَ الرَّجُلُ الْمَرْاَةَ فَإِنْ اَرَادَ الْقَوَدَ اَدَّوْا فَضْلَ دِيَةِ الرَّجُلِ وَاَقَادُوهُ بِهَا وَإِنْ لَّمْ يَفْعَلُوْا قَبِلُوْا مِنَ الْقَاتِلِ الدِّيَةَ دِيَةَ الْمَرْاَةِ كَامِلَةً وَدِيَةُ الْمَرْاَةِ نِصْفُ دِيَةِ الرَّجُلِ .

صفحہ ۲۵۳ قَالَ دِيَةُ الْيَهُوْدِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ وَالْمَجُوْسِيِّ ثَمَانُمِائَةِ دِرْهَمٍ .

صفحہ ۲۵۴ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ ؑ عَنْ دِيَةِ النَّصْرَانِيِّ وَالْيَهُوْدِيِّ وَالْمَجُوْسِيِّ قَالَ دِيَتُهُمْ جَمِيْعًا سَوَاءٌ ثَمَانُ مِائَةِ دِرْهَمٍ ثَمَانُمِائَةِ دِرْهَمٍ .

صفحہ ۲۵۵ قَالَ يُقْتَلُ الْعَبْدُ بِالْحُرِّ وَلَا يُقْتَلُ الْحُرُّ بِالْعَبْدِ يُغْرَمُ ثَمَنَهُ وَيُضْرَبُ ضَرْبًا شَدِيْدًا حَتّٰى لَا يَعُوْدَ .

صفحہ ۲۵۷ ضُمِّنَ خَتَّانًا قَطَعَ حَشْفَةَ الْغُلَامِ .

صفحہ ۲۵۸ قَالَ قَالَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ؑ مَنْ تَطَبَّبَ اَوْ تَبَيْطَرَ فَلْيَاْخُذِ الْبَرَاءَةَ مِنْ وَّلِيِّهِ وَإِلَّا فَهُوَ ضَامِنٌ .

صفحہ ۲۵۹ فِيْ رَجُلٍ حَمَلَ مَتَاعًا عَلٰى رَاْسِهِ فَاَصَابَ اِنْسَانًا فَمَاتَ وَانْكَسَرَ مِنْهُ فَقَالَ هُوَ ضَامِنٌ .

صفحہ ۲۵۹ قَالَ الدِّيَةُ كَامِلَةٌ وَلَا يُقْتَلُ الرَّجُلُ .

صفحہ ۲۶۰ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ يَحْفِرُ الْبِئْرَ فِي دَارِهِ أَوْ فِي أَرْضِهِ فَقَالَ أَمَّا مَا حَفَرَ فِي مِلْكِهِ فَلَيْسَ عَلَيْهِ ضَمَانٌ وَأَمَّا مَا حَفَرَ فِي الطَّرِيقِ أَوْ فِي غَيْرِ مَا يَمْلِكُ فَهُوَ ضَامِنٌ لِمَا يَسْقُطُ فِيهِ .

صفحہ ۲۶۰ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ ؑ مَنْ أَضَرَّ بِشَيْءٍ فِي طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ فَهُوَ لَهُ ضَامِنٌ .

صفحہ ۲۶۱ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ؐ مَنْ أَخْرَجَ مِيزَابًا أَوْ كَنِيفًا أَوْ أَوْتَدَ وَتَدًا أَوْ أَوْثَقَ دَابَّةً أَوْ حَفَرَ شَيْئًا فِي طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ فَأَصَابَ شَيْئًا فَعَطِبَ فَهُوَ لَهُ ضَامِنٌ .

صفحہ ۲۶۷ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنِ الشَّيْءِ يُوضَعُ عَلَى الطَّرِيقِ فَتَمُرُّ الدَّابَّةُ فَتَنْفِرُ بِصَاحِبِهَا فَتَعْقِرُهُ فَقَالَ كُلُّ شَيْءٍ يَضُرُّ بِطَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ فَصَاحِبُهُ ضَامِنٌ بِمَا يُصِيبُهُ .

صفحہ ۲۶۷ قَالَ إِذَا قَامَ قَائِمُنَا قَالَ يَا مَعْشَرَ الْفُرْسَانِ سِيرُوا فِي وَسَطِ الطَّرِيقِ يَا مَعْشَرَ الرَّجَّالَةِ سِيرُوا عَلَى جَنْبِ الطَّرِيقِ فَأَيُّمَا فَارِسٍ أَخَذَ عَلَى جَنْبِ الطَّرِيقِ فَأَصَابَ رَجُلًا عَيْبٌ أَلْزَمْنَاهُ الدِّيَةَ وَأَيُّمَا رَجُلٍ أَخَذَ فِي وَسَطِ الطَّرِيقِ فَأَصَابَهُ عَيْبٌ فَلَا دِيَةَ لَهُ .

صفحہ ۲۶۸ قَالَ قَضَى أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ؑ فِي حَائِطٍ اشْتَرَكَ فِي هَدْمِهِ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَوَقَعَ عَلَى وَاحِدٍ مِنْهُمْ فَمَاتَ فَضَمِنَ الْبَاقِينَ

دِيَةَ لِاَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ ضَامِنٌ صَاحِبَهٗ .

صفحہ ۲۶۸ سُئِلَ الصَّادِقُ ؑ عَنْ بُخْتِيٍّ اغْتَلَمَ فَخَرَجَ مِنَ الدَّارِ فَقَتَلَ رَجُلًا فَجَاۤءَ اَخُو الرَّجُلِ فَضَرَبَ الْفَحْلَ بِالسَّيْفِ فَعَقَرَهٗ فَقَالَ : صَاحِبُ الْبُخْتِيِّ ضَامِنٌ لِلدِّيَةِ وَيَقْبِضُ ثَمَنَ بُخْتِهٖ .

صفحہ ۲۶۹ اِنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؑ كَانَ اِذَا صَالَ الْفَحْلُ اَوَّلَ مَرَّةٍ لَمْ يَضْمَنْ صَاحِبَهٗ فَاِذَا ثَنّٰى ضَمَّنَ صَاحِبَهٗ .

صفحہ ۲۷۰ قَالَ قَضٰى اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ؑ فِيْ رَجُلٍ دَخَلَ دَارَ قَوْمٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِمْ فَعَقَرَهٗ كَلْبُهُمْ قَالَ لَا ضَمَانَ عَلَيْهِمْ وَاِنْ دَخَلَ بِاِذْنِهِمْ ضَمِنُوْا .

صفحہ ۲۷۰ قَالَ سَاَلْتُهٗ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ رَجُلٌ دَخَلَ دَارَ رَجُلٍ فَوَثَبَ كَلْبٌ عَلَيْهِ فِي الدَّارِ فَعَقَرَهٗ فَقَالَ اِنْ كَانَ دُعِيَ فَعَلٰى اَهْلِ الدَّارِ اَرْشُ الْخَدْشِ وَاِنْ كَانَ لَمْ يُدْعَ فَدَخَلَ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِمْ .

صفحہ ۲۷۱ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ ؑ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ يَسِيْرُ عَلٰى طَرِيْقٍ مِّنْ طُرُقِ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى دَابَّتِهٖ فَتُصِيْبُ بِرِجْلِهَا فَقَالَ لَيْسَ عَلَيْهِ مَا اَصَابَتْ بِرِجْلِهَا وَعَلَيْهِ مَا اَصَابَتْ بِيَدِهَا وَاِذَا وَقَفَتْ فَعَلَيْهِ مَا اَصَابَتْ بِيَدِهَا وَرِجْلِهَا وَاِنْ كَانَ يَسُوْقُهَا فَعَلَيْهِ مَا اَصَابَتْ بِيَدِهَا وَرِجْلِهَا اَيْضًا .

صفحہ ۲۷۲ عَلِيٌّ ؑ فِيْ دَابَّةٍ عَلَيْهَا رِدْفَانِ فَقَتَلَتِ الدَّابَّةُ رَجُلًا اَوْ جَرَحَتْ فَقَضٰى فِي الْغَرَامَةِ بَيْنَ الرِّدْفَيْنِ بِالسَّوِيَّةِ .

صفحہ ۲۷۳ عَنِ الرَّجُلِ يَنْفِرُ بِالرَّجُلِ فَيَعْقِرُهُ وَتَعْقِرُ دَابَّتُهُ رَجُلًا اٰخَرَ فَقَالَ هُوَ ضَامِنٌ لِمَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ .

صفحہ ۲۷۳ قَالَ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ فَزَّعَ رَجُلًا عَنِ الْجِدَارِ اَوْنَفَرَ بِهِ عَنْ دَابَّتِهِ فَخَرَّ فَمَاتَ فَهُوَ ضَامِنٌ لِدِيَتِهِ وَاِنِ انْكَسَرَ فَهُوَ ضَامِنٌ لِدِيَةِ مَا يَنْكَسِرُ مِنْهُ .

صفحہ ۲۷۴ اِنَّ ثَوْرًا قَتَلَ حِمَارًا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ؐ فَرُفِعَ ذٰلِكَ اِلَيْهِ وَهُوَ فِيْ اُنَاسٍ مِّنْ اَصْحَابِهِ فِيْهِمْ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَ يَا اَبَابَكْرٍ اِقْضِ بَيْنَهُمْ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ؐ بَهِيْمَةٌ قَتَلَتْ بَهِيْمَةً مَا عَلَيْهَا شَيْءٌ فَقَالَ يَا عُمَرُ اِقْضِ بَيْنَهُمَا فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِ اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ يَا عَلِيُّ ؑ اِقْضِ بَيْنَهُمَا فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ؐ اِنْ كَانَ الثَّوْرُ دَخَلَ عَلَى الْحِمَارِ فِيْ مُسْتَرَاحِهِ فَضَمِنَ اَصْحَابُ الثَّوْرِ وَاِنْ كَانَ الْحِمَارُ دَخَلَ عَلَى الثَّوْرِ فِيْ مُسْتَرَاحِهِ فَلَا ضَمَانَ عَلَيْهِمَا قَالَ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ؐ يَدَهُ اِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ مِنِّيْ مَنْ يَّقْضِيْ بِقَضَآءِ النَّبِيِّيْنَ .

صفحہ ۲۷۵ قَالَ اِذَا دَعَا الرَّجُلُ اَخَاهُ بِلَيْلٍ فَهُوَ لَهُ ضَامِنٌ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى بَيْتِهِ .

صفحہ ۲۷۶ عَنْ عَلِيٍّ ؑ اَنَّهُ قَضٰى فِيْ رَجُلٍ اَقْبَلَ بِنَارٍ فَاَشْعَلَهَا فِيْ دَارِ قَوْمٍ اِحْتَرَقَتْ وَاحْتَرَقَ مَتَاعُهُمْ قَالَ يَغْرِمُ قِيْمَةَ الدَّارِ وَمَا فِيْهَا وَيُقْتَلُ .

صفحہ ۲۷۷ قَالَ قَالَ اَبُوجَعْفَرٍؑ اَيُّمَا ظِئْرِ قَوْمٍ قَتَلَتْ صَبِيًّا لَهُمْ وَهِيَ نَائِمَةٌ فَقَتَلَتْهُ فَاِنَّ عَلَيْهَا الدِّيَةَ مِنْ مَالِهَا خَاصَّةً اِنْ كَانَ اِنَّمَا ظَائَرَتْ طَلَبَ الْعِزِّ وَالْفَخْرِ وَاِنْ كَانَتْ اِنَّمَا ظَائَرَتْ مِنَ الْفَقْرِ فَاِنَّ الدِّيَةَ عَلٰى عَاقِلَتِهَا۔

صفحہ ۲۷۹ فِيْ رَجُلٍ دَفَعَ رَجُلًا عَلٰى رَجُلٍ فَقَتَلَهٗ فَقَالَ الدِّيَةُ عَلَى الَّذِيْ وَقَعَ عَلَى الرَّجُلِ فَقَتَلَهٗ لِاَوْلِيَاءِ الْمَقْتُوْلِ قَالَ يَرْجِعُ الْمَدْفُوْعُ بِالدِّيَةِ عَلَى الَّذِيْ دَفَعَهٗ قَالَ وَاِنْ اَصَابَ الْمَدْفُوْعَ شَيْئًا فَهُوَ عَلَى الدَّافِعِ اَيْضًا۔

صفحہ ۲۷۹ قَالَ قَضٰى اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ جَارِيَةٍ رَكِبَتْ جَارِيَةً فَنَخَسَتْهَا جَارِيَةٌ اُخْرٰى فَقَصَمَتِ الْمَرْكُوْبَةُ فَصَرَعَتِ الرَّاكِبَةَ فَمَاتَتْ فَقَضٰى بِدِيَتِهَا نِصْفَيْنِ بَيْنَ النَّاخِسَةِ وَالْمَنْخُوْسَةِ۔

صفحہ ۲۸۲ قَالَ قَضٰى اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَؑ فِيْ اَرْبَعَةٍ شَرِبُوْا مُسْكِرًا فَاَخَذَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ السِّلَاحَ فَاقْتَتَلُوْا فَقُتِلَ اثْنَانِ وَجُرِحَ اثْنَانِ فَاَمَرَ بِالْمَجْرُوْحَيْنِ فَضُرِبَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَقَضٰى بِدِيَةِ الْمَقْتُوْلَيْنِ عَلَى الْمَجْرُوْحَيْنِ وَاَمَرَ اَنْ يُّقَاسَ جِرَاحَةُ الْمَجْرُوْحَيْنِ فَتُرْفَعُ مِنَ الدِّيَةِ فَاِنْ مَاتَ الْمَجْرُوْحَانِ فَلَيْسَ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ اَوْلِيَاءِ الْمَقْتُوْلَيْنِ شَيْءٌ۔

صفحہ ۲۸۱ قَالَ رُفِعَ اِلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَؑ سِتَّةُ غِلْمَانٍ كَانُوْا فِي الْفُرَاتِ فَغَرِقَ وَاحِدٌ مِّنْهُمْ فَشَهِدَ ثَلٰثَةٌ مِّنْهُمْ عَلَى اثْنَيْنِ اَنَّهُمَا غَرَّقَاهُ وَشَهِدَ اثْنَانِ عَلَى الثَّلٰثَةِ اَنَّهُمْ غَرَّقُوْهُ فَقَضٰى عَلِيٌّ

بِالدِّيَةِ اَخْمَاسًا ثَلَاثَةَ اَخْمَاسٍ عَلَى الْاِثْنَيْنِ وَخُمْسَيْنِ عَلَى الثَّلَاثَةِ ۔

صفحہ ۲۸۴ قَالَ قَضٰى اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ؑ فِيْ اَرْبَعَةٍ اِطَّلَعُوْا فِيْ زُبْيَةِ الْاَسَدِ فَخَرَّ اَحَدُهُمْ فَاسْتَمْسَكَ بِالثَّانِيْ وَاسْتَمْسَكَ الثَّانِيْ بِالثَّالِثِ وَاسْتَمْسَكَ الثَّالِثُ بِالرَّابِعِ حَتّٰى اَسْقَطَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا عَلَى الْاَسَدِ فَقَتَلَهُمُ الْاَسَدُ فَقَضٰى بِالْاَوَّلِ فَرِيْسَةَ الْاَسَدِ وَغَرَّمَ اَهْلَهٗ ثُلُثَ الدِّيَةِ لِاَهْلِ الثَّانِيْ غَرَّمَ الثَّانِيْ لِاَهْلِ الثَّالِثِ ثُلُثَيِ الدِّيَةِ وَغَرَّمَ لِاَهْلِ الرَّابِعِ الدِّيَةَ كَامِلَةً

صفحہ ۲۸۶ قَالَ عِنْدَنَا الْجَامِعَةُ قُلْتُ وَمَا الْجَامِعَةُ قَالَ صَحِيْفَةٌ فِيْهَا كُلُّ حَلَالٍ وَحَرَامٍ وَكُلُّ شَيْءٍ يَحْتَاجُ اِلَيْهِ النَّاسُ حَتّٰى الْاَرْشُ فِي الْخَدْشِ وَضَرَبَ بِيَدِهٖ اِلَيَّ فَقَالَ اَتَاْذَنُ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ اِنَّمَا اَنَا لَكَ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ فَغَمَزَنِيْ بِيَدِهٖ وَقَالَ حَتّٰى اَرْشُ هٰذَا ۔

صفحہ ۲۸۸ قَالَ قُلْتُ : اَلرَّجُلُ يَدْخُلُ الْحَمَّامَ فَيَصُبُّ عَلَيْهِ صَاحِبُ الْحَمَّامِ مَاءً حَارًّا فَيَمْتَعِطُ شَعْرُ رَاْسِهٖ فَلَا يَنْبُتُ فَقَالَ عَلَيْهِ الدِّيَةُ كَامِلَةً ۔

صفحہ ۲۸۸ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ ؑ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا عَلٰى رَجُلٍ وَثَبَ عَلَى امْرَاَةٍ فَحَلَقَ رَاْسَهَا قَالَ يُضْرَبُ ضَرْبًا شَدِيْدًا وَجِيْعًا وَيُحْبَسُ فِيْ سِجْنِ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى يَسْتَبْرَاَ شَعْرُهَا فَاِنْ نَبَتَ اُخِذَ مِنْهُ مَهْرُ نِسَائِهَا وَاِنْ لَّمْ يَنْبُتْ اُخِذَ مِنْهُ

الدِّيَةُ كامِلَةً قُلْتُ فَكَيْفَ صارَ مَهْرُ نِسائِها إنْ نَبَتَ شَعْرُها فَقالَ يا ابنَ سِنانٍ إنَّ شَعْرَ المَرْأَةِ وَعُذْرَتَها شَرِيكانِ فِي الجَمالِ فَإذا ذَهَبَ بِأحَدِهِما وَجَبَ لَها المَهْرُ كامِلاً۔

صفحہ ۲۸۹ قالَ قَضى أميرُ المُؤْمِنِينَ ؑ فِي اللِّحْيَةِ إذا حُلِقَتْ فَلَمْ تَنْبُتِ الدِّيَةُ كامِلَةً فَإذا نَبَتَتْ فَثُلُثُ الدِّيَةِ۔

صفحہ ۲۹۰ قَدْ أفْتى أميرُ المُؤْمِنِينَ ؑ وَإنْ أُصِيبَ الحاجِبُ فَذَهَبَ شَعْرُهُ كُلُّهُ فَدِيَتُهُ نِصْفُ دِيَةِ العَيْنِ مِائَتا دِينارٍ وَخَمْسُونَ دِيناراً فَما أُصِيبَ مِنْهُ فَعَلى حِسابِ ذلِكَ۔

صفحہ ۲۹۱ قالَ فِي الرَّجُلِ يُكْسَرُ ظَهْرُهُ قالَ فِيهِ الدِّيَةُ كامِلَةً وَفِي العَيْنَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي إحْداهُما نِصْفُ الدِّيَةِ وَفِي الأُذُنَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي إحْداهُما نِصْفُ الدِّيَةِ ، وَفِي الذَّكَرِ إذا قُطِعَتِ الحَشَفَةُ وَما فَوْقَ الدِّيَةُ وَفِي الأنْفِ إذا قُطِعَ المارِنُ الدِّيَةُ وَفِي الشَّفَتَيْنِ الدِّيَةُ۔

صفحہ ۲۹۲ قالَ قالَ أبُو جَعْفَرٍ ؑ قَضى أميرُ المُؤْمِنِينَ ؑ فِي رَجُلٍ أعْوَرَ أُصِيبَتْ عَيْنُهُ الصَّحِيحَةُ فَفُقِئَتْ أنْ تُفْقَأَ إحْدى عَيْنَي صاحِبِهِ وَيَعْقِلُ لَهُ نِصْفَ الدِّيَةِ وَإنْ شاءَ أخَذَ دِيَةً كامِلَةً وَيُعْفى عَنْ عَيْنِ صاحِبِهِ ۔

صفحہ ۲۹۳ قالَ فِي لِسانِ الأخْرَسِ وَعَيْنِ الأعْمى وَذَكَرِ الخَصِيِّ وَأُنْثَيَيْهِ ثُلُثُ الدِّيَةِ۔

صفحہ ۲۹۵ قَضى فِي كُلِّ جانِبٍ مِنَ الأنْفِ ثُلُثَ الدِّيَةِ۔

صفحہ ۲۹۶ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا ؑ قَضٰى فِىْ شَحْمَةِ الْاُذُنِ ثُلُثَ دِيَةِ الْاُذُنِ.

صفحہ ۲۹۸ وَفِى اللِّسَانِ اِذَا قُطِعَ الدِّيَةُ كَامِلَةً.

صفحہ ۲۹۹ وَفِىْ اَسْنَانِ الرَّجُلِ الدِّيَةُ كَامِلَةً.

صفحہ ۲۹۹ قَالَ قُلْتُ لِاَبِىْ جَعْفَرٍ ؑ اَصْلَحَكَ اللّٰهُ اِنَّ بَعْضَ النَّاسِ فِىْ فِيْهِ اثْنَانِ وَثَلَاثُوْنَ سِنًّا وَبَعْضُهُمْ لَهُمْ ثَمَانِيَةٌ وَّعِشْرُوْنَ سِنًّا فَعَلٰى كَمْ تُقْسَمُ دِيَةُ الْاَسْنَانِ ؟ فَقَالَ: اَلْخِلْقَةُ اِنَّمَا هِىَ ثَمَانِيَةٌ وَّعِشْرُوْنَ سِنًّا اثْنَتَا عَشَرَ فِىْ مَقَادِيْمِ الْفَمِ وَسِتَّةَ عَشَرَ سِنًّا فِىْ مَوَاخِيْرِهِ فَعَلٰى هٰذَا قُسِمَتْ دِيَةُ الْاَسْنَانِ فَدِيَةُ كُلِّ سِنٍّ مِّنَ الْمَقَادِيْمِ اِذَا كُسِرَتْ حَتّٰى يَذْهَبَ خَمْسُ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَدِيَتُهَا كُلُّهَا سِتَّةُ اٰلَافِ دِرْهَمٍ وَفِىْ كُلِّ سِنٍّ مِّنَ الْمَوَاخِيْرِ اِذَا كُسِرَتْ حَتّٰى يَذْهَبَ فَاِنَّ دِيَتَهَا مِائَتَانِ وَخَمْسُوْنَ دِرْهَمًا وَهِىَ سِتَّةَ عَشَرَ سِنًّا فَدِيَتُهَا كُلُّهَا اَرْبَعَةُ اٰلَافِ دِرْهَمٍ فَجَمِيْعُ دِيَةِ الْمَقَادِيْمِ وَالْمَوَاخِيْرِ مِنَ الْاَسْنَانِ عَشَرَةُ اٰلَافِ دِرْهَمٍ وَاِنَّمَا وُضِعَتِ الدِّيَةُ عَلٰى هٰذَا فَمَا زَادَ عَلٰى ثَمَانِيَةٍ وَّعِشْرِيْنَ سِنًّا فَلَا دِيَةَ لَهٗ وَمَا نَقَصَ فَلَا دِيَةَ لَهٗ هٰكَذَا وَجَدْنَاهُ فِىْ كِتَابِ عَلِىٍّ ؑ.

صفحہ ۳۰۱ قَالَ السِّنُّ اِذَا ضُرِبَتْ اُنْتُظِرَ بِهَا سَنَةً فَاِنْ وَقَعَتْ غُرِمَ الضَّارِبُ خَمْسَ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَاِنْ لَّمْ تَقَعْ وَاسْوَدَّتْ اُغْرِمَ ثُلُثَىْ دِيَتِهَا.

صفحہ ۳۰۲ قَالَ قَضٰى اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ؑ فِىْ رَجُلٍ كُسِرَ صُلْبُهٗ فَلَا يَسْتَطِيْعُ

اَنْ يَّجْلِسَ اَنَّ فِيْهِ الدِّيَةُ ۔

صفحہ ۳۰۴ قَالَ فِى الْيَدِ نِصْفُ الدِّيَةِ وَفِى الْيَدَيْنِ جَمِيْعًا الدِّيَةُ وَفِى الرِّجْلَيْنِ كَذٰلِكَ وَفِى الذَّكَرِ اِذَا قُطِعَتِ الْحَشْفَةُ وَمَا فَوْقَ الدِّيَةُ وَفِى الْاَنْفِ اِذَا قُطِعَ الْمَارِنُ الدِّيَةُ وَفِى الْعَيْنَيْنِ الدِّيَةُ وَفِى اِحْدَاهُمَا نِصْفُ الدِّيَةِ ۔

صفحہ ۳۰۵ قَالَ اَصَابِعُ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ سَوَآءٌ فِى الدِّيَةِ فِىْ كُلِّ اِصْبَعٍ عَشْرٌ مِّنَ الْاِبِلِ وَفِى الظُّفْرِ خَمْسَةُ دَنَانِيْرَ ۔

صفحہ ۳۰۶ فِى الْاِصْبَعِ الزَّائِدَةِ اِذَا قُطِعَتْ ثُلُثُ دِيَةِ الصَّحِيْحَةِ ۔

صفحہ ۳۰۶ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ ؑ عَنِ الذِّرَاعِ اِذَا ضُرِبَ فَانْكَسَرَ مِنْهُ الزَّنْدُ قَالَ اِذَا يَبِسَتْ مِنْهُ الْكَفُّ فَشَلَّتْ اَصَابِعُ الْكَفِّ كُلُّهَا فَاِنَّ فِيْهَا ثُلُثَىِ الدِّيَةِ دِيَةِ الْيَدِ قَالَ وَاِنْ شَلَّتْ بَعْضُ الْاَصَابِعِ وَبَقِىَ بَعْضٌ فَاِنَّ فِىْ كُلِّ اِصْبَعٍ شَلَّتْ ثُلُثَىْ دِيَتِهَا قَالَ وَكَذٰلِكَ الْحُكْمُ فِى السَّاقِ وَالْقَدَمِ اِذَا شَلَّتْ اَصَابِعُ الْقَدَمِ ۔

صفحہ ۳۰۷ وَكُلُّ مَا كَانَ مِنْ شَلَلٍ فَهُوَ عَلَى الثُّلُثِ مِنْ دِيَةِ الصِّحَاحِ ۔

صفحہ ۳۰۷ فِىْ رَجُلٍ قَطَعَ يَدَ رَجُلٍ شَلَّاءَ قَالَ عَلَيْهِ ثُلُثُ الدِّيَةِ ۔

صفحہ ۳۰۸ قَالَ قَضٰى اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ؑ فِى الظُّفْرِ اِذَا قُلِعَ وَلَمْ تَنْبُتْ وَخَرَجَ اَسْوَدُ فَاسِدًا عَشَرَةُ دَنَانِيْرَ فَاِنْ خَرَجَ اَبْيَضُ فَخَمْسَةُ دَنَانِيْرَ ۔

صفحہ ۳۱۶ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ ؑ عَنْ رَجُلٍ كَسَرَ بُعْصُوْصَهُ فَلَمْ يَمْلِكْ اِسْتَهُ فَمَا فِيْهِ الدِّيَةُ ؟ فَقَالَ : اَلدِّيَةُ كَامِلَةٌ ۔

صفحہ ۳۱۷ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ ؑ یَقُوْلُ قَضٰی اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ؑ فِی الرَّجُلِ یَضْرِبُ عَلٰی عِجَانِہٖ فَلَا یَسْتَمْسِكُ غَائِطَہٗ وَلَا بَوْلَہٗ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ الدِّیَۃَ کَامِلَۃً۔

صفحہ ۳۱۹ قَالَ قُلْتُ لَہٗ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا تَقُوْلُ فِیْ رَجُلٍ ضَرَبَ رَأْسَ رَجُلٍ بِعَمُوْدِ فُسْطَاطٍ حَتّٰی ذَھَبَ عَقْلُہٗ قَالَ الدِّیَۃُ قُلْتُ فَاِنَّہٗ عَاشَ عَشَرَۃَ اَیَّامٍ اَوْ قَلَّ اَوْ اَکْثَرَ فَرَجَعَ اِلَیْہِ عَقْلُہٗ اَلَہٗ اَنْ یَّاْخُذَ الدِّیَۃَ قَالَ لَا قَدْ مَضَتِ الدِّیَۃُ بِمَا فِیْھَا۔

صفحہ ۳۲۱ قَالَ قَضٰی اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ؑ فِیْ رَجُلٍ ضَرَبَ رَجُلًا بِعَصًا فَذَھَبَ سَمْعُہٗ وَبَصَرُہٗ وَلِسَانُہٗ وَعَقْلُہٗ وَفَرْجُہٗ وَانْقَطَعَ جِمَاعُہٗ وَھُوَ حَیٌّ بِسِتِّ دِیَاتٍ۔

صفحہ ۳۲۲ قَالَ سَاَلْتُہٗ عَنْ رَجُلٍ وَجَیٰ اُذُنَ رَجُلٍ بِعَظْمٍ فَادَّعٰی اَنَّہٗ ذَھَبَ سَمْعُہٗ کُلُّہٗ قَالَ یُؤَجَّلُ سَنَۃً وَیُتَرَصَّدُ بِشَاھِدَیْ عَدْلٍ فَاِنْ جَاءَا فَشَھِدَا اَنَّہٗ سَمِعَ وَاَنَّہٗ اَجَابَ عَلٰی سَمْعٍ فَلَا حَقَّ لَہٗ وَاِنْ لَّمْ یُعْثَرْ عَلٰی اَنَّہٗ سَمِعَ اسْتُحْلِفَ ثُمَّ اُعْطِیَ الدِّیَۃَ قُلْتُ فَاِنَّہٗ سَمِعَ بَعْدَ مَا اُعْطِیَ الدِّیَۃَ قَالَ ھُوَ شَیْءٌ اَعْطَاہُ اللّٰہُ اِیَّاہُ۔

صفحہ ۳۲۴ قَالَ سَئَلْتُہٗ عَنِ الْعَیْنِ یَدَّعِیْ صَاحِبُھَا اَنَّہٗ لَا یُبْصِرُ شَیْئًا قَالَ یُؤَجَّلُ سَنَۃً ثُمَّ یُسْتَحْلَفُ بَعْدَ السَّنَۃِ اَنَّہٗ لَا یُبْصِرُ ثُمَّ یُعْطَی الدِّیَۃَ قَالَ قُلْتُ فَاِنْ ھُوَ اَبْصَرَ بَعْدَہٗ قَالَ ھُوَ شَیْءٌ اَعْطَاہُ اللّٰہُ اِیَّاہُ۔

صفحہ ۳۲۵ قَالَ سُئِلَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ؑ عَنْ رَجُلٍ ضَرَبَ رَجُلًا عَلٰی هَامَّتِهٖ فَادَّعَی الْمَضْرُوْبُ اَنَّهٗ لَا یُبْصِرُ شَیْئًا وَلَا یَشَمُّ الرَّائِحَةَ وَاَنَّهٗ قَدْ ذَهَبَ لِسَانُهٗ فَقَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ؑ اِنْ صَدَقَ فَلَهٗ ثَلَاثُ دِیَاتٍ فَقِیْلَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ؑ وَکَیْفَ یُعْلَمُ اَنَّهٗ صَادِقٌ فَقَالَ اَمَّا مَا ادَّعَاهُ اَنَّهٗ لَا یَشَمُّ الرَّائِحَةَ فَاِنَّهٗ یُدْنٰی مِنْهُ الْحُرَاقُ فَاِنْ کَانَ کَمَا یَقُوْلُ وَاِلَّا نَحّٰی رَاْسَهٗ وَدَمَعَتْ عَیْنُهٗ وَاَمَّا مَا ادَّعَاهُ فِیْ عَیْنِهٖ فَاِنَّهٗ یُقَابَلُ بِعَیْنِهِ الشَّمْسُ فَاِنْ کَانَ کَاذِبًا لَمْ یَتَمَالَكْ حَتّٰی یُغْمِضَ عَیْنَهٗ وَاِنْ کَانَ صَادِقًا بَقِیَتَا مَفْتُوْحَتَیْنِ وَاَمَّا مَا ادَّعَاهُ فِیْ لِسَانِهٖ فَاِنَّهٗ یُضْرَبُ عَلٰی لِسَانِهٖ بِاِبْرَةٍ فَاِنْ خَرَجَ الدَّمُ اَحْمَرَ فَقَدْ کَذَبَ وَاِنْ خَرَجَ الدَّمُ اَسْوَدَ فَقَدْ صَدَقَ .

صفحہ ۳۲۸ اِنَّهٗ عُرِضَ عَلٰی اَبِی الْحَسَنِ الرِّضَا ؑ کِتَابُ الدِّیَاتِ وَکَانَ فِیْهِ فِیْ ذِهَابِ السَّمْعِ کُلِّهٖ اَلْفُ دِیْنَارٍ وَالصَّوْتِ کُلِّهٖ مِنَ الْغَنَنِ وَالْبَحَحِ اَلْفُ دِیْنَارٍ وَشَلَلِ الْیَدَیْنِ کِلْتَاهُمَا اَلْفُ دِیْنَارٍ وَ شَلَلِ الرِّجْلَیْنِ اَلْفُ دِیْنَارٍ .

صفحہ ۳۳۰ فِی الْحَرِصَةِ شِبْهِ الْخَدْشِ بَعِیْرٌ وَفِی الدَّامِیَةِ بَعِیْرَانِ وَ فِی الْبَاضِعَةِ وَهِیَ مَا دُوْنَ السِّمْحَاقِ ثَلَاثٌ مِّنَ الْاِبِلِ وَفِی السِّمْحَاقِ وَهِیَ دُوْنَ الْمُوْضِحَةِ اَرْبَعٌ مِّنَ الْاِبِلِ وَفِی الْمُوْضِحَةِ خَمْسٌ مِّنَ الْاِبِلِ .

صفحہ ۳۳۱ اِنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ؑ قَضٰی فِی الْهَاشِمَةِ بِعَشْرٍ مِّنَ الْاِبِلِ.

صفحہ ۳۳۱ قَالَ فِی الْموضحۃِ خَمْسٌ مِّنَ الْاِبِلِ وَفِی السمحَاقِ اَرْبَعٌ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَاضِعَۃِ ثَلاثٌ مِنَ الْاِبِلِ وَالْمامومۃِ ثَلاثٌ وَّ ثَلاثُوْنَ مِنَ الْاِبِلِ وَالْجَآئِفَۃِ ثَلاثٌ وَّثَلاثُوْنَ مِنَ الْاِبِلِ وَ الْمنقلۃِ خَمس عشرۃٍ مِّنَ الْاِبِلِ.

صفحہ ۳۳۲ قَالَ سَئَلْتُہٗ عَنِ الْموضحَۃِ فِی الرَّاْسِ کَمَا ھِیَ فِی الْوَجْہِ فَقَالَ: اَلْمُوْضِحَۃُ وَالشِّجَاجُ فِی الْوَجْہِ وَالرَّاْسِ سَوَآءٌ فِی الدِّیَۃِ لِاَنَّ الْوَجْہَ مِنَ الرَّاْسِ وَلَیْسَ الْجِرَاحَاتِ فِی الْجَسَدِ کَمَا ھِیَ فِی الرَّاْسِ.

صفحہ ۳۳۸ قَالَ قَضٰی اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَؑ فِی اللطمۃِ یَسْوَدُّ اَثَرُھَا فِی الْوَجْہِ اَنَّ اَرْشَھَا سِتَّۃُ دَنَانِیْرَ فَاِنْ لَّمْ تَسْوَدَّ وَاخْضَرَّتْ فَاِنَّ اَرْشَھَا ثَلاثَۃُ دَنَانِیْرَ فَاِنِ احْمَرَّتْ وَلَمْ تَخْضَرَّ فَاِنَّ اَرْشَھَا دِیْنَارٌ وَّنِصْفٌ.

صفحہ ۳۴۱ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِؑ مَا تَقُوْلُ فِیْ رَجُلٍ قَطَعَ اِصْبَعًا مِنْ اَصَابِعِ الْمَرْئَۃِ کَمْ فِیْھَا قَالَ عَشْرَۃٌ مِّنَ الْاِبِلِ قُلْتُ قَطَعَ اثْنَیْنِ قَالَ عِشْرُوْنَ قُلْتُ قَطَعَ ثَلاثًا قَالَ ثَلاثُوْنَ قُلْتُ اَرْبَعًا قَالَ عِشْرُوْنَ قُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰہِ یُقْطَعُ ثَلاثًا فَیَکُوْنُ عَلَیْہِ ثَلاثُوْنَ وَیُقْطَعُ اَرْبَعًا فَیَکُوْنُ عَلَیْہِ عِشْرُوْنَ اِنَّ ھٰذَا کَانَ یَبْلُغُنَا وَنَحْنُ بِالْعِرَاقِ فَنَبْرَاُ مِمَّنْ قَالَہٗ وَنَقُوْلُ الَّذِیْ جَآءَ بِہٖ شَیْطَانٌ فَقَالَ مَھْلاً یَا اَبَانُ ھٰذَا حُکْمُ رَسُوْلِ اللّٰہِؐ اِنَّ الْمَرْاَۃَ تُعَاقِلُ الرَّجُلَ اِلٰی ثُلُثِ الدِّیَۃِ فَاِذَا بَلَغَتِ

الثُّلُثَ رَجَعَتْ اِلَى النِّصْفِ يَا اَبَانُ اِنَّكَ اَخَذْتَنِيْ بِالْقِيَاسِ وَالسُّنَّةِ اِذَا قِيْسَتْ مُحِقَ الدِّيْنُ ۔

صفحہ ۳۲۵ فَجَعَلَ لِلنُّطْفَةِ خُمُسَ الْمِائَةِ عِشْرِيْنَ دِيْنَارًا وَّ لِلْعَلَقَةِ خُمُسَيِ الْمِائَةِ اَرْبَعِيْنَ دِيْنَارًا وَّ لِلْمُضْغَةِ ثَلَاثَةَ اَخْمَاسِ الْمِائَةِ دِيْنَارًا وَّلِلْعَظْمِ اَرْبَعَةَ اَخْمَاسِ الْمِائَةِ ثَمَانِيْنَ دِيْنَارًا فَاِذَا كُسِيَ اللَّحْمَ كَانَتْ لَهٗ مِائَةُ دِيْنَارٍ كَامِلَةً فَاِذَا انْشَاْ فِيْهِ خَلْقٌ اٰخَرُ وَهُوَ الرُّوْحُ فَهُوَ حِيْنَئِذٍ نَفْسٌ فِيْهِ اَلْفُ دِيْنَارٍ دِيَةٌ كَامِلَةٌ اِنْ كَانَ ذَكَرًا وَاِنْ كَانَ اُنْثٰى فَخَمْسُمِائَةِ دِيْنَارٍ وَ اِنْ قُتِلَتِ امْرَاَتُهٗ وَهِيَ حُبْلٰى فَتَمَّ فَلَمْ يَسْقُطْ وَلَدُهَا وَلَمْ يُعْلَمْ اَذَكَرٌ هُوَ اَمْ اُنْثٰى وَلَمْ يُعْلَمْ اَبَعْدَهَا مَاتَ اَوْقَبْلَهَا فَدِيَتُهٗ نِصْفَانِ نِصْفُ دِيَةِ الذَّكَرِ وَنِصْفُ دِيَةِ الْاُنْثٰى وَ دِيَةُ الْمَرْاَةِ كَامِلَةٌ ۔

صفحہ ۳۲۹ قَالَ قُلْتُ فَمَنْ قَطَعَ رَاْسَ مَيِّتٍ اَوْ شَقَّ بَطْنَهٗ اَوْفَعَلَ بِهٖ مَا يَكُوْنُ فِيْهِ اجْتِيَاحُ نَفْسِ الْحَيِّ فَعَلَيْهِ دِيَةُ النَّفْسِ كَامِلَةً فَقَالَ لَا وَلٰكِنْ دِيَتُهٗ دِيَةُ الْجَنِيْنِ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ قَبْلَ اَنْ تَنْشَاَ فِيْهِ الرُّوْحُ وَذٰلِكَ مِائَةُ دِيْنَارٍ وَهِيَ لِوَرَثَتِهٖ وَدِيَةُ هٰذَا هِيَ لَهٗ لَا لِلْوَرَثَةِ قُلْتُ فَمَا الْفَرْقُ بَيْنَهُمَا ؟ قَالَ اِنَّ الْجَنِيْنَ اَمْرٌ مُسْتَقْبَلٌ مَرْجُوٌّ نَفْعُهٗ وَهٰذَا قَدْ مَضٰى وَذَهَبَتْ مَنْفَعَتُهٗ فَلَمَّا مُثِلَ بِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ صَارَتْ دِيَتُهٗ بِتِلْكَ الْمُثْلَةِ لَهٗ لَا لِغَيْرِهٖ يُحَجُّ بِهَا عَنْهُ وَيُفْعَلُ بِهَا اَبْوَابُ الْخَيْرِ وَالْبِرِّ مِنْ

الصَّدَقَةِ اَوْ غَيْرِهَا .

صفحہ ۳۵۹ قَالَ لَا تَضْمَنُ الْعَاقِلَةُ عَمْدًا وَّلَا اِقْرَارًا وَّلَا صُلْحًا .

صفحہ ۳۶۱ قَالَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ ؑ لَا يُقْتَلُ الْوَالِدُ بِوَلَدِهٖ وَيُقْتَلُ الْوَلَدُ بِوَالِدِهٖ وَلَا يَرِثُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ اِذَا قَتَلَهٗ وَاِنْ كَانَ خَطَأً .

صفحہ ۳۶۶ قَالَ فِيْ كِتَابِ عَلِيٍّ دِيَةُ كَلْبِ الصَّيْدِ اَرْبَعُوْنَ دِرْهَمًا .

صفحہ ۳۶۶ قَالَ دِيَةُ الْكَلْبِ السَّلُوْقِيِّ اَرْبَعُوْنَ دِرْهَمًا جَعَلَ ذٰلِكَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ؐ وَدِيَةُ كَلْبِ الْغَنَمِ كَبْشٌ وَدِيَةُ كَلْبِ الزَّرْعِ جَرِيْبٌ مِنْ بُرٍّ وَدِيَةُ كَلْبِ الْاَهْلِ قَفِيْزٌ مِنْ تُرَابٍ لِاَهْلِهٖ .

صفحہ ۳۷۱ قَالَ سُئِلَ عَنِ الْمُؤْمِنِ يَقْتُلُ الْمُؤْمِنَ مُتَعَمِّدًا اَلَهٗ تَوْبَةٌ فَقَالَ اِنْ كَانَ قَتَلَهٗ لِاِيْمَانِهٖ فَلَا تَوْبَةَ لَهٗ وَاِنْ كَانَ قَتَلَهٗ لِغَضَبٍ اَوْ بِسَبَبِ شَيْءٍ مِّنْ اَمْرِ الدُّنْيَا فَاِنَّ تَوْبَتَهٗ اَنْ يُّقَادَ مِنْهُ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ عُلِمَ بِهٖ انْطَلَقَ اِلٰى اَوْلِيَآءِ الْمَقْتُوْلِ فَاَقَرَّ عِنْدَهُمْ بِقَتْلِ صَاحِبِهِمْ فَاِنْ عَفَوْا عَنْهُ فَلَمْ يَقْتُلُوْهُ اَعْطَاهُمُ الدِّيَةَ وَاَعْتَقَ نَسَمَةً وَّصَامَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ وَاَطْعَمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا تَوْبَةً اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

صفحہ ۳۷۳ قَالَ وَاَمَّا مَا يَجِبُ فِيْهِ الدِّيَةُ وَلَا يَجِبُ فِيْهِ الْقَوَدُ فَرَجُلٌ مَازَحَ رَجُلًا فَوَكَزَهٗ اَوْ رَكَلَهٗ اَوْ رَمَاهُ بِشَيْءٍ لَا عَلٰى جِهَةِ الْغَضَبِ فَاَتٰى عَلٰى نَفْسِهٖ فَيَجِبُ فِيْهِ الدِّيَةُ اِذَا عُلِمَ اَنَّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ مِنْهُ عَلٰى تَعَمُّدٍ قُبِلَتْ مِنْهُ الدِّيَةُ ثُمَّ عَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ صَوْمُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ اَوْ عِتْقُ رَقَبَةٍ

اَوْ اِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا وَالتَّوْبَةُ بِالنَّدَامَةِ وَالْاِسْتِغْفَارُ مَادَامَ حَیًّا وَالْعَزِیْمَةُ عَلٰی اَلَّا یَعُوْدَ۔

صفحہ ۳۷۳ وَھُوَ قَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ، وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَأً وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِیَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰی اَھْلِہٖ اِلَّا اَنْ یَّصَّدَّقُوْا فَاِنْ کَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّکُمْ وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَاِنْ کَانَ مِنْ قَوْمٍ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَھُمْ مِّیْثَاقٌ فَدِیَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰی اَھْلِہٖ وَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَھْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰہِ۔

وَتَفْسِیْرُ ذٰلِكَ اِذَا کَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ نَازِلًا بَیْنَ قَوْمٍ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ فَوَقَعَتْ بَیْنَھُمْ حَرْبٌ فَقُتِلَ ذٰلِكَ الْمُؤْمِنُ فَلَا دِیَةَ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ؐ اَیُّمَا مُؤْمِنٍ نَزَلَ فِیْ دَارِ الْحَرْبِ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْہُ الذِّمَّةُ فَاِنْ کَانَ الْمُؤْمِنُ نَازِلًا بَیْنَ قَوْمٍ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَاَھْلِ الْحَرْبِ وَبَیْنَھُمْ وَبَیْنَ الرَّسُوْلِ اَوِ الْاِمَامِ مِیْثَاقٌ اَوْ عَھْدٌ اِلٰی مُدَّةٍ فَقُتِلَ ذٰلِكَ الْمُؤْمِنُ رَجُلٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَھُوَ لَا یَعْلَمُ فَقَدْ وَجَبَتْ عَلَیْہِ الدِّیَةُ وَ الْکَفَّارَةُ۔

صفحہ ۳۷۶ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ؐ : لِلدَّابَّةِ عَلٰی صَاحِبِھَا خِصَالٌ یَبْدَأُ بِعَلَفِھَا اِذَا نَزَلَ وَیَعْرِضُ عَلَیْھَا الْمَاءَ اِذَا مَرَّ بِہٖ وَلَا یَضْرِبُ وَجْھَھَا فَاِنَّھَا تُسَبِّحُ بِحَمْدِ رَبِّھَا وَلَا یَقِفُ عَلٰی ظَھْرِھَا اِلَّا فِیْ

سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَحْمِلُھَا فَوْقَ طَاقَتِھَا وَلَا یُکَلِّفُھَا مِنَ [illegible]
اِلَّا مَا تُطِیْقُ ۔

صفحہ ۳۷۷ قَالَ وَلَا یَتَّخِذُ ظُھُوْرَھَا مَجَالِسَ [illegible] تَحَدَّثَتْ عَلَیْھَا ۔

صفحہ ۳۷۷ اِنَّ اَبَا ذَرٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ص [illegible] اِلَّا
وَھِیَ تَسْأَلُ اللّٰہَ کُلَّ صَبَاحٍ : اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ مَلِیْکًا صَالِحًا
یُشْبِعُنِیْ الْعَلَفَ وَیُرْوِیْنِیْ مِنَ الْمَاءِ وَلَا یُکَلِّفُنِیْ فَوْقَ
طَاقَتِیْ ۔

صفحہ ۳۷۸ قَالَ عَلِیٌّ ع فِی الدَّوَآبِّ : لَا تَضْرِبُوا الْوُجُوْہَ وَلَا تَلْعَنُوْھَا فَاِنَّ
اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ لَعَنَ لَاعِنَھَا ۔

صفحہ ۳۷۸ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ص عَنْ ضَرْبِ وُجُوْہِ الْبَھَآئِمِ وَنَھٰی عَنْ
قَتْلِ النَّحْلِ وَنَھٰی عَنِ الْوَسْمِ فِیْ وُجُوْہِ الْبَھَآئِمِ ۔

صفحہ ۳۷۸ قَالَ الصَّادِقُ ع لِکُلِّ شَیْءٍ حُرْمَۃٌ وَحُرْمَۃُ الْبَھَآئِمِ فِیْ وُجُوْھِھَا ۔

صفحہ ۳۷۸ قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ع قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ص لَا تَضْرِبُوْا وُجُوْہَ
الدَّوَآبِّ وَکُلَّ شَیْءٍ فِیْہِ الرُّوْحُ فَاِنَّہٗ یُسَبِّحُ بِحَمْدِ اللّٰہِ ۔

صفحہ ۳۷۸ قَالَ سُئِلَ الصَّادِقُ ع مَتٰی اَضْرِبُ دَابَّتِیْ تَحْتِیْ قَالَ اِذَا لَمْ
تَمْشِ تَحْتَکَ کَمَشْیِھَا اِلٰی مِذْوَدِھَا ۔

صفحہ ۳۷۹ قَالَ النَّبِیُّ ص اِضْرِبُوْھَا عَلَی النِّفَارِ وَلَا تَضْرِبُوْھَا عَلَی الْعِثَارِ

صفحہ ۳۷۹ حَجَّ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ ع عَلٰی نَاقَۃٍ اَرْبَعِیْنَ حَجَّۃً فَمَا قَرَعَھَا بِسَوْطٍ

صفحہ ۳۷۹ قَالَ حَجَجْتُ مَعَ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ ع فَالْتَبَثَتْ عَلَیْہِ النَّاقَۃُ
فِیْ سَیْرِھَا فَاَشَارَ اِلَیْھَا بِالْقَضِیْبِ ثُمَّ قَالَ آہ لَوْلَا الْقِصَاصُ

وَرَدَّيَدَهُ عَنْهَا .

صفحہ ۳۸۰ قَالَ اِنَّ امْرَاَةً عُذِّبَتْ فِی هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا حَتّٰی مَاتَتْ عَطَشًا .

صفحہ ۳۸۱ قَالَ الصَّادِقُ ؑ : اَقْذَرُ الذُّنُوْبِ ثَلَاثَةٌ قَتْلُ الْبَهِیْمَةِ وَحَبْسُ مَهْرِ الْمَرْاَةِ وَمَنْعُ اَجْرَةِ الْاَجِیْرِ .